جدید ترکی میں
فقہ حنفی کا فروغ وارتقاء

تالیف: محمد عمر ہاشمی
چھوہر شریف ہری پور

جدید ترکی میں فقہ حنفی کا فروغ و ارتقاء

(1923ء تا 2015ء/1341ھ-1436ھ)

(1923ء تا 2015ء/1341ھ-1436ھ)

مقالہ نگار: محمد عمر

S17-0028-IRS-M.Phil (IRS)/UOH

ایم فل

علوم اسلامیہ ودینیہ

شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ، جامعہ ہری پور

خیبر پختونخوا، پاکستان

مئی، 2019ء

جدید ترکی میں فقہ حنفی کا فروغ وارتقاء

(1923ء تا2015ء/1341ھ-1436ھ)

مقالہ نگار: محمد عمر

S17-0028-IRS-M.Phil (IRS)/UOH

ایم فل علوم اسلامیہ ودینیہ کی ڈگری کے لیے جزوی تکمیل کے طور پر جمع کردہ
تحقیقی مقالہ

شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ، جامعہ ہری پور

خیبر پختونخوا، پاکستان

مئی، 2019ء

جدید ترکی میں فقہ حنفی کا فروغ وارتقاء

(1923ء تا 2015ء/1341ھ-1436ھ)

مقالہ نگار: محمد عمر

S17-0028-IRS-M.Phil (IRS)/UOH

ایم فل علوم اسلامیہ ودینیہ کی ڈگری کے لیے جزوی تکمیل کے طور پر جمع کردہ
تحقیقی مقالہ

منظور کردہ:

ڈاکٹر جنید اکبر اسسٹنٹ پروفیسر جامعہ ہری پور	چیئرمین سپروائزری کمیٹی
ڈاکٹر محمد اکرام اللہ اسسٹنٹ پروفیسر جامعہ ہری پو	ممبر
ڈاکٹر عبدالمھیمن اسسٹنٹ پروفیسر جامعہ ہری پور	ممبر
ڈاکٹر عبدالمھیمن اسسٹنٹ پروفیسر جامعہ ہری پور	کنوینئر بورڈ آف سٹڈیز
پروفیسر ڈاکٹر ایوب خان	ڈین فیکلٹی آف سوشل اینڈ ایڈمنسٹریٹو سائنسز
ڈاکٹر شاہ مسعود خان اسسٹنٹ پروفیسر جامعہ ہری پور	ڈائریکٹر ایڈوانس سٹڈی اینڈ ریسرچ بورڈ

شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ، جامعہ ہری پور
خیبر پختونخوا، پاکستان

مئی، 2019ء

حلف نامہ-Declaration

میں مسمی محمد عمر اقرار کرتا ہوں:

مقالہ بعنوان "**جدید ترکی میں فقہ حنفی کا فروغ وارتقاء**(1923ء تا2015ء/1341ھ-1436ھ)" میں نے ازخود تحریر کیا ہے۔

- مقالہ امکانی حد تک ماخذ ومنابع پر مشتمل ہے۔
- مقالہ نگران کی زیرِ نگرانی لکھا گیا ہے۔
- مقالہ کسی اور جامعہ یا ادارہ میں کسی سند یا کسی اور مقصد کے لئے پیش نہیں کیا گیا۔

____

محمد عمر

رول نمبر:S17-0028

شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ

جامعہ ہری پور

تصدیقی سرٹیفیکیٹ

میں مسمی ڈاکٹر جنید اکبر، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ و دینیہ، جامعہ ہری پور تصدیق کرتا ہوں کہ مقالہ بعنوان "**جدید ترکی میں فقہ حنفی کا فروغ و ارتقاء**(1923ء تا 2015ء/1341ھ-1436ھ)" مقالہ نگار محمد عمر نے میری نگرانی میں مکمل کیا ہے۔ یہ مقالہ کسی اور جامعہ میں حصولِ سند یا کسی اور مقصد کے لئے پیش نہیں کیا گیا۔

____

ڈاکٹر جنید اکبر

اسسٹنٹ پروفیسر

شعبہ علوم اسلامیہ و دینیہ

جامعہ ہری پور

انتساب

میں اس مقالہ کو عالم اسلام کی ان تمام ہستیوں کے نام منسوب کرتا ہوں ،جنہوں نے شریعتِ اسلامیہ کی تعلیمات کو نسل انسانی تک پہنچانے کے لیے ستائش وصِلے کی پروانہ کرتے ہوئے، آرام کیے بغیر دن رات کام کیا۔

اظہار تشکر

لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ مَنْ لَا یَشْکُرُ النَّاسَ [1] کے مصداق ہر وہ انسان شکریہ کا مستحق ہے جس کی بدولت آپ زندگی کے کسی بھی موڑ پہ اس کی طرف سے دیے گئے اشارہ کی وجہ سے حادثے سے بچ جاتے ہیں۔ یہ مقالہ لکھنا اور اسے آخری مراحل تک لے جانا میرے لیے انتہائی کٹھن راستہ تھا جس پر چلتے ہوئے پھسلنے اور گرنے کا بہر طور امکان موجود تھا۔ لیکن اللہ سبحانہ وتعالی کی مدد ونصرت شامل حال رہی۔ اسی طرح والدین کی مشفقانہ دعاؤں نے ہر مشکل مرحلے میں سنبھالے رکھا۔ اور اسباب کے درجے میں سب سے بڑھ کر شکریہ کے جو مستحق ہیں وہ میرے کریم وشفیق استادِ محترم ونگرانِ مقالہ ڈاکٹر جنید اکبر ہیں۔ انہوں نے ہر موڑ پہ خصوصی رہنمائی بخشی اور ہر مشکل مرحلے کو آسان کرتے چلے گئے۔ ان کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر محمد اکرام اللہ بھی انہی نیک تمناؤں کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بھی کسی بھی اہم مرحلے میں بے یار ومددگار نہیں چھوڑا۔ اسی طرح ڈاکٹر عطاء اللہ بھی مستحق شکریہ ہیں کہ جنہوں نے بھرپور دعاؤں سے نوازا۔ اور سب سے بڑھ کر ہمارے شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ کے چیئر مین ڈاکٹر مھیمن صاحب بھی نیک تمناؤں اور بھرپور شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بھی گاہے بگاہے رہنمائی و تعاون سے نوازا۔

اس کے علاوہ وہ تمام لائبریریز مثلاً ڈاکٹر محمد حمید اللہ لائبریری اسلام آباد، سنٹرل لائبریری بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد، دعوہ لائبریری اسلام آباد، شریعہ اکیڈمی لائبریری اسلام آباد، حکیم عبد السلام لائبریری ہری پور، سینٹرل لائبریری پشاور یونیورسٹی، سیمینار لائبریری شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ جامعہ ہری پور، جلال آباد آڈیٹوریم لائبریری ایبٹ آباد کے ذمہ دار

[1] أبو داود سليمان بن الأشعث،سنن أبي داود، المكتبة العصرية، صيدا – بيروت،جلد4، ص225رقم الحديث 4811،صححه الالباني-

، منتظمین و معاونین بھی دعاؤں اور خصوصی شکریے کے مستحق ہیں۔ جن کے منتظمین نے میری آمد ورفت کو بوجھ نہ جانا۔

اسی طرح جب کبھی کسی کتاب کی ضرورت پڑی تو برادران عزیز عاطف صدیقی (لیکچرار مینجمنٹ اینڈ سائنسز ڈیپارٹمنٹ جامعہ ہری پور) اور حافظ احسان اللہ شہاب کا بھرپور تعاون شامل حال رہا۔

آخر میں اپنے تمام ہم جماعت ساتھیوں کا ذکر بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ جنہوں نے معلومات فراہم کرنے میں کبھی بھی بخل و کنجوسی سے کام نہیں لیا۔

اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا ہے کہ وہ اپنی شان کریمانہ کے طفیل مذکورہ ہر شخص کو نوازے اور اس مقالہ کو نافع بنائے۔

آمین

محمد عمر

فہرست

Declarationحلف نامہ iv
تصدیقی سرٹیفیکیٹ v
انتساب vi
اظہار تشکر vii
مقدمہ xvii
تعارف(INTRODUCTION) xviii
عنوان مقالہ(Working Title) xviii
بنیادی سوالات تحقیق(Basic Research Question) xviii
کلیدی مقالات اور کتب(Key Papers) xviii
وجہ تحقیق(Motivation) xx
مواد اور منہج(MATERIAL AND MATHED) xxi
مرکزی خیال(Idea) xxi
مواد(Data) xxi
طریقہ کار(Tool) xxi
متوقع نتائج اور اثرات(EXPECTED OUTCOME AND IMPACT) xxiii
نیا کیا ہے؟:(What's New?) xxiii
پھر کیا؟(So what?) xxiii

افادیت(Contribution)..xxiv
دیگر ملاحظات(Other Considerations)...xxiv
شراکت(Collaboration)..xxiv
ہدفی جریدہ(Target Journal)..xxiv
خدشات(Risk) xxv
وسعت(Scope)...xxv
ضمیمے(Appendices)...xxv
باب اول: جدید ترکی(1923ء-2015/1341ھ-1436ھ)کی سیاسی ومذہبی تاریخ......................... 2
فصل اول: جدید ترکی(1923ء-2015/1341ھ-1436ھ)کے سیاسی حالات........................... 2
ترکی کا تعارف 2
ترکی کا تاریخی پس منظر.. 3
سلطنت سلجوقیہ 6
سلاجقہ روم 8
سلطنت عثمانیہ.. 9
خلافت عثمانیہ:... 15
خلافت عثمانیہ کا خاتمہ اور جمہوریہ ترکی کا قیام.. 16
جمہوریہ ترکی میں اصلاحات 22
جمہوریہ ترکی کے وزرائے اعظم: 25
جمہوریہ ترکی کے صدور: 30

ترکی کے تمام صدور اور ان کی تفصیلات (Table1) 31
سقوط خلافت عثمانیہ سے تاحال ترکی کی سیاسی تاریخ 32
1923ء تا 1938ء تک کے حالات: 32
1938ء سے 1950ء تک کے حالات (ترکی جمہوریہ اول): 34
1950ء سے 1960ء تک کے حالات: 38
1960ء سے بعد کے ترکی کے سیاسی حالات (ترکی جمہوریہ ثانی): 41
جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ 52
فصل دوم: جدید ترکی (1923ء-2015ء/1341ھ-1436ھ) کے مذہبی حالات 53
1923ء سے 1950ء تک کے مذہبی حالات 53
مذہبی حالات میں تغیر صوفی تحریک کی وجہ: 55
1950ء کے انتخابات کے بعد کے مذہبی حالات: 56
1970ء اور اس کے بعد کے مذہبی حالات 58
باب دوم: جدید ترکی (1923ء-2015ء/1341ھ-1436ھ) میں فقہ حنفی کا فروغ وارتقاء 64
فصل اول: جدید ترکی (1923ء-2015ء/1341ھ-1436ھ) میں فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء میں اداروں کا کردار 64
باب دوم: فصل اول (نقشہ) 64
ادارہ نظامت مذہبی امور (Diyanet): 66
ترکی اسلامی ومذہبی انسائیکلوپیڈیا: 67
Diyanet کے صدور: (Table): 69

امام خطیب سکولز: 70
یونیورسٹیز میں اسلامی تعلیم: 71
اسلامی سیاسی پارٹیوں کا کردار اور فقہ حنفی کا فروغ وارتقاء.. 72
فصل دوم: جدید ترکی (1923-2015ء/1341ھ-1436ھ) میں فقہ حنفی کے فروغ و ارتقاء میں شخصیات کا کردار.. 74
باب دوم: فصل دوم (نقشہ) 75
سلجوق ریاست میں حنفی قاضی 75
مجلۃ الاحکام العدلیۃ اور شیوخ الاسلام:.. 78
امین الجندی المفتی: 81
احمد شاکر الکبیر:.. 82
محمد سعید البانی:.. 82
محمد عارف الجویجاتی 83
محمود الحمزاوی 83
محمد ابوالیسر عابدین:.. 83
محمد مرشد عابدین:.. 84
محمد صدیق گیومُش 84
کتب حنفیہ پر حواشی اور تحقیقی کام: 85
پروفیسرز کے مقالہ جات اور فقہ حنفی کا فروغ وارتقاء:.. 86
فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء میں تحاریک تصوف اور صوفیاء کا کردار:.. 94

باب سوم: جدید ترکی (1923ء-2015/ 1341ھ-1436ھ) میں علمائے احناف کے تراجم 99

فصل اول: جدید ترکی (1923ء-1938ء/ 1341ھ-1357ھ) میں علمائے احناف کے تراجم 99

حنفی فقہاء و علماء پر تراجم و طبقات کی کتب (Table): 99

جدید ترکی کے علماء و پروفیسرز: 102

ابن الخياط الكردي: 106

الحاج محمد ذهبي بن محمد رشيد الاستانبولي الرومي: 106

عبدالحکیم آرواسی چوشک افندی (Abdülhakîm Arvâsî Üçışık): 107

محمد رفعت بورکشی (Mehmet Rifat Börekçi): 108

سید طٰہٰ آفندی (Seyyid Taha Efendi): 109

خليل الخالدي حنفي: 110

مصطفی صابری افندی (Mustafa Sabri Efendi): 110

علی حیدر گربزلر (Ali Haydar Gürbüzler): 112

اسکیلیپ عاطف محمود خواجہ (İskilipli Mehmed Atıf Hoca): 113

شیخ زاہد الکوثری (Zâhid Kevserî): 114

محمد حمدی یزر (Muhammed Hamdi Yazır): 116

امین بن محمد حنفی: 117

جلال خوجہ (جلال الدین اوکتن) (Celâl Hoca): 118

احمد حمدی آق سیکی (Akseki,Ahmet hamdi): 119

مصطفی کروجو (Mustafa Kurucu): 121

حنفی عالم سلیمان ہلمی تونہان(Süleyman Hilmi Tunahan H.z): 121

محمد حلیسی اکیول(Akyol, Mehmet Hulûsi): 122

عبد الرحیم رحمی زاپسو(Abdurrahim Rahmi Zapsu): 123

محمد زاہد کوتکو(Mehmed Zahid Kotku): 125

احمد کیہان دیدی(Ahmet Kayhan Dede): 126

محمد احسان افندی(Mehmed ihsan efendi): 127

حسین حلمی اشک(Hüseyn Hilmi Işık): 128

مصطفی عاصم کوکسال(Mustafa Asım Köksal): 130

طاہر بشکیک(Tahir Büyükkörükçü): 131

الاستاد الدکتور صباح الدین زعیم: 132

شیخ محمود آفندی استنما اوغلو(Mahmut Ustaosmanoğlu): 132

بکر تپال اوغلو(Bekir Topaloğlu): 134

سلیمان اتش(Süleyman Ateş): 135

خیر الدین کرامان(Hayrettin Karaman) : 135

فصل دوم: جدید ترکی (1938ء-2015ء/1357ھ-1436ھ) کے مشہور علمائے احناف 138

طیار علی تکلاج(Tayyar Altikulaç): 138

محمد اسد توشان(Mahmud Esad Coşan): 139

سلیمان الوداغ(Süleyman Uludağ): 141

محمد یاسر کاندمیر(M. Yaşar Kandemir): 143

محمد عاکف الدین(Mehmet Akif Aydin):.. 144

عمر فاروق حرمان(Ömer Faruk Harman):.. 145

مصطفیٰ(Mustafa Çağrici):.. 146

ابراہیم کافی ڈونمز(Ibrahim Kâfi Dönmez):.. 146

نوری اوزجان(Nuri Özcan):... 147

یاسر نوری اوزترک(Yaşar Nuri Öztürk):... 148

علی براق اوغلو(Ali Bardakoglu):... 149

مولانا بیرام علی اوزترک:(Bayram Ali Öztürk Cinayeti):.......................... 150

اسماعیل کارا(ismail Kara):.. 151

سیف الدین(Seyfettin Ersahin):... 153

علی ارباز(Ali Erbaş):... 153

احمد محمود اونلو(Ahmet Mahmut Ünlü):.. 154

اکرام بہوراا قنج(Ekrem Buğra Ekinci):.. 156

یسین آخطے(Yasin Aktay):.. 157

احسن یلماز(Ihsan Yilmaz):... 159

احمد ازدمیر(Ahmet Özdemir):... 160

خاتمہ / خلاصہ بحث:.. 162

نتائج:.. 165

سفارشات:... 166

مصادر و مراجع (اردو / عربی کتابیں) 169

English books Refrences 179

Links Refrences 191

UNIVERSITY OF HARIPUR

مقدمہ

ترکی کو عالم اسلام میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ مسلم تاریخ میں ترکی چھ سو برس تک عالم اسلام کی قیادت کے منصب پر فائز رہا ہے۔ ایشیا اور یورپ کے سنگم پر واقع ہونے کے سبب انسانیت کی پوری تاریخ میں ترکی کو تہذیبوں کے مرکز کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ موجودہ دور میں بھی ترکی کو اسلام اور مغرب کے درمیان ایک پل قرار دیا جا رہا ہے[1]۔

1923 عیسوی میں خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد جدید ترکی کی بنیادیں جمہوریت اور سیکولرازم پر رکھی گئیں[2]۔ مصطفی کمال اتاترک (1881ء-1938ء)[3] جدید ترکی کے بانی اور ترکی کے پہلے صدر کہلائے۔ اس کے بعد ترکی میں اسلامی علوم میں تحقیق کرنے والوں کے لیے بہت کٹھن حالات پیدا ہوئے۔ سقوط خلافت عثمانیہ کے وقت بھی اس خطہ میں 99٪ لوگ مسلمان تھے اور موجودہ دور میں بھی 99٪ آبادی کا مذہب اسلام ہے۔ اور مسلمانوں میں HARVARD DIVINITY SCHOOL (Religious Literacy Project) کی رپورٹ کے مطابق 72٪ حنفی، 6.5% شافعی، 18.5٪ اثنا عشری اور 1٪ مسلمان بلا طائفہ ہیں[4]۔

تقریباً ایک صدی کا عرصہ گزرنے اور علوم اسلامیہ میں تحقیق کے دروازے بند کرنے کی سرکاری کوششوں کے باوجود وہاں کا اکثریتی مذہب اسلام اور اس میں بھی 72٪ لوگ حنفی فقہ کے مطابق زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس ایک صدی کے قریب کے زمانے میں فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء کی کوششوں کو منظر عام پر لانے کے لیے زیر نظر مقالہ لکھا گیا ہے۔

---

1 ۔ مورگن، کینتھ ڈبلیو، ترکی - سر زمین اور باشندے، ترجمہ: مولانا غلام رسول مہر، شیخ غلام علی سنز لاہور، ط1969، 2، ص371-400

2 . Berdal Aral,Turkey's Insecure Identity From The Perspective Of Nationalism,(Istanbul: Medeniyet Universitesi-1997), 30-33

3 ۔ خان، محمد اشفاق علی، سوانح عمری مصطفی کمال اتاترک، کتب میلہ، لاہور، ط1، 2018۔

4 . M.Sıddık Gümüş , Islam's Reformers, (Istanbul Hakîkat Kitâbevi, Darüşşefeka Cad. 53/A P.K.: 35,34083 Fatih,Turkey -2017), 32-35

تعارف(INTRODUCTION)

عنوان مقالہ(Working Title)

جدید ترکی میں فقہ حنفی کا فروغ وارتقاء(1923ء سے 2015ء/1341ھ-1436ھ)

بنیادی سوالات تحقیق(Basic Research Question)

اس مقالہ میں مندرجہ ذیل سوالات کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

1. سقوط خلافت عثمانیہ سے 2015ء/1436ھ تک جدید ترکی کے سیاسی ومذہبی حالات کیا رہے؟
2. مذکورہ زمانہ میں فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء کے لیے کیا کوششیں ہوئیں؟
3. مذکورہ زمانہ کے مشہور علماء احناف کون کون سے ہیں؟اور ان کے آثار واحوال کیا کیا ہیں؟

کلیدی مقالات اور کتب(Key Papers)

موضوع تحقیق پر کام کرنے کے لیے مندرجہ ذیل بنیادی مصادر سے مدد لی گئی ہے۔

دولت عثمانیہ: ڈاکٹر محمد عزیر کا یہ تحقیقی مقالہ دو جلدوں اور 867 صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں سلطنت عثمانیہ کی تفصیل اور جمہوریہ ترکی کے کارناموں پر تفصیل بیان کی گئی ہے۔

سلطنت عثمانیہ: ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی کی یہ تصنیف ترکی میں اسلام کے داخلہ سے سقوط خلافت اور احیائے اسلام کے لیے اٹھنے والی موجودہ اسلامی تحریکوں تک کا ایک تاریخی جائزہ ہے۔جو کہ ایک جلد اور 558 صفحات پر مشتمل ہے۔

تاریخ العالم الاسلامي الحديث والمعاصر: الدکتور اسماعیل یاغي محمود شاکر کی یہ تصنیف دو جلدوں اور 700 صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں انہوں نے عالمی تناظر میں مختلف اسلامی ملکوں خصوصاً ترکی کی تمدنی تبدیلیوں پر گفتگو کی ہے۔

موسوعة اعلام القرن الرابع عشر والخامس عشر الهجري في العالم العربي والاسلامي: الدکتور ابراهيم بن عبد الله الحازمي کی اس تصنیف میں عالم اسلام کی ممتاز شخصیات کے تعارف پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔یہ تین جلدوں اور 1162 صفحات پر مشتمل ایک تحقیقی مقالہ ہے۔

المنهل الصافي والمستوفي بعد الوافي: یوسف بن تغر دي بر دي الاتابکی جمال الدین ابو المحاسن کی یہ تالیف 13 جلدوں اور 7051 صفحات پر مشتمل طبقات وتراجم کی کتاب ہے۔ اس میں بھی چند ایک ترکی کی شخصیات کا ذکر ہے۔

اعلام الفکر الاسلامی فی العصر الحدیث: احمد تیمور پاشا (م 1930ء) کی یہ تصنیف بیسویں صدی میں عالم اسلام میں صحیح فکر کی نشو نما کے لیے جدوجہد کرنے والوں سے متعلق ہے۔ یہ ایک جلد اور 388 صفحات پر مشتمل کتاب ہے۔

مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش: مولانا سید ابو الحسن علی ندوی (1914ء-1999ء) کی تصنیف ہے جو ایک جلد اور 387 صفحات پر مشتمل ایک جامع کتاب ہے۔ جس میں ان تمام اسلامی ممالک کے اوپر گفتگو کی گئی ہے جہاں اسلام اور سیکولرازم مد مقابل ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا تاریخ عالم: ولیم ایل لینگر کی اس کتاب کا اردو میں مولانا غلام رسول مہر صاحب نے ترجمہ کیا۔ یہ تین جلدوں اور 917 صفحات پر مشتمل دنیا کے تقریبا تمام مشہور ممالک کی مختصر مگر جامع تحریر ہے۔

ترک ناداں سے ترک داناتک: مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب کی یہ کتاب ایک جلد اور 325 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے اخلاقی و اصلاحی پہلو کو مد نظر رکھ کر ترکی کے جدید و قدیم احوال پر گفتگو کی ہے۔

باسفورس کے کنارے: مفتی ابولبابہ شاہ منصور کی یہ کتاب معاشرتی اصلاحی پہلو پر مشتمل ترکی کے حالات وواقعات کی نشاندہی کرتی ہے۔

تاریخ:(مصطفی کمال اتاترک اور جدید ترکی): علامہ زاہد الراشدی صاحب کی 24 صفحات پر مشتمل یہ تحریر ترکی کے حالات سے آگاہی دینے میں مددگار ہے۔

الشقائق النعمانیۃ فی علماء الدولۃ العثمانیۃ: احمد بن مصطفی طاشکبری زادہ (م968ھ/1560ھ) کی تصنیف ہے۔ جس میں 699ھ سے 959ھ/1299م سے 1552م تک کے علماء کا تذکرہ ہے، جن میں فقہاء احناف بھی شامل ہیں لیکن یہ صرف خلافت عثمانیہ کے زمانے پر مشتمل ہے۔

اتحاف المطالع بوفیات اعلام القرن الثالث عشر والرابع عشر: (تنسیق و تحقیق محمد حجی) اس کتاب میں تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری کے علماء مغرب کا تذکرہ ہے۔

جدید ترکی میں اسلامی بیداری: اس کتاب کو ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی نے ترتیب دیا ہے۔ اس تصنیف میں مذکورہ زمانے کے ترکی کے انقلابی و تحریکی حالات کا بیان ہے

جدید ترکی: ڈاکٹر سجاد ظہیر کی ترکی کے تاریخی احوال کے اوپر ایک مستند کتاب ہے۔

ترکی کے مشہور سفرنامے:

جہانِ دیدہ اور دنیا میرے آگے (مفتی تقی عثمانی)، **سفرنامہ ترکی** (ڈاکٹر فرید احمد پراچہ)، **سفرنامہ ترکی** (ڈاکٹر فواد احمد)، **سفرنامہ** (ڈاکٹر فرید الدین قادری)، **سفرنامہ ترکی** (محمد مبشر نذیر)

وجہ تحقیق (Motivation)

فقہ حنفی جدید دنیا کے ساتھ ہم آہنگ فقہ ہے۔ اس نے مختلف خلافتوں اور خصوصاً خلافت عثمانیہ کے زیر اثر علاقوں میں اپنی وسعت اور جدید مسائل کا حل دینے میں کشادہ دامنی کا ثبوت دیا ہے۔ جدید ترکی کا اپنے جدید مسائل کے ساتھ فقہ حنفی کے ساتھ وابستہ رہنا (72٪ حنفی) ایک قابل قدر کارنامہ ہے۔ جس کا مطالعہ نئی نسل کے لیے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ تاکہ اس ملک میں (جو عالم اسلام کی قیادت کے لیے ابھر رہا ہے اور پاکستان کے ساتھ

نہایت قریبی مراسم رکھتا ہے) سقوطِ خلافت کے بعد فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء کے لیے کی جانے والی کوششوں کو منظر عام پر لا کر مستقبل کے لیے رہنمائی کا سامان کیا جاسکے۔

مواد اور منہج(MATERIAL AND MATHED)

مرکزی خیال(Idea)

ترکی جدید (1923ء سے 1915ء) کے سیاسی و مذہبی حالات۔موجودہ زمانہ میں فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء کے لیے کوششیں۔اس زمانہ میں ترکی کے مشہور علمائے احناف کا تعارف۔

مواد(Data)

موضوع تحقیق پر کام کے لیے تاریخ عالم کی کتب،تراجم و طبقات کی کتب،سلسلہ اعلام المسلمین سیریز،ترکی کے اسلامی

مجلات مثلاً İSLÂMİ ARAŞTIRMALAR DERGİSİ[1]، Ilahiyat Studies[2] اور ترکی کی اسلامی تاریخ

سے متعلق کتب و مقالات اور انٹرنیٹ پر موجود ڈیجیٹل لائبریرز سے رہنمائی لی گئی ہے۔

طریقہ کار(Tool)

- موضوع کی تحقیق کے لیے کتب، انٹرنیٹ پر موجود ڈیجیٹل لائبریرز، مکتبہ شاملہ، ریسرچ جرنلز، مکتبہ جبرئیل، ایکس ڈیٹا بیس اور مختلف سافٹ ویئرز اور ویب سائیٹس سے مدد حاصل کی گئی ہے۔
- موضوع کی تحقیق میں بنیادی مصادر و ماخذ سے مدد لی گئی ہے ۔ اگر کہیں بنیادی ماخذ دستیاب نہیں ہوئے یا ان میں مطلوبہ مواد کی دستیابی ممکن نہ تھی تو پھر ثانوی مصادر سے

---

1 .www.islamiarastirmalar.com/
2 .http://www.ilahiyatstudies.org/index.php/journal

بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ عربی، اردو، انگریزی اور ترکی زبانوں میں لکھی گئی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

- فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء میں ضمنی کوششوں کو بھی شامل مقالہ کیا گیا ہے۔
- تراجم علماء احناف میں علماء سے عالم دین، پروفیسرز، سکالرز اور فقہ حنفی کے کسی بھی قانون کے حوالے سے لکھے گئے آرٹیکلز کے محققین مراد لیے گئے ہیں۔
- حوالہ جات میں پہلی دفعہ پورا حوالہ (مصنف کا نام، کتاب کا نام، پبلشر، پبلش ہونے کی جگہ کا نام، طبع، سن اشاعت، جلد، صفحہ نمبر) تحریر کیا گیا ہے۔ جبکہ دوبارہ اسی مصدر سے حوالہ دینے کی صورت میں (مصنف کا نام، کتاب کا نام، جلد، صفحہ نمبر) تحریر کیا گیا۔
- انگریزی کتابوں یا آرٹیکلز کے حوالہ جات کے لیے بھی شکاگو طرز کو اپنایا گیا ہے۔ یعنی پہلے مصنف کا نام پھر کتاب یا آرٹیکل کا نام، پھر شہر اور پبلشر کا نام پھر تاریخ اشاعت اور پھر صفحات نمبر جبکہ تحقیقی مقالات کے لیے مقالہ کے بعد مجلۃ کا نام جلد نمبر شمارہ نمبر پھر مہینہ اور پھر سال اور آخر میں صفحہ نمبر درج کیا گیا ہے۔
- یہ مقالہ تاریخی منہج اور زمانی ترتیب کے مطابق لکھا گیا۔
- مقالہ کی عبارت سلیس اردو زبان میں ہے۔
- حوالہ جات متعلقہ صفحہ کے آخر میں تحریر کیے گئے ہیں۔
- مقالہ کے آخر میں نتیجہ اور سفارشات تحریر کی گئی ہیں۔
- مصادر و مراجع اور ویب سائٹس لنکس کی آخر میں فہرست دی گئی ہے۔

متوقع نتائج اور اثرات(EXPECTED OUTCOME AND IMPACT)

نیا کیا ہے؟:(What's New?)

زیر نظر مقالہ میں جدید ترکی کے سیاسی و مذہبی حالات، فقہ حنفی کا فروغ وارتقاء اور منتخب زمانہ کے علمائے احناف کا تعارف شامل ہے۔

پھر کیا؟(So what?)

زیر نظر مقالہ سے درج ذیل فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

اسلامی تاریخ کے انتہائی اہم اور نازک دور کی علمی وثقافتی تاریخ کو جو جدید ترکی میں ظہور پذیر ہوئی، علمی جستجو کے لیے منتخب کیا گیا ہے جو کہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

اس موضوع پر تحقیقی کام، انتہائی کٹھن دور میں مسلمانوں کے کارناموں کی دریافت کے ساتھ ساتھ قومی وملی خدمت بھی ہے۔

ترکی میں فقہ حنفی کے محققین کا کام اور طرز واسلوب سامنے آنے کی امید ہے۔

ترکی کے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے آگہی اور ان سے ملی ہم آہنگی وقت کا اہم تقاضا بھی ہے۔

لہذا یہ مقالہ پاکستان کے ہر طبقہ کے لیے مفید ہوسکتا ہے۔

دوران تحقیق نئی کتب سامنے آئیں ہیں۔ اسی طرح ترکی کی سیاسی، مذہبی، ملی وثقافتی تاریخ ایک جگہ جمع کی گئی ہیں۔

اس مقالہ کی بدولت فقہ حنفی کے 80 کے قریب محققین کے حالات سامنے آئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مذکورہ زمانے کے سیاسی و مذہبی حالات بھی اردو زبان میں منظر عام پر آگے ہیں۔

افادیت(Contribution)

تحقیقی کام مکمل ہونے کے بعد یہ مقالہ ابھرتی اسلامی تحریکات کے لیے اور تراجم وطبقات کے میدان میں تحقیق کرنے والوں کو بنیادی ضروری معلومات فراہم کر سکتا ہے۔

فقہ کے فروغ وارتقاء سے متعلق تحقیق کرنے والے سکالرز کو اس سے مدد حاصل ہو سکتی ہے۔

ترکی کی اہم حیثیت کے پیش نظر ترکی سے روابط وتعلقات کے حوالے سے اس مقالہ سے مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔

اہلیان پاکستان موجودہ حالات میں ترکی کے حالات سے رہنمائی حاصل کر کے اپنے لیے مستقبل کی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں۔

دیگر ملاحظات(Other Considerations)

شراکت(Collaboration)

باقاعدہ کسی سے اشتراک نہیں ہے۔البتہ مشہور کتب خانوں ڈاکٹر محمد حمید اللہ لائبریری اسلام آباد، سنٹرل لائبریری بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد، دعوۃ لائبریری اسلام آباد، شریعہ اکیڈمی لائبریری اسلام آباد، حکیم عبد السلام لائبریری ہری پور، سینٹرل لائبریری پشاور یونیورسٹی، سیمینار لائبریری شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ جامعہ ہری پور، جلال آباد آڈیٹوریم لائبریری ایبٹ آباد وغیرہ سے تحقیق کے لیے مدد لی گئی ہے۔

ہدفی جریدہ(Target Journal)

ہائر ایجوکیشن کمیشن سے منظور شدہ جرائد

شش ماہی مجلہ علوم اسلامیہ ودینیہ، شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ، جامعہ ہری پور

سہ ماہی فکر ونظر، ادارہ تحقیقات اسلامی، انٹرنیشل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

ششماہی الایضاح، شیخ زاید مرکز اسلامی، پشاور

ششماہی جہات الاسلام، کلیہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور

Ilahiyat Studies (Journal in Islamic studies in Turkey)

خدشات (Risk)

ترکی زبان کے علاوہ باقی زبانوں، خصوصاً اردو میں موضوع سے متعلق مواد کی عدم دستیابی، ترکی زبان میں دستیاب مواد تک رسائی نہ ہونے کے خدشات۔

وسعت (Scope)

مقالہ سوشل سائنسز کی شاخ علوم اسلامیہ و دینیہ کے تحت فقہ اسلامی، تاریخ اور تراجم وطبقات تک محدود ہو گا۔

ضمیمے (Appendices)

نقشہ اوقات کار عمل

نمبر شمار	تفصیلات	اوقات کار
1	مقالہ سے متعلقہ مواد کی تلاش و جمع آوری	15 جنوری 2019ء
2	مواد کا مطالعہ و تحقیق	31 جنوری 2019ء
3	مواد کی ترتیب و تدوین	28 فروری 2019ء

4	مواد کا تجزیہ و کمپوزنگ	15مارچ2019ء
5	حتمی نتائج	30اپریل2019ء
6	مقالہ کے پہلے نمونہ کی سپردگی	20مئی2019

باب اول

جدید ترکی (1923ء-2015ء/1341ھ-1436ھ) کی سیاسی ومذہبی تاریخ

UNIVERSITY OF HARIPUR

باب اول: جدید ترکی (1923ء-2015/1341ھ-1436ھ) کی سیاسی و مذہبی تاریخ

فصل اول: جدید ترکی (1923ء-2015/1341ھ-1436ھ) کے سیاسی حالات

فصل دوم: جدید ترکی (1923ء-2015/1341ھ-1436ھ) کے مذہبی حالات

باب اول: جدید ترکی (1923ء-2015/1341ھ-1436ھ) کی سیاسی و مذہبی تاریخ

فصل اول: جدید ترکی (1923ء-2015/1341ھ-1436ھ) کے سیاسی حالات

ترکی کا تعارف

ترکی کا سرکاری نام جمہوریہ ترکی (Republic of Turkey) ہے۔ اس کا کل رقبہ بشمول آبی رقبہ کے 300947 مربع میل ہے۔ اس کی فی کس آمدنی 1978 کے اعداد و شمار کے مطابق 1200 ڈالر ہے۔ دارالحکومت انقرہ[1] ہے۔ قومی زبان ترکی ہے۔ 23 اپریل کو قومی دن منایا جاتا ہے[2]۔ ترکی کی کرنسی لیرا[3] ہے۔ 1997ء کی مردم شماری کے مطابق ترکی کی آبادی 63.6 ملین ہے[1]۔ جبکہ 2009ء کی مردم شماری کے مطابق ترکی کی آبادی 76,805,524 ہے۔

---

[1] ۔ انقرہ (Ankara) ترکی کا دار الحکومت اور استنبول کے بعد ملک کا دوسرا سب سے بڑا شہر ہے۔2005 ء کے مطابق شہر کی آبادی 4،319،167 ہے۔ شہر پہلے انگورہ کے نام سے جانا جاتا تھا۔ انقرہ اناطولیہ کے وسط میں واقع ایک اہم تجارتی و صنعتی مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ ترک سیاست کا گہوارہ بھی ہے۔ ترکی کے عین وسط میں واقع ہونے کے باعث یہ سڑکوں اور پٹریوں کے جال کے ذریعے ملک بھر سے منسلک ہے۔ 189قبل مسیح میں یہ شہر رومی سلطنت میں شامل ہوا اور رومی علاقے کی حیثیت سے یہ سلطنت کے مشرقی حصے کا دروازہ بن گیا۔ دار الحکومت قسطنطنیہ ہونے کے باوجود بازنطینی سلطنت میں بھی اس کی اہمیت مسلمہ تھی۔ یہ شہر 11 ویں صدی تک مسلم افواج کا گہوارہ بنتا رہا اور بالآخر 1071 ء میں سلجوق سلطان الپ ارسلان نے جنگ ملازکرد میں بازنطینیوں کو شکست دے کر اناطولیہ کی فتح کا دروازہ کھول دیا۔ پہلی صلیبی جنگ کے دوران صلیبیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ عثمانی سلطنت کے دوسرے فرمانروا اورخان اول نے1356 ء میں شہر پر قبضہ کر لیا جبکہ1403 ء میں تیمور لنگ نے انقرہ کے مقام پر بایزید یلدرم کو شکست دے کر عثمانی سلطنت کو زبردست نقصان پہنچایا لیکن 1403ء میں عثمانیوں نے دوبارہ شہر کو حاصل کر لیا۔جنگ عظیم اول کے بعد1919 ء میں بیرونی قبضے کے خلاف مصطفی کمال اتاترک نے انقرہ کو اپنا مرکز بنایا اور بعد ازاں فتح کے بعد دار الحکومت قسطنطنیہ سے انقرہ منتقل کر دیا۔

[2] ۔ اس دن کو ترکی نے قومی خود مختاری کا اعلان کیا ہے ۔اور اسی دن ان کی پارلیمنٹ نے قوم کے لیے نئے پارلیمانی نظام کا آغاز کیا تھا ۔

[3] ۔ ترکی لیرہ ترکی زبان Türk lirası : ترکی کی کاغذی کرنسی ہے۔ اس کو مختصرا TL لکھا جاتا ہے اور اس کا کوڈ TRY ہے۔ ایک ترکی لیرہ میں 100 قروص ہوتے ہیں۔ترکی لیرہ ، مشرق وسطی ور یورپ کی متعلقہ کرنسیوں کا تعلق لبرا نامی قدیم روم کی وزن کی اکائی ہے جسے چاندی ٹروئے پاؤنڈ بھی کہتے تھے۔رومانسی لبرا کو بطور کرنسی پورے یورپ اور شمال کے علاقوں میں اپنایا گیا جہاں اس کا استعمال عہد وسطی تک رہا۔ ترکی لیرہ، فرانسیسی لیورے (1974ء تک)، اطالوی لیرہ (2002ء تک) اور برطانوی پاؤنڈ قدیم کرنسی کی نئی شکلیں ہیں۔ عثمانی لیرہ کو 1844ء میں بنیادی اکائی کی حیثیت سے متعارف کروایا گیا تھا اور قروص اس اکائی کا 1/100واں حصہ ہوتا تھا۔ عثمانی لیرہ 1927ء تک زیر استعمال رہا۔مزید دیکھیے

دور جدید میں ترکی مشرق اوسط کا ایک جمہوری ملک ہے۔ جس کا رقبہ 300947 مربع میل یعنی 799454 مربع کلو میٹر ہے۔ اس میں سے 9158 مربع میل یعنی 23721 مربع کلو میٹر یورپ میں ہے۔ 292222 مربع میل یعنی 756855 مربع کلو میٹر ایشیا میں ہے، جسے اناطولیہ کہتے ہیں۔ اور تقریباً 3238 مربع میل یعنی 8387 مربع کلو میٹر کا رقبہ آبی یا دلدلی ہے[2]۔

ترکی کے مشرق میں U.S.S.R[3] اور ایران کے ممالک ہیں۔ جنوب میں عراق، شام، اور Mediterranean Sea یعنی بحر روم ہے۔ مغرب میں بلغاریہ، یونان اور ایجین سی اور اس کی شمال میں بحر اسود Black Sea واقع ہے۔ ترکی کا مغربی حصہ جو کہ یورپ میں ہے اور مشرقی حصہ جو کہ ایشیا میں ہے کے درمیان آبی راستے ہیں۔ امروز اور بوز کا آرا کے جزائر بھی ترکی کا حصہ ہیں۔ یہ ساری سرحدی حد بندیاں پہلی جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد مختلف معاہدوں کے نتیجے میں مختلف سالوں میں متعین ہوئیں[4]۔

ترکی کو یورپ اور ایشیا کے درمیان ایک پل کی حیثیت حاصل ہے۔ اپنے محل وقوع کی وجہ سے اسے انتہائی سیاسی اور فوجی اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔

ترکی کا تاریخی پس منظر

ترک یا اتراک کے نام سے پہچانے جانے والے قبائل کا بنیادی علاقہ ترکستان ہے جو ماوراء النہر کا علاقہ کہلاتا ہے۔ یہ خطہ مشرق میں منگولیا اور شمالی چین کی پہاڑیوں سے مغرب میں

("History of Paper Money" by Central Bank of the Republic of Turkey)

1 . Helen Chapin, Country Profile: Turkey (Metz: Library of cogress ,Federal Research Division, august 2008), 5-13

2 . Diana Aschner and Dr. Jean-Jacques Sène , History & Culture of Turkey: From Anatolian Civilization to Modern Republic,(Chatham:University of Chatham, Global Focus-2009),13

3 ۔ Union of Soviet Socialist Republics

4 . Stanford Jay shaw, History of the ottoman empire and modern turkey volume I· empire of the gazis: the rise and decline of the ottoman empire, (Newyork: cambridge university press London-1977) 321-340

بحر خزر (بحر قزوین) اور شمال میں سیبریا کے میدانی علاقوں سے جنوب میں برصغیر اور فارس تک پھیلا ہوا ہے[1]۔

چھٹی صدی عیسوی کے نصب ثانی میں ان قبیلوں نے اپنے وطن اصلی کو خیر آباد کہہ کر گروہ در گروہ ایشیاء کوچک کی راہ لی۔ مورخین ان کی اس نقل مکانی کی کئی توجیہات کرتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ اس کی وجہ اقتصادی بدحالی تھی۔شدید قحط اور بڑھتی ہوئی آبادی نے انہیں ترک وطن پر مجبور کیا اور وہ ایسے علاقوں میں آکر بسے جہاں وسعی چراگاہیں اور خوشحال زندگی کے اسباب وافر مقدار میں موجود تھے[2]۔ بعض تاریخ نگاروں کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اس نقل مکانی کے پیچھے سیاسی عوامل کارفرما تھے۔ترکوں کو بعض ایسے طاقتور قبائل کی دشمنی کا سامنا تھا کہ جن کی طاقت اور تعداد ترکوں سے بڑھی ہوئی تھی جیسا کہ منگول، اس بناء پر انہوں نے ترکستان چھوڑ کر پرامن علاقے کی راہ لی تھی[3]۔

ترکستان چھوڑنے کے بعد ان قبیلوں نے دریائے جیحوں کو عبور کیا اور اس کے دوسری طرف آباد ہوئے۔ جہاں سے بعد میں آہستہ آہستہ طبرستان[4] اور جرجان[5] آئے[6]۔اس بناء پر یہ لوگ

---

[1] ۔ تاریخ الترك في أسيا الوسطي ، بارتولد، ترجمه احمد سعيد،الهيئة المصرية للعامة اللكتب،1996، ص106

[2] . Stanford J. shaw, History of the ottoman empire and modern turkey volume ii: reform, revolution, and republic:the rise of modern turkey,1808-1975,(Newyork: cambridge university press London-1977) 513

[3] . Ahmad, Feroz, The making of modern Turkey ,(Abingdon: Taylor & Francis e-Library, United Kingdom-2003), 37-53

[4] ۔یہ شہر ایران کا حصہ ہے اور شمالی جانب واقع ہے جبکہ ترکمانستان کے جنوب مغربی طرف اور بحر قزوین کے ساحلی کے قریبی ایک مشکل اور پہاڑی خطہ ہے۔ اسے حضرت عثمان ؓ کے زمانہ میں سعید بن العاص ؓ کی کوششوں سے اسلامی مملکت کا حصہ بنایا گیا۔ (بحوالہ: اليعقوبي ،أحمد بن إسحاق (أبي يعقوب) بن جعفر بن (المتوفى: بعد 292ہ) ،البلدان، دار الكتب العلمية، بيروت ،ط 1422 ہ ج1، ص91)

[5] ۔ یہ ایران کے صوبے گلستان کا مرکزی شہر ہے ۔ رے سے 7میل کے فاصلے پر ہے اسے پہلی دفعہ سعید بن عثمان نے حضرت معاویہ ؓ کے زمانے میں اور پھر ارتداد کے بعد یزید بن مہلب نے سلمان بن عبد الملک کے زمانے میں فتح کیا۔ (بحوالہ: اليعقوبي ،أحمد بن إسحاق (أبي يعقوب) بن جعفر (المتوفى: بعد 292ہ) ،البلدان، دار الكتب العلمية، بيروت ،ط 1422 ہ ج1، ص92)

[6] ۔ احمد عبد العزیز محمود، ترکیا فی القرن العشرین، المکتب الجامعی الحدث، ط1، 2012ء، ص10

اسلامی علاقوں سے قریب ہونا شروع ہوئے۔ جن علاقوں کو مسلمانوں نے 21ھ یعنی 641ء میں معرکہ نہاوند اور فارس میں دولت ساسانیہ کے سقوط کے بعد فتح کیا تھا[1]۔ اسلامی سپہ سالار عبد الرحمن بن ربیعہؓ نے 652ء میں جن علاقوں کی طرف پیش قدمی کی تھی وہاں ترک قبیلوں کے سردار شہر براز سے ملاقات کی۔ اس نے صلح کی آمادگی کے ساتھ ساتھ اسلامی لشکر کا ساتھ دینے کا عندیہ بھی دیا۔ پھر اسلامی لشکر کے سپہ سالار نے اپنے ایک قائد کے پاس انہیں بھیجا۔ قائد سراقہ بن عمروؓ نے ان کی پیش کش کو قبول کیا۔ اور حضرت عمر بن خطابؓ کو خط لکھ کر رائے لی تو آپؓ نے بھی اس سے اتفاق کیا۔ جس کے بعد مسلمانوں اور ترکوں میں باقاعدہ معاہدہ طے پا گیا۔ اس طرح ترکوں کے ساتھ بغیر جنگ کے امن معاہدہ ہوا اور اسلام کی اشاعت کا سبب بنا[2]۔ اس کے بعد اسلامی لشکر فارس کی طرف بڑھے اور ترک بھی ان کے ساتھ تھے وہ اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کے کردار سے متاثر ہو کر اسلام میں داخل ہونے لگے[3]۔ حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں طبرستان اور پھر حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں بخارا و سمرقند اور ماوراالنہر کے سارے علاقے مسلمانوں کے زیر نگیں آگئے۔ اس وقت ترک قبائل اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو کر صف اول کے مجاہدین کے حثیت اختیار کرنے لگے[4]۔ عباسی خلفاء اور امراء کے درباروں میں ترکوں کا اثر بڑھنا شروع ہوا۔ ہر شعبہ میں ترک اپنی نمائندگی پیدا کرنے اور بڑھانے لگے۔ اپنی صلاحیتوں اور اخلاص کی بدولت ان کی ترقیاں ہونے لگی اور وہ فوج، کاتب اور حکومت کے دوسرے اعلی عہدوں تک پہنچنے لگے[5]۔ جب

---

[1] ۔ دھیش، ڈاکٹر عبداللطیف، قیام الدولۃ العثمانیہ، مکتبہ اسلامیہ بیروت، ط1 ،2011 ، ص8

[2] ۔ ابن الأثير ،أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد الشيباني ، عز الدين ، الكامل في التاريخ، دار الكتاب العربي، بيروتلبنان،ط1997،1ء،ج8،ص22

[3] ۔ شوقي ابو خليل، نهاوند فتح الفتوح، دار التربية، ط2، 1928،ص 55 تا 70

[4] ۔ أبو جعفر الطبري ،محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، (المتوفى: 310هـ)، تاريخ الطبري = تاريخ الرسل والملوك، وصلة تاريخ الطبري، دار التراث – بيروت،ط الثانية 1387ھ،ج3،ص257

[5] ۔ محمد انيس، الدولة العثمانية الشرق العربي، مكتبة الانجلو المصرية ،ط1، 1993، ص13

معتصم تخت خلافت پر بیٹھا تو بڑے بڑے مناصب ترکوں کے سپرد کیے جانے لگے۔ کیونکہ المامون نے اس سے پہلے ایرانی لوگوں کو خلافت کے اہم امور میں اپنا معتمد بنایا تھا۔ اور معتصم کی خواہش یہ تھی کہ ایرانی اثر کم کرے۔ اس کے لیے اس نے ترکوں کا اثر بڑھانا شروع کیا۔ جس بناء پر فوج اور خلافت کے انتظامی معاملات میں بھی ترک اعلی مناصب تک پہنچ گئے[1]۔

سلطنت سلجوقیہ

خلیفہ معتصم کے بعد ترکوں کا اقتدار فوج و حکومت میں بڑھتا ہی گیا۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اکثر اختیارات ترکوں کے ہاتھوں میں آ گئے۔ انہوں نے متعدد خلفاء کو تخت سے اتارا اور بعض کو قتل بھی کیا۔ جس کے نتیجے میں دولت عباسیہ کا زوال شروع ہوا۔ سلطنت کے اکثر گورنروں نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ ایرانی گورنروں نے خراسان میں طاہریہ، فارس میں صفاریہ، ماوراءالنہر میں سامانیہ، آذربائیجان میں ساجیہ کی ریاستیں قائم ہوکیں۔ اسی طرح ترکوں نے بھی مصر میں طولونیہ، ترکمانستان میں ایلکیہ، مصر میں اخشیدیہ، افغانستان میں دولت غزنویہ کی بنیاد ڈالی۔ یہ تمام حکومتیں تیسری صدی کے وسط سے چوتھی صدی ہجری کے وسط تک قائم ہوئیں۔ پانچوں صدی ہجری (گیارھویں صدی عیسوی) میں ترکوں کے ایک گروہ نے خراسان میں دولت سلجوقیہ کی بنیاد رکھی[2]۔

جن ترکوں نے سلجوقی سلطنت قائم کی ان کا مورث اعلی دقاق تھا جو کاشغر کے ترکی قبائل کا ایک سردار تھا۔ اس کا ایک لڑکا سلجوق تھا جس کے نام سے یہ سلطنت قائم ہوئی۔ سلجوق غیر مسلم ترک حکمران کو چھوڑ کر بخارا کی اسلامی ریاست میں آ گیا تھا۔ یہاں اس کا سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ اور بخارا کے قریب جند میں قیام پذیر ہوا۔ یہاں آکر اس نے اپنی طاقت مجتمع کی اور غیر مسلم ترکوں پہ کامیاب حملے شروع کیے۔ اس کی وفات کے وقت اس کے تین بیٹے

---

[1] ۔ عصام محمد شباره، السلاطين في المشرق العربي، دار النهضه العربيه بيروت، ط1، 1994، ص171
[2] ۔ الحرستانی، محمود شاكر، خراسان، دار الكتب بيروت، ط1، 1978ء، ص20 تا 35

تھے۔ ارسلان، میکائیل اور موسی، سلجوقی سلطنت کے وارث میکائیل کے بھی تین لڑکے ہوئے۔ طغرل بیگ، جغرو بیگ اور پیغو۔ لیکن حکمرانی طغرل کو ملی۔ جس نے ارد گرد کے علاقوں میں اپنی طاقت منوائی۔ اور محمود غزنوی اور اس کے بیٹے مسعود سے بھی لڑائیاں لڑیں[1]۔

طغرل بیگ تمام خراسان پر قابض ہونے کے بعد جرجان، طبرستان اور خورازم پر بھی قابض ہوا۔اس کے ساتھ ساتھ اصغان، تبریز اور حلوان بھی اس کے آگے سرنگوں ہو گئے[2]۔ دوسری طرف بغداد میں شیعہ سلطنت آل بویہ نے خلافت کو پریشان کیا ہوا تھا۔ خلفیہ قائم بامر اللہ نے طغرل بیگ کو اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے پکارا۔ جس بناء پر طغرل بیگ اپنے لشکر کے ساتھ بغداد کیا اور آل بویہ کے سربراہ ملک رحیم کو گرفتار کرکے اس ریاست کا خاتمہ کر دیا۔ اب بغداد میں بھی آل سلجوق کا اثر قائم ہو گیا تھا۔ خلفیہ نے طغرل کو اس فتح پر سلطان شرق و غرب کے خطاب سے نوازا۔ طغرل کے بعد اس کے بھتیجے الپ ارسلان نے ایشیائے کوچک اور شام بھی سلجوقوں کے زیر نگیں کیا۔ اور اس کے کچھ عرصہ بعد سلجوق حکمران ملک شاہ نے عدن اور یمن بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ اس طرح پانچویں صدی سے ساتویں صدی ہجری تک خلیفہ بغداد کے ایشیائی مقبوضات کا بیش تر حصہ آل سلجوق کی حکمرانی میں رہا[3]۔ ملک شاہ کے بعد اس کا بیٹا محمود جو کہ بعد میں ناصر الدین محمود کے نام سے مشہور ہوا حکمران بنا۔ 1094ء میں اس کا وصال ہوا اس کے بعد اس کا بھائی رکن الدین ابو المظفر برکیاق حکمران بنا۔ یہ 1105ء تک رہا۔ پھر رکن الدین ملک شاہ ثانی کے ہاتھ پر بیعت ہوئی لیکن اسی سال اقتدار غیاث الدین ابو شجاع محمد کو سونپ دیا گیا اور وہ 1128ء تک مسند حکومت پر

---

[1] ۔ ابن الأثير ،أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد الشيباني ، عز الدين ، الكامل في التاريخ، دار الكتاب العربي، بيروت لبنان،ط1، 1997ء ،ج 9، ص355

[2] ۔ محمد عبد،أيعيد التاريخ نفسه، الناشر المنتدي الاسلامي،ط1991، ص67

[3] ۔ سبط ابن الجوزى،يوسف بن قزأوغلي، مرأة الزمان في تاريخ الأعيان، دارالكتب الإسلامي القاهره،ط2، 1992،ص161

براجمان رہا۔ یہ آخری سلجوق حکمران تھا اس کا پایہ تخت ماوراء النہر کا علاقہ تھا۔ خراسان، ایران اور عراق پر اس کی حکمرانی تھی۔ بالاخر 522ھ بمطابق 1128ء تک دنیا کے ماتھے پہ اپنا نام ثبت کروانے والے سلجوقوں کی سلطنت شاہنات خوارزم کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچی[1]۔

سلاجقہ روم

سلیمان بن قطلمش بھی سلجوقوں میں سے تھا یہ طغرل بیگ کے سرداروں میں سے تھا۔ اسے ملک شاہ نے ایشیائے کوچک کا والی مقرر کیا تھا لیکن اس نے بغاوت کر کے خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا۔ اس نے بعد میں نائیسا شہر پر قبضہ کیا جو کہ عیسائی بازنطینی سلطنت کا حصہ تھا۔ اور اس شہر کو اپنا پایہ تخت بنا کر سلاجقہ روم کی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد اس نے انطاکیہ فتح کیا۔ بعد میں اس کے بیٹے داؤد نے قونیہ فتح کیا اور اسے پایہ تخت بنایا[2]۔

یہ سلطنت 224 سال قائم رہی اور ابو الفوراس قتلمش بن اسرائیل کی نسل سے چودہ حکمرانوں نے اس پر حکومت کی۔ ان میں سے عزالدین کیکاؤس اور اس کے بعد علاء الدین کیقباد کا دور حکومت شان و شکوہ کے لحاظ سے سلاجقہ روم کی تاریخ میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ لیکن غیاث الدین کیخسرو ثانی کے زمانہ 636 – 644ھ بمطابق 1238 – 1246ء سے سلطنت کا زوال شروع ہوا، جو پھر نہ رکا۔ اس دوران تاتاریوں نے ایشیائے کوچک اور ارض روم کے سرحدی قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ 1243ء / 641ھ میں کوزاواخ کی جنگ میں سلجوقیوں کو تاتاریوں نے شکست فاش دے کر ان کی سلطنت کو یرغمال بنا لیا۔ لیکن سلجوقیوں نے تاتاریوں سے صلح کر کے اپنے اقتدار کے لیے تھوڑی مہلت حاصل کر لی۔ لیکن کیخسرو ثانی کی وفات کے بعد اس کے تینوں لڑکوں کی مشترکہ حکومت کی وجہ سے سلطنت میں مزید بدنظمی پیدا ہوئی۔ تاتاریوں نے پھر حملے شروع کر دیے۔ اس دوران کیخسرو ثانی کا ایک لڑکا فوت ہو گیا

---

1 ۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر، البداية والنهاية، ج12، ص151
2 ۔ عصام محمد شباره، السلاطين في المشرق العربي، ص28-29

جبکہ ہلاکو خان نے باقی کے دو لڑکوں میں سلطنت اس طرح تقسیم کی کہ مغربی صوبے عزالدین کیکاؤس ثانی اور مشرقی صوبے رکن الدین قلیج ارسلان رابع کے کی عملداری میں دے دیے۔ لیکن اصل حکومت تاتاریوں ہی کی تھی۔ تاتاریون کے ظلم سے تنگ آکر بعض سلطنت کے لوگوں نے اہل مصر سے مدد طلب کی ۔ مصریوں نے ایشیائے کوچک میں تاتاریوں کو شکست دے کر بھگایا لیکن جب مصری اپنے علاقوں کو واپس لوٹے تو تاتاریوں نے دوبارہ سلجوقی سلطنت پہ حملہ کرکے اس کو بالکلیہ خاتمہ کر دیا۔ جبکہ سلجوقی عملداری میں متعدد امراءو سرداروں نے اپنی اپنی خود مختاری کا اعلان کرکے طوائف الملوکی جیسی کیفیت پیدا کر دی۔ تاتاریوں نے ان چھوٹے امیروں پر متعدد چھوٹے چھوٹے حملے کیے لیکن تاتاریوں کے لوٹنے کے بعد یہ لوگ پھر سے اپنی عملداری وخود مختاری کا اعلان کر دیتے تھے۔ چنانچہ دولت سلجوقیہ کے خاتمہ کے وقت ایشیائے کوچک میں صادر خان، قروسی، ایدین، تکہ، حمید، کرمانیہ، کرمیان، قسطمونی اور منتشا کی خود سر حکومتیں قائم ہو چکی تھیں۔ 1246ء يعني 644ھ میں سلاجقہ روم کی سلطنت تاتاریوں کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچی[1]۔

سلطنت عثمانیہ

عثمانیوں کا تعلق ترکمان کے اوغوز قبیلہ سے ہے۔ یہ لوگ کردستان میں آباد تھے جب منگولوں نے ان علاقوں کو اپنی بربریت کا نشانہ بنانا شروع کیا۔ ساتویں صدی ہجری بمطابق تیرھویں صدی عیسوی میں یہ لوگ کردستان کو چھوڑ کر ایشیاء کوچک کے مغربی علاقوں کے طرف ہجرت کر گئے۔ اناضول کے علاقہ اخلاط[2] میں آبسے۔

[1] ۔ ابن الأثير ،أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد، الكامل في التاريخ،ج6، ص338

[2] ۔ موجودہ ترکی کے مشرق میں ایک شہر ہے جو آرمینیا میں بحیرہ وان کے قریب واقع ہے۔

617ھ بمطابق 1220ء کو اوغوز قبیلہ کی قائی شاخ کا سردار سلیمان شاہ انتقال کر گیا۔ اس کے بعد قبیلہ میں سرداری پر اختلاف رونما ہو گیا اور قبیلہ دو حصوں میں بٹ گیا۔ ایک حصہ کا سردار سلیمان شاہ کا بڑا بیٹا گلدوندو اور دوسرے حصے کا سردار ارطغرل تھا۔ ارطغرل اناضول سے شمال مشرق کی جانب بازنطینی سرحد کی طرف ہجرت کر گیا۔ اس کے ساتھ سو خاندان اور تقریباً چار سو سے کچھ زائد شہسوار تھے۔ سفر کے دوران ایک مقام پر نصرانیوں اور مسلمانوں کی جنگ ہو رہی تھی ارطغرل نے مسلمانوں کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔ اور بڑی حکمت عملی کے ساتھ میدان جنگ میں کود گیا۔ جس کی وجہ سے ہار کے قریب اسلامی لشکر فتح یاب ہو گیا۔ فتح کے بعد معلوم ہوا کہ یہ سلجوقی (روم) اسلامی لشکر تھا۔ لشکر کا سپہ سالار سلطان علاء الدین سلجوقی اس سے بہت خوش ہوا۔ اور اسے وہیں سرحدی علاقے میں جاگیر عطا کی۔ اور اسے سغوت کا زرخیز علاقہ عطا کیا جو دریائے سقاریہ کے بائیں جانب بازنطینی سرحد کے قریب واقع تھا۔ اسی طرح ینی شہر اور بروصہ کے درمیان ایک جنگ میں ارطغرل نے تاتاریوں اور بازنطینوں کی متحدہ فوج کو شکست دی۔ یہ جنگ اس نے علاء الدین سلجوقی کے نائب کی حیثیت سے لڑی تھی۔ سلطان نے اس خدمت کے صلہ میں اس مفتوح شہر کو بھی ارطغرل کی جاگیر میں دے دیا اور پوری جاگیر کا نام سلطانونی (صدر سلطانی) رکھا۔ ارطغرل کو اپنے مقدمۃ الجیش کا سپہ سالار بھی مقرر کیا[1]۔

اس وسیع علاقہ میں بازنطینیوں کے قلعے مثلاً قراجہ حصار، بلے جیک، اینی وغیرہ کو بھی ارطغرل نے فتح کر کے اسلامی قلمرو میں شامل کر لیا۔ اس طرح یہ اوغوز ترک قبیلہ سلاجقہ روم کی سلطنت میں بازنطینی سرحد کے قریب پاؤں جمانے میں کامیاب ہوا۔ اس کے بعد مسلسل کئی برس تک ارطغرل نے سرحدی علاقے میں قائم نصرانی علاقے فتح کیے اور سلجوقی

---

[1] ۔ محمد فرید بک بن احمد فرید پاشا تاریخ الدولۃ العلیۃ العثمانیۃ، دار النفائس لبنان، ط الاولی 1981

سلطنت کو وسعت دی۔ اس طرح سلاجقہ روم اور قائی ترک قبیلہ میں بہت گہرے مراسم قائم ہوئے ۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ترک قبیلہ منگولوں کے خلاف میں برسرپیکار رہا۔ سلجوقوں نے جو جاگیر ارطغرل کو عطا کی تھی، اس نے اس میں بازنطینی سرحدی علاقے فتح کر کے وسعت دی۔ اور اپنی جاگیری عملداری میں انصاف کے ساتھ نظم ونسق قائم کیا۔ جس کی وجہ سے کئی ترک قبائل ادھر اُدھر کی شورشوں سے جان چھڑا کر قائی قبیلہ میں پناہ لینے لگے ۔ اور ساتھ ہی ارطغرل نے بھی ارد گرد کے ترک قبیلوں کو اکٹھا کر کے اپنے قریب ہی آباد کرالیا۔ اور اپنی قوت میں اضافہ کرتا گیا[1]۔

ارطغرل کا 699ھ بمطابق 1299ء میں وصال ہوا۔ تو اس نے اپنے چھوٹے بیٹے عثمان کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ عثمان بھی اپنے والد کی پالیسی پہ قائم رہا اور اراضی روم کی طرف مسلسل پیش قدمی کرتا رہا[2]۔

عثمان بن ارطغرل 656ھ بمطابق 1258ء کو پیدا ہوا۔ اسی کی طرف عثمانی سلطنت منسوب کی جاتی ہے۔ یہ اسی سال کی بات ہے جس سال ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کر کے اسے تباہ وبرباد کر دیا تھا[3]۔

عثمان نے بھی اپنے والد کی روش پر سلطان سلجوقی کی وفاداری قائم رکھی جبکہ ارد گرد کے کئی امراء وجاگیرداروں نے خود مختاری کا اعلان کر دیا اور طوائف الملوکی ہر طرف پھیل گئی۔ لیکن عثمان نے اپنی توجہ بازنطینی سرحدوں پر مرکوز رکھی۔ شہنشاہ قسطنطنیہ سے بھی اس زمانے میں سیاسی غلطیاں ہوئیں جنکی بدولت اس کی سلطنت کمزور ہوئی اور کوہِ آلمپس کے دروں کی حفاظت نہ ہو سکی ۔اور ترک بتھینیا کے میدانوں میں داخل ہو گئے۔ شہنشاہ پلیلوگس

1 ۔ العمري، عبدالعزيزبن ابراهيم،الفتوح الاسلامية عبر العصور ،داراشبيلية رياض ،ط2011، ص353
2 ۔ القرمانيئ، احمد بن يوسف،تاريخ سلطان آل عثمان،مكتبة ملك فهد الوطنية ،ط1، 1985،ص10
3 ۔ ابن كثير، اسماعيل بن عمر بن كثير، البداية والنهاية، ج13، ص192-193

(Palaeblogous) کے عہد تک ان دروں کی حفاظت ایک خاص فورس کے پاس تھی جو ٹیکس سے مستثنٰی تھے لیکن اس شہنشاہ نے ان سے زبردستی خراج لینا وصول کیا جسکی وجہ سے وہ فورس محض ایک کسان بن کر رہ گئی۔ بازنطینی سلطنت جو کسی زمانہ میں دنیا کی عظیم ترین سلطنتوں میں شمار کی جاتی تھی وہ خانہ جنگی اور بد نظمی کا شکار ہو کر مفلوج ہو کر رہ گئی۔ لہذا عثمان نے اناطولیہ اور قسطنطنیہ کے ارد گرد کے علاقوں پر حملے شروع کر دیے[1]۔

چند برسوں میں تاتاریوں نے سلطان علاء الدین کو قتل کر کے اس کے بیٹے غیاث الدین کو تخت کا وارث بنایا پھر وہ بھی مارا گیا۔ اس طرح سلجوق سلطنت کا سورج غروب ہوا۔ اس وقت عثمان بن ارطغرل بالکل آزاد ہو کر اپنی جاگیر کو وسعت دینے میں مصروف ہوا۔ یہ نیک، مدبر، باہمت اور علم دوست جرنیل تھا۔ جس بناء پر جلد ہی اس کی شہرت ہو گئی اور اسے سلطان کا لقب اور بادشاہت کے امتیازات حاصل ہونے لگے۔ اس کے نام کا سکہ بھی جاری ہو گیا اور خطبہ میں بھی اس کا نام لیا جانے لگا۔ دوسرے ترک سردار اس کی قوت سے خائف تھے انہوں نے بازنطینیوں سے ساز باز کر کے اس پر حملہ کا پروگرام بنایا۔ عثمان نے ان سب کو شکست دی اور ینی شہر پر قبضہ کر کے اسے اپنی مملکت کا پایۂ تخت بنایا[2]۔ 701ھ بمطابق 1301ء میں نائیکو میڈیا سے متصل قیون حصار کے مقام پر پہلی بار عثمان اور شہنشاہ قسطنطنیہ کی باقاعدہ افواج کے درمیان جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں عثمان نے شاندار کامیابی حاصل کی۔ چھ سال کے مختصر عرصہ میں اس کی فتوحات کا دائرہ بحر اسود کے ساحل تک پہنچ گیا[3]۔

---

[1] ۔ زیاد ابو غنیة ،جوانب المضیئة في تاریخ العثمانیین الاتراك، دار الفرقان للنشر و التوزیع،2007ء،ص197

[2] ۔ علی، عبد الحلیم محمود،التراجع الحضاری فی العالم الاسلامی،دار الوفاء، 2011ء، ص331-332

[3] ۔ Lord Eversley, The Turkish empire from 1288 to 1914(London:unwin publishing British-1924)15-34

بازنطینیوں نے عثمان کی طاقت کو ختم کرنے کے لیے تاتاریوں کو اس پر حملہ کے لیے آمادہ کیا ۔ عثمان نے اپنے بیٹے اورخان کو ان کا مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا۔ اورخان نے تاتاریوں کو شکست دی۔ 1357ء میں عثمان نے بروصہ شہر کا محاصرہ کیا اور دس سال تک یہ محاصرہ جاری رہا۔ جب یہ شہر فتح ہوا تو عثمان بستر مرگ پر تھا۔ اس نے وصیت کی کہ اسے بروصہ شہر میں دفن کیا جائے۔ اس کے بیٹے نے شہر کو فتح کرنے کے ساتھ اپنے والد کی وصیت کے مطابق اس سرزمین پر پہلے اسلامی جرنیل کی قبر کی[1]۔

عثمان بن ارطغرل نے جن علاقوں کو فتح کیا۔ وہاں نظم و نسق کو چلانے کے لیے علماء سے مشاورت کی۔ عثمان بہت زیادہ خوبیوں کا مالک تھا۔ اسے اس کے والد نے اپنی زندگی میں قراجہ حصار کا قاضی مقرر کیا تھا تو آپ نے ایک مقدمہ میں مسلمان کے خلاف اور نصرانی کے حق میں فیصلہ دیا تھا۔ وہ آپ کے اس فیصلے سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا[2]۔

اسی طرح بہت سی اسلامی جماعتیں جو معاشرہ میں ترقی و بہتری کے لیے آپ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئیں۔ جیسے جماعت غزایا روم یعنی رومی غازی، یہ وہ اسلامی جماعت ہے جو حدود روم پر نظر رکھتی تھی اور ہمیشہ سرحد پر خیمہ زن رہتی تھی۔ یہ جمات عباسی خلافت کے دور سے رومی حملوں کے لیے رکاوٹ تھے۔ جسکی وجہ سے مسلسل حالت جنگ میں رہنے کی بدولت اخلاقیات میں بہتری کے ساتھ ساتھ جنگ کے اعلی پیمانے پر تجربات کی حامل ہوئی۔ اسی طرح کی ایک جماعت الاخیان یا الاخوان کے نام سے تھی جو اپنے مال و اسباب سے سلطنت اور سلطنت میں رہنے والے کمزور طبقات کو ترکی پر گامزن کرنے کے لیے کوشاں رہتی تھی۔ اس جماعت میں بڑے بڑے تاجر حضرات تھے۔ یہ سماجی کاموں میں مصروف

---

[1] ۔ محمد حرب،دکتور،العثمانيون في التاريخ و الحضارة،المركز المصري للدراسات العثمانية و بحوث العالم التركي القاهرة،1994،ص16

[2] ۔ مصطفى،احمد عبد الرحيم،في اصول التاريخ العثماني، دار الشروق مصر ، ط1986، ص40

رہتے تھے۔ اس جماعت میں ممتاز علماء کرام بھی تھے جو اسلامی تہذیب و تمدن کی ترویج کے لیے کمربستہ رہتے تھے۔ اس طرح کی جماعتیں اور ایسی ہی سوچ رکھنے والے افراد غازی عثمان کے جھنڈے تلے جمع ہونے لگے[1]۔

دولت عثمانیہ کے بانی عثمان بن ارطغرل کی زندگی کتنی اسلام کے قریب تھی، اس بات کا اندازہ ان کی اپنے بیٹے کو آخری وقت میں کی جانے والی وصیت سے بھی ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا "اے بیٹے! کسی ایسے کام میں مصروف نہ ہونا، جس کے کرنے کا پروردگار نے حکم نہ دیا ہو۔جب بھی امور سلطنت کی انجام دہی میں کوئی مشکل پیش آئے تو علمائے دین سے مشورہ لینا اور ان سے امداد طلب کرنا۔بیٹے! ہم وہ لوگ نہیں جو کشور کشائی اور لوگوں کو غلام بنانے کی خاطر جنگ کرتے ہیں۔ ہم نے زندہ رہنا ہے تو اسلام کی خاطر اور مرنا ہے تو بھی اسلام کی خاطر"[2]۔

عثمان اول جب سلطنت عثمانیہ کو چھوڑ کر اللہ کے حضور پیش ہوئے تو سلطنت کا رقبہ 16000 مربع کلو میٹر تھا۔وہ اپنی اس ریاست کے لیے بحر مرمرہ تک راستہ بنانے میں کامیاب ہوئے۔اور اس زمانے میں ازنیق اور بورصہ انتہائی اہمیت کے حامل شہر بازنطینیوں سے فتح ہو کر عثمانی قلمرو میں شامل ہوئے[3]۔

1299ء میں عثمان تخت نشین ہوا تھا۔اسے سلطانی اعزازات سے نوازا گیا تھا۔ گویا کہ سلطنت عثمانیہ کی ابتداء 1299ء سے ہوئی۔ اس کے بعد بالترتیب اورخان اول، مراد اول، بایزید اول، محمد اول، مراد ثانی، محمد ثانی، بایزید ثانی اور سلیم اول عثمانی سلطنت کے حکمران اور بادشاہ رہے۔ ان حکمرانوں نے سلطنت میں اضافہ کرتے ہوئے نیقیہ، بلغاریہ،

[1] ۔ دھیش، ڈاکٹر عبداللطیف، قیام الدولۃ العثمانیہ،ص25
[2] ۔ محمد حرب،دکتور،العثمانیون في التاریخ و الحضارة، ص 16
[3] ۔ محمد حرب،دکتور،العثمانیون في التاریخ و الحضارة، ص 15

ادرنہ، انقرہ، بلقان، قسطنطنیہ، طرابزون، بوسینیا، جزیرہ نما کریمیا، البانیا، اوٹرانٹو، ہرزیگووینا، بلیک کارامان، مصر اور الجیریا کو فتح کر کے سلطنت عثمانیہ میں شامل کیا[1]۔

خلافت عثمانیہ:

سلیم اول (1470ء تا1520) 1512ء سے 1520ء تک حکمران رہا۔ اس نے حرمین شریفین کا خادم ہونے کا اعزاز اپنے نام کیا اور خود کو اس لقب سے ملقب کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے خلافت کی بیعت لی اور خلیفۃ المسلمین ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ اس طرح اس نے سلطنت عثمانیہ کو بالاتفاق خلافت عثمانیہ کا ٹائٹل عطا کیا[2]۔

جب حرمین شریفین کی خدمت کا شرف سلیم اول نے حاصل کیا تو اس وقت آخری عباسی خلیفہ المتوکل نے جو قاہرہ میں ملوک سلاطین کے زیر سایہ ایسی زندگی گزار رہا تھا کہ بظاہر ساری قوت و طاقت اس کے پاس ہے لیکن حقیقت میں بغیر کسی اختیار و اقتدار کے اس کی زندگی تھی۔ لیکن خلافت کے جملہ آثار اسی کے پاس تھے۔ جن میں آنحضرت ﷺ کی تلوار، جھنڈا اور چادر تھی۔ اس نے یہ تمام اشیاء اور خلافت کے تمام حقوق و امتیازات سلیم اول کے حوالے کر دیے۔ اس تاریخ سے عثمانی سلاطین خلفاء کہلانے لگے۔ اور خطبوں میں بھی ان کا نام بطور خلیفہ و امیر المومنین لیا جانے لگا[3]۔ جب سلیم اول کی خلافت کا اعلان کیا گیا تو مسلم دنیا کے کسی گوشہ میں سے بھی اس کی مخالفت نہیں ہوئی۔ اس زمانہ سے لے کر جنگ عموی تک پوری چار صدیوں میں ان کے مقابلے میں کسی نے بھی خلافت کا دعوی نہیں کیا۔ منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد عثمانیوں کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا۔ انہیں مذہبی پیشوائی بھی حاصل ہو گئی۔ ان کی رعایا بھی دنیائے اسلام کے تمام لوگ شامل ہو

---

1 ۔ جمال عبد الهادي ، علي أحمد لين وقاء ، أخطاء يجب أن تصحح في التاريخ: الدولة العثمانية، دار الوفاء للنشر، 1995، ص22

2 ۔ المحامي، محمد فريد بك، تاريخ الدولة العلية العثمانية،دار النفاس بيروت ، ط1، 1981،ص61- 113

3 ۔ ڈاکٹر جولیس گرمانس، ترکوں کی اسلامی خدمات،انجمن ترقی اردو اورنگ آباد،1932، ص10

گئے۔اور کچھ تھوڑا آگے چل کر انہوں نے بغداد و مصر کو بھی فتح کر لیا۔اب ان کے سامنے اسلامی دنیا میں بھی کوئی سلطنت و ریاست نہ تھی سوائے دولت عثمانیہ کے۔یہ سلطنت تین بر اعظموں تک پھیل گئی۔اس سے پہلے کبھی بھی اسلامی ریاست اتنے بڑے خطے پر موجود نہ رہی تھی[1]۔

اس کے بعد سلیمان اول قانونی اور سلیم ثانی ساری نے پھر صرف سلطان کا لقب اختیار کیا ۔لیکن ان دو کے بعد بقیہ تمام سلطان خلیفۃ المسلمین بھی تھے۔جو بالترتیب مراد ثالث، محمد ثالث، احمد اول، مصطفی اول، عثمان ثانی، مراد رابع، ابراہیم اول، محمد رابع، سلیمان ثانی، احمد ثانی، مصطفی ثانی، احمد ثالث، محمود اول، عثمان ثالث، مصطفی ثالث، عبد الحمید اول، سلیم ثالث، مصطفی رابع، محمود ثانی، عبد المجید اول، عبد العزیز اول، مراد خامس، عبد الحمید ثانی، محمد خامس، محمد سادس (وحید الدین) اور عبد المجید ثانی (1922ء تا 1944ء) ہیں[2]۔

خلافت عثمانیہ کا خاتمہ اور جمہوریہ ترکی کا قیام

آخری خلفاء کا طرز زندگی عیاشی اور غفلت والا ہو گیا تھا۔جبکہ کچھ خلفاء درست سمت میں بھی گامزن رہے۔دوسری طرف یورپ اور خاص طور پر یہودیوں نے کافی عرصہ سے خلافت کو ختم کرنے کو بنیادی مقصد بنایا ہوا تھا۔مختلف ڈرامائی طریقوں سے عثمانیوں کو کئی اطراف میں جھونک دیا گیا تھا۔خود ترکی لوگوں میں کئی ایسے افراد پیدا کر دیے گئے تھے جو ترک قومیت کا نعرہ لگاتے تھے۔جس کو بنیاد بنا کر عرب قومیت کا نعرہ بھی زور پکڑ گیا تھا۔انہی حالات میں فلسطین کا قضیہ سامنے آیا۔لیکن خلیفہ عبد الحمید ثانی نے اس معاملے میں کسی بھی چیز کی پروانہ

[1] ۔ محمود شاکر، موسوعة الفتوخات الاسلامية، دار اسامة للنشر والتوزیع عمان،ط1، 2002،ج2، ص126-140

[2] ۔ نزارقازان، احداث و مشاهيرعالمية،سلاطين بنى عثمان،دار الفكر البنانى البيروت،ط1، 1992، ص25-90

کرتے ہوئے یہودیوں کی ہر قسم کی پیش کش کو ٹھکرا دیا تھا۔ یہودیوں نے خلیفہ کے قریبی لوگوں کو غیر محسوس طریقے سے مختلف عنوانات کے ذریعے خلافت کے خلاف کر دیا تھا[1]۔

ان دنوں ایک خفیہ انجمن قائم کی گئی۔ جس کا نام جمعیت اتحاد و ترقی تھا۔ یہ 1889ء کو قائم ہوئی۔ ابراہیم تیمور، عبد اللہ جودت، اسحاق شوکتی اور حسین علی زادہ اس کے بانی تھے۔ بعد ازاں 1906ء میں بہاء الدین شاکر نے ایک اور سیاسی جماعت بنائی جس کا نام "نوجوانان ترک " تجویز کیا گیا۔ 1908ء سے 1918ء تک اسے بھرپور طاقت حاصل رہی۔ یہ دراصل اصلاحات (خاتمہ خلافت) کے پرزور حامیوں کا ایک اتحاد تھا۔ اسی انقلاب کے ذریعے سلطنت نے پارلیمانی اور آئینی کچھ اصول بھی وضع کیے۔ جمعیت اتحاد ترقی میں بھی اسی انقلاب کے حامی افراد شامل تھے۔ نوجوانان ترک کے تین پاشاؤں نے 1913ء کی بغاوت سے جنگ عظیم اول کے اختتام تک سلطنت عثمانیہ پر حکومت کی۔ جنگ عظیم کے اختتام کے بعد خلیفہ محمد السادس نے اسی تنظیم کے کئی سرکردہ رہنماؤں کو سزائیں سنائیں اور انہیں قید بھی کیا[2]۔

دوسرے آئینی دور میں جمعیت اتحاد و ترقی اور نوجوانان ترک کا زور زیادہ ہوا اور یہ سلطنت کے تمام علاقوں میں پھیل گئے۔ 1909ء میں جوابی تاخت اور جوابی انقلاب کے واقعات پیش آئے۔ جس وجہ سے عبد الحمید ثانی کو معزول و جلاوطن کر دیا گیا۔ اور ان کے بھائی محمد کو خلیفہ نامزد کیا گیا۔ لیکن عملاوہ معطل ہی تھے[3]۔

نوجوان ترک انقلاب کے دوران آسٹریا، ہنگری نے کچھ مقبوضات پر قبضہ کیا۔ روس ترک جنگ کی وجہ سے بھی عثمانی کافی گہرا زخم کھا چکے تھے۔ سربیا، مونٹی نیگرو، یونان، بلغاریہ پر

---

[1] ۔ النعيمي، احمد نوري، النظام السياسي في تركيا، دار زهران للنشر والتوزيع عمان، 2011،ص 55-100

[2] ۔ الصلابي، علي محمد محمد، الدولة العثمانية عوامل النهوض واسباب السقوط،دار النشر والتوضيح بيروت، 1990ء، ص 715-750

[3] ۔ الشناوی،عبدالعزيز محمد،الدولة العثمانية دولة اسلامية مفتري عليها، مكتبة الانجلو المصرية،القاهرة 1980ء، ج2، ص1018-1030

مشتمل بلقان لیگ نے بھی خلافت سے اعلان جنگ کر دیا تھا۔ ترک جرمن اتحاد کی وجہ سے عثمانیوں نے پہلی جنگ عظیم میں بھی حصہ لیا تھا۔ اور مشرق وسطی کے میدان میں اپنی فوجیں بھیجیں تھیں۔ روس ترک جنگ کے بعد آرمینیا میں بھی بغاوت اٹھی تھی اور خلافت کی طرف سے جو فوجیں بھیجیں گئیں انہوں نے بڑے پیانے پر قتل عام کیا۔ جس کی وجہ سے معتدل سوچ کے افراد بھی اس عمل کو علی الاعلان برا کہنے لگ گئے تھے۔ اسی طرح عرب بغاوت کی مہمات بھی شروع ہو گئیں تھی۔ داخلی وخارجی ہر دو طرف سے انتہائی کشیدگی پائی جا رہی تھی۔ ایسے میں مصطفی کمال اتاترک نے بھی ایک تنظیم کی بنیاد ڈال کر خلیفہ کے خلاف تحریک شروع کر دی تھی۔ اس نے انقرہ میں 23 اپریل 1920ء کو "مجلس کبیر ملی" کا افتتاح کیا تھا۔ اس مجلس کا مقبول عام نعرہ یہ تھا کہ استنبول میں خلافت کو اور ترکی میں بیرونی قبضے کو ہم بالکل بھی تسلیم نہیں کرتے۔ چونکہ یہ عثمانی فوج کا سپہ سالار بھی تھا۔ اور اس نے ترکی سے انگریزوں، جرمنوں اور آرمینیاؤں کے خلاف زبردست مزاحمت بھی کی تھی۔ جس کی وجہ سے عوام اسے پسند بھی کرنے لگی تھی۔ اس لیے اس کے نعرہ کو جلدی تقویت ملی اور وہ ہر طرف پھیل گیا۔

سلطان عبد الحمید ثانی کے بعد خلافت کی ذمہ داری ان کے بھائی محمد رشاد کے حوالے کی گئی۔ لیکن عملی طور پر وہ معطل تھے اور کار انتظام جمیعت الاتحاد والترقی کے ہاتھ میں تھا۔ جمیعت نے ترک قومیت کو بہت ترویج دی اور ہر طرف یہ نعرہ ہی لگنا شروع ہو گیا کہ اناضول اور وسطی ایشیا کے مسلمان ایک الگ قوم ہیں۔ ان افکار کو پروان چڑھانے میں موئیز کوہین یہودی مصنف اور ایک مشہور ترکی مصنف ضیاء کوک الپ نمایاں تھے[1]۔ اس کے مقابلے میں خلافت عثمانیہ کے زیر انتظام عربی خطوں میں عرب قومیت کی تحریک پروان چڑھی۔ جسے یورپ نے

[1] ۔ روبی‌رمانتران،مترجم:بشير السباعي، اتجاه القوميين السياسية العثمانية، دار الفكر للدراسات والنشر والتوزيع، القاهرة،1993ء، ج2، ص 565

کندھا مہیا کیا۔ عربوں نے "لامرکزیت پارٹی" بنائی۔ جس کے تحت غیر ترکی صوبے خود مختاری حاصل کرنے لگے ۔ان لوگوں نے خفیہ جماعتیں تشکیل دیں ۔جیسے عبدالکریم خلیل، عزیز علی مصری کی الجمیعۃ القحطانیۃ، الجمیعۃ العربیۃ الفتاۃ۔ ان تحریکوں کا مقصد پورے عرب خطہ کو آزاد کرنا تھا۔اس کا مرکزی دفتر پہلے پیرس میں بنایا گیا۔ پھر اسے بیروت اور پھر دمشق منتقل کر دیا گیا۔ یہاں ان تحریکوں میں عرب نصرانی بھی کافی تعداد میں تھے [1]۔ان تحریکوں نے خود کو وسعت دینے کے ساتھ ساتھ فرانس کو شام اور لبنان پر قبضہ کرنے کی دعوت بھی دی۔ جب اتحادیوں نے ان کے کچھ اراکین کو گرفتار کیا تو انہوں نے پیرس میں پریس کانفرس کی اور اس میں کئی فیصلے کیے اور اس بات پر زور دیا کہ ان کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ اپنی قومیت کے لیے یہ سب کر رہے ہیں [2]۔ فرانس نے اس کانفرس کو عالمی دنیا تک پہنچانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ جب پہلی جنگ عظیم (1333ھ-1337ھ /1914ء-1918ء) شروع ہوئی، ترکی نے وسطی ملکوں "جرمنی اور آسٹریا" کا ساتھ دیا۔ اور انگریزوں نے حسن مکماھون کو اپنا ہمنوا بنا کر عربوں کو اتحادیوں (برطانیہ، فرانس، روس) کا ساتھ دینے پر آمادہ کر لیا۔ جس کی وجہ سے عرب ترکی میں ٹکڑاؤ شدت اختیار کر گیا[3]۔ جنگ میں شکست کے بعد ترکی کا سقوط عمل میں آیا۔ اتحادیوں اور یونانیوں نے ترکی کے کئی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ سلطان عبد الحمید کو برطرف کیا گیا اور حکومت جمیعت الاتحاد والترقی کے سپرد کی گئی۔ جبکہ آستانہ خلافت انگریزوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ 1916ء میں سائیکس بیگو کے خفیہ معاہدہ میں عالم اسلام کو مختلف حلیفوں میں تقسیم کرنے پر اتفاق کیا گیا۔ اور 22 نومبر 1917ء کو بلفور کے

---

1 . Bruce Master, The Arab of the Ottoman Empire 1516-1918,(new York :Cambridge university press- 2013),260- 275

2 ۔المصري،جميل عبدالله محمد، حاضر العالم الاسلامي وقضايا المعاصرة، الجامعة الاسلامية المدينة،1986ء،ج1، ص109-111

3 ۔ المصري،جميل عبدالله محمد، حاضر العالم الاسلامي وقضايا المعاصرة،ج1 ، ص110

اعلان میں فلسطین یہودیوں کے حوالے کیا گیا۔ترکی نے مغربی اقتدار کو تسلیم کر لیا اور ترکی کو سیکولر بنانے پر آمادگی ظاہر کی[1]۔

ایسے وقت میں ایک شاطرانہ چال یہ چلی گئی کہ ترکی میں سے ہی کسی ایسے شخص کو ہیرو بنا کر قوم کے سامنے پیش کیا جائے جو غیر مسلموں کے مقاصد کو آگے بڑھانے میں بالکل بھی نہ ہچکچائے۔تو نظر انتخاب مصطفی کمال اتاترک پہ پڑی جس کی تربیت میں فرانسیسی شخصیات کا کردار تھا۔اور وہ نظریاتی طور پر سیکولرازم کا زبردست حامی تھی۔اس کی تحریک کو کامیاب بنایا گیا اور اس نے انگریزوں ہی کی مدد سے ترکی کے مخصوص علاقے مزاحمت کے ذریعے ان سے خالی کروائے[2]۔

چونکہ خلافت کو ختم کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔اس لیے انگریز نے پوری سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے خلیفہ کی شخصیت کو مجروح کرکے اور مصطفی کمال کی شخصیت کو بہترین رہنما بنا کر ترک قوم کے سامنے پیش کیا۔انگریزی خبر رساں ایجنسیوں نے اپنے ایک جاسوس آرمسٹرنج کے ذریعے اس سے رابطہ استوار رکھا۔اس آدمی کا مصطفی کمال سے اس وقت سے یارانہ تھا جب مصطفی کمال فلسطین وشام میں عثمانی فوجیوں کا سالار تھا۔آرمسٹرونج نے مصطفی کمال کو مقدونی راہب دوستوں کی خدمت میں پیش کرکے اسے فرانسیسی سکھانے کی استدعا کی ۔آرمسٹرونج نے مصطفی کی سوانح لکھی اور اس میں اس کے یہودیوں سے یارانے اور عیش پرستی کی برائیوں میں مبتلا ہونا واضح کیا۔اور یہ بھی لکھا کہ کس طرح انگریز نے اس کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرکے خلافت کا خاتمہ اور اسلامی شعائر کو ترکی سے مٹا کر سیکولرازم کا بیج بویا[3]۔یہ بھی لکھا گیا ہے کہ اس کی والدہ یہودی تھی لیکن یہ اسلام لائے تھے اور مسلمانوں

---

[1] ۔ المصري،جميل عبدالله محمد، حاضر العالم الاسلامي وقضايا المعاصرة،ج1 ، ص110-111

[2] ۔ الحوالي، سفر عبدالرحمن، العلمانية-نشأتهاوتطورها واثارها في الحياة الاسلامية المعاصرة،دار الهجرة، 1402 ھ، ص369

[3] ۔ موفق بنى المرجع، صحوة الرجل المريض،مؤسسة صقر الخليج للطباعة الكويت،1983،ص 250-270

میں شمار ہونے لگے تھے۔ لیکن حقیقت میں یہ دل سے اپنے پرانے مذہب پر ہی تھے۔ یہودی دائرۃ المعارف نے بھی لکھا کہ کمال کا تعلق ڈونمہ یہودیوں سے ہے [1]۔

ان حالات میں انگریزوں اور یہودیوں کی پشت پنائی سے مصطفی کمال کو انگورہ کی جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اس نے لوگوں کو کہا کہ وہ جو بھی قدم اٹھائے گا وہ سلطنت اور خلافت کے تحفظ کے لیے ہو گا۔ اس نعرہ سے اس کی عوامی پذیرائی میں اضافہ ہوا۔ 1341 ھ / 1923ء کو اسے حکومت عطا کی گئی۔ اس نے "جمعیت الوطنیۃ الترکیۃ" پارٹی کے ذریعے ملک میں جمہوریت کا اعلان کروادیا۔ معاہدہ لوزان کے ذریعے مغربی ممالک سے مصطفی کمال نے جو شرائط تسلیم کیں ان میں سے اہم درج ذیل ہیں۔

ترکی اسلام سے اپنے تمام تعلقات ختم کر دے گا۔

خلافت اسلامیہ کا کلی خاتمہ کر دے گا۔

خلیفہ، اس کے مددگاروں اور اسلام کو ترکی حدود سے باہر نکالے اور خلیفہ کی جملہ دولت کو ضبط کرے گا۔

ترکی کے قدیم دستور کی جگہ شہری دستور کا نفاذ کرے گا۔[2]

مصطفی کمال کو اس پارٹی نے ملک کا پہلا جمہوری سربراہ تسلیم کر لیا۔ مصطفی کمال نے ترکی خلافت کا باقی رکھنے کے لیے خلیفہ محمد السادس کی جگہ سلطان عبد المجید بن سلطان عبد العزیز کو خلیفہ نامزد کر دیا۔ لیکن تمام اختیارات اپنے پاس ہی رکھے۔ خلیفہ ایک طرح سے قید تھے بس نماز جمعہ کے لیے باہر تشریف لاتے تھے۔ لیکن اس وقت لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد ان کو دیکھنے کے لیے جمع ہو جاتی تھی۔ مصطفی کمال نے جب یہ دیکھا کہ خلیفہ کی محبت میں کمی نہیں آئی تو اس نے انہیں جمعہ کی نماز پڑھنے سے روک دیا۔ اور ان کو دی جانے والی مراعات بھی کم

---

[1] ۔ نعيمي، احمد نوري، يهود الدونمة ، دار زهران، 2017ء، ص60-90

[2] ۔ الدكتور عني حسون، تاريخ الدولة العثمانية،المكتب الاسلامي،المصرية، ط1998ء، ص280-287

کر دیں۔ پھر 3 مارچ 1924ء کو مصطفی کمال نے "کانسٹی ٹیوشن اسمبلی" کا اجلاس رکھا۔ اور اسمبلی میں خلافت کے خاتمے کی قرارداد پیش کی جسے بغیر کسی بحث کے منظور کر لیا گیا۔ دوسرے دن خلافت کے خاتمے کا اعلان کر دیا گیا اور خلیفہ کو ملک بدر کر دیا گیا۔ اس طرح خلافت کی شمع جو کئی صدیوں سے جل رہی تھی۔ بجھادی گئی اور عالم اسلام مرکزیت سے محروم ہو کر رہ گیا[1]۔

جمہوریہ ترکی میں اصلاحات

ترکی میں خلافت کے خاتمے کے بعد پہلے حکومت عظیم قومی ایوان کے تحت وزرائے اعظم منتخب کر کے پارلیمان کا نظام چلانے کی کوشش کی گئی۔ پھر 3 سال بعد جمہوریہ ترکی کی پارلیمان کے تحت نظام مملکت کو استوار کیا گیا۔ "حکومت عظیم قومی ایوان" کے تحت چار اشخاص نے وزرائے اعظم کا قلمدان سنبھالا۔ جن میں مصطفی کمال اتاترک نے 1920ء سے 1921ء تک، فوزی چکماک (1876ء-1950ء) نے 1921ء سے 1922ء تک، رؤوف اوربے (1881ء-1964ء) نے 1922ء سے 1923ء تک اور علی فتحی اوکیار (1880ء-1943ء) نے 14 اگست 1923ء سے 27 اکتوبر 1923ء تک وزیر اعلی کا قلم دان سنبھالا۔ یہ چاروں "ریپبلیکن پیپلز پارٹی" کے ارکان تھے[2]۔

جبکہ ترکی کے صدور جمہوریہ ترکی پارلیمان کے تحت انتظامات سنبھالتے چلے آرہے ہیں۔ جن میں پہلے صدر مصطفی کمال اتاترک تھے۔ جنہوں نے 29 اکتوبر 1923ء سے اپنی وفات 10 نومبر 1938ء تک جمہوریہ ترکی کے صدر کا قلمدان سنبھالا[3]۔ انہوں نے صدر بننے کے بعد

---

[1] ۔ دهيلة اكرام بنت عمر تيقناتين، يهود الدونمة و اثرهم على الدولة العثمانية،اكادمية جزائر، جامعة الجزائر،ص 5-36

[2] . Angel Rabasa and F. Stephen Larrabee, The Rise of Political Islam in Turkey,(Santra Monica: RAND Corporation Publishing-2008),9-30

[3] ۔ النعيمي، احمد نوري، النظام السياسي في تركيا، ص10-25

ترکی میں اسلام مخالف اصلاحات نافذ کیں۔ جس کی بناء پر ترکی کے اندر اسلامی تعلیمات کے نفاذ و تدریس کا عمل تعطل کا شکار ہوا[1]۔

1924ء میں وزارت اوقاف کو ختم کر دیا گیا۔ اوقاف کے تمام امور وزارت المعارف کے حوالے کیے گئے۔ 1925ء میں مساجد بند کر دی گئیں۔ ہر قسم کے دینی ادب اور دینی تقریر پر پابندی لگا دی گئی۔ دینی رجحان کی سختی کے ساتھ حوصلہ شکنی کی گئی۔ 1931ء–1932ء کے زمانے میں مساجد کی تعداد محدود کر کے ہر حلقے میں صرف 500 میٹر احاطہ کی مسجد بنانے کی اجازت دی گئی۔ عثمانی دور میں لوگوں کے اندر اچھے اخلاق اور دینی شعور قائم رکھنے کے لیے جو لوگ واعظ کہنے پر مامور تھے۔ جن کی باقاعدہ تنخواہ جاری ہوتی تھی، ان کی تعداد کم کر کے صرف 300 کر دی گئی۔ اور ان پر بھی یہ پابندی عائد کر دی گئی کہ صرف حکومتی پالیسی پر بات کی جائے اور حکومت کے کارناموں کی تعریف کی جائے۔ اس کے علاوہ اور کسی موضوع پر بات کرنے پر قدغن لگا دی گئی۔ استنبول کی دو بڑی جامع مسجدیں جو کہ معروف مدارس بھی تھے، ان کو بند کر کے ایک مسجد "آیا صوفیا" کو میوزم میں جبکہ دوسری مسجد "فتح مسجد" کو گودام میں تبدیل کر دیا گیا[2]۔ اسلامی قوانین ختم کر کے خود ساختہ شہری قوانین کا نفاذ کر دیا گیا۔ یہ شہری قوانین جن کو 1926ء میں قانون کا حصہ بنایا گیا، یہ سوئزرلینڈ کے دستور سے لیے گئے۔ ہجری تقویم کو ختم کر کے اس کی جگہ گریگوری مغربی کلینڈر کو رائج کیا گیا۔ 1928ء کے جمہوریہ ترکی دستور میں "ترکی ایک اسلامی ملک ہے" کو ختم کر دیا گیا۔ حلف برداری کے الفاظ سے اسلامی جملے حذف کر دیے گئے۔ اللہ کے نام کی قسم ختم کر کے قومی عزت وشرف کی قسم کو رواج دیا گیا۔ 1935ء میں سرکاری چھٹی جمعہ سے ختم کر کے اتوار کو کر دی گئی۔ دینی

---

1 . Bernard Lewis, The Emergence of Modern Turkey,(London: Oxford University Press-1956), 220- 240

2 . A Realist , Ataturk's Reforms: Realization of an utopia: (New Delhi:paper presented to Seminar on Nehru and Ataturk 26 November 1981),13-36

تعلیم کے انفرادی ادارے بالکلیہ ختم کر دیے گئے۔ حکومتی اداروں کا رخ تبدیل کر کے دینی تعلیم کی جگہ دوسری تعلیم رائج کر دی گئی۔ جامعہ استنبول جو عثمانی خلافت میں دینی تعلیم کا ایک بڑا ادارہ تھا، اس کو 1933ء میں مکمل بند کر دیا گیا۔ ترکی ٹوپی پہننے پر پابندی لگا کر برطانوی ہیٹ پہننے کو لازمی کیا گیا۔ عورتوں کے نقاب اور سکارف پر پابندی لگا کر تعلیمی اداروں میں سکرٹ جیسے بے حیالباس کا فروغ دیا گیا۔ 1929ء میں ترکی رسم الخط کو عربی سے تبدیل کر کے لاطینی کر دی گیا۔ عربی میں قرآن چھاپنے پر پابندی لگا دی[1]۔ ترکی ترجمہ شائع کیا جانے لگا جس میں تحریفات کی گئیں۔ عربی اور فارسی زبان کی تعلیم پر پابندی لگا دی گئی۔ اتاترک (ترکوں کا باپ) نے ملک میں ہر اس رویے کو ختم کیا جو اسلام سے کسی بھی درجہ مطابقت رکھتا تھا۔ اور مغربی کلچر کو فروغ دیا۔ ملک کے تمام بڑے میدانوں میں اتاترک کے مجسمے نصب کیے گئے۔ عورت پر مرد کے کنٹرول کو ختم کر کے رقص و سرور کی محفلوں اور تھیٹر کو فروغ دیا۔ اور اسے آزادی اور مساوات کا نام دی گیا[2]۔

حکومت نے اعلان کیا کہ عالم اسلام سے ہمارا کوئی تعلق نہیں بلکہ یورپ ہماری توجہ کی جگہ ہے۔ اتاترک کا ایک بیان ان دنوں اخبارات کی زینت بنا کہ جدید ترکی کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح اس نے قرآن کریم ہاتھ میں لے کر یہ اعلان کیا کہ قوموں کی ترقی ایسے قوانین اور اصولوں کو نافذ کرنے میں نہیں جو صدیوں پرانے ہیں[3]۔

مصطفی کمال کے ترکی کو سیکولر ریاست بنانے کی یہودی میڈیا نے بہت مدد کی۔ میڈیا نے عریانی وفحاشی کے فروغ کے لیے بیہودہ پروگرام نشر کرنے شروع کیے۔ حکومت کے ہر اسلام مخالف اقدام کی تعریف کے لیے پروگرام نشر کیے۔ تشہیر ونمائش کے لیے وضع کیے گئے

---

[1] .Asyraf ab-rahman Terengganu and Nooraihan Ali,"Modernization of Turkey under Kamal Ataturk'', *Asian Social Science-11. No.4(January2015)*,238-288

[2] ۔ المصري،جميل عبدالله محمد، حاضر العالم الاسلامي وقضايا المعاصرة،ج1 ، ص111-115

[3] ۔ المصري،جميل عبدالله محمد، حاضر العالم الاسلامي وقضايا المعاصرة،ج1 ، ص116-136

پروگراموں میں بھی بنیادی مقصد اسلام مخالف ذہن سازی کو رکھا گیا۔ جبکہ یہود و نصاری کو مذہبی تعلیمات کی آزادی اور مذہبی شعائر استعمال کرنے کی مکمل چھوٹ دی گئی۔ شراب نوشی ،جوابازی اور زنا کو تہذیب وتمدن کے مظاہر قرار دیا گیا[1]۔

ترکی کے مسلمانوں نے جب یہ محسوس کیا کہ ہم سے ہماری دینی شناخت چھینی جارہی ہے تو انہوں نے مزاحمت کی کوشش کی۔ لیکن حکومت نے انتہائی جبر کے ساتھ اس کا قلع قمع کرنے کی کوشش کی۔ ایسے لوگوں پہ جھوٹے مقدمات قائم کرکے انہیں پھانسیاں دی گئیں۔ کئی ایک کو جلاوطن کیا گیا۔ کچھ کو عمر قید کی سزائیں سنائی گئیں۔ سب سے اہم مزاحمت وبغاوت 1927ء میں جنوب مشرقی علاقہ میں ہوئی۔ اس کے بعد 1932ء میں منیمین میں بغاوت ہوئی۔ حکومت نے پوری شدت کے ساتھ ان بغاوتوں کو کچل دیا۔ بہت سارے علماء نے اس موقع پر جانیں قربان کیں۔ کئی بڑے بڑے علماء شام اور مصر ہجرت کر گئے[2]۔

جمہوریہ ترکی کے وزرائے اعظم:

<u>پہلا وزیر اعظم عصمت انونو (1884ء-1973ء)</u>: یہ پہلے دورانیے میں دو دفعہ وزیر اعظم رہے۔ پہلی دفعہ نومبر 1923ء سے مارچ 1924ء تک۔ دوسری دفعہ مارچ 1924ء سے نومبر 1924ء تک۔ 1923ء میں دو دفعہ انتخابات ہوئے۔ دونوں دفعہ ریپبلیکن پارٹی اقتدار میں آئی۔ دونوں دفعہ انونو وزیر اعظم بنے۔

<u>دوسرا وزیر اعظم علی فتحی اوکیار (1880ء-1943ء)</u>: 21 نومبر 1924ء سے 25 مارچ 1925ء تک یہ وزیر اعظم رہے۔ یہ انتخابات بھی 1923ء میں ہوئے، اور اس میں بھی ریپبلیکن پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی۔

---

[1] ۔ محمد محمد حسين، الاتجاهات الوطنية في الادب المعاصر، دار الفكر للنشر و التوضيح بيروت، 1968، ج2، ص100-105

[2] ۔ الحوالي، سفر عبدالرحمن، العلمانية-نشأتهاوتطورها واثارها في الحياة الاسلامية المعاصرة، ص 560-575

تیسرا وزیر اعظم عصمت انونو (1884ء-1973ء): یہ 6 مارچ 1925ء سے 27 اکتوبر 1937ء تک لگاتار وزیر اعظم رہے۔ اس دوران 1923ء، 1927ء، پھر 1927، 1931ء اور 1935ء میں انتخابات ہوئے۔ ان تمام انتخابات میں ریپبلیکن پیپلز پارٹی کامیاب قرار پائی۔ اور اس نے گورنمنٹ بنائی۔

چوتھا وزیر اعظم جلال بایار (1883ء-1986ء): 27 ستمبر 1937ء سے 25 جنوری 1939ء تک دوبار وزیر اعظم رہے۔ دونوں بار یہ ریپبلیکن پارٹی کی طرف سے تھے۔

پانچواں وزیر اعظم رفیق سیدام (1881ء-1942ء): یہ 25 جنوری 1939ء سے 8 جولائی 1942ء تک دوبار وزیر اعظم رہے۔ یہ بھی ریپبلیکن پارٹی کی طرف سے تھے۔

احمد فکری توزیر (1878ء-1942ء): یہ ایک دن کے لیے قائم مقام وزیر اعظم رہے۔

چھٹا وزیر اعظم شکرو ساراجوغلو (1887ء-1953ء): یہ 9 جولائی 1942ء سے 7 اگست 1946ء تک دوبار وزیر اعظم رہے۔ یہ بھی ریپبلیکن کی طرف سے تھے۔

ساتواں وزیر اعظم رجب پیکر (1889ء-1950ء): 7 اگست 1946ء سے 9 ستمبر 1947ء تک ریپبلیکن کی طرف سے وزیر اعظم رہے۔

آٹھواں وزیر اعظم حسن سقا (1885ء-1960ء): یہ 1947ء سے 16 جنوری 1949ء تک دو بار وزیر اعظم رہے۔ یہ بھی ریپبلیکن کی طرف سے تھے۔

نواں وزیر اعظم شمس الدین غونالطے (1883ء-1961ء): 1949ء سے 22 مئی 1950ء تک وزیر اعظم رہے۔ ان کا تعلق بھی ریپبلیکن پارٹی سے تھا۔

دسواں وزیر اعظم عدنان مندریس (1899ء-1961ء): 22 مئی 1950ء سے 27 مئی 1960ء تک چار بار جمہوریہ ترکی کے وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ دوبار 1950ء میں، دوبار 1954ء میں اور ایک بار 1957ء میں انتخابات ہوئے۔ یہ ڈیموکریٹک پارٹی کے ممبر تھے۔

گیارھواں وزیر اعظم جمال گورسل (1895ء-1966ء): یہ 1960ء سے 7 اکتوبر 1961ء تک ملک کے وزیر اعظم رہے۔ یہ فوجی جرنیل تھے جنہوں نے مارشل لاء کے ذریعے پارلیمنٹ پر قبضہ کیا تھا۔

امیر فہر تین اوزدیلیک (1898ء – 1989ء): یہ قائم مقام وزیر اعظم تھے۔ جو 30 اکتوبر 1960ء سے 20 نومبر 1960ء وزیر اعظم رہے۔ یہ بھی فوجی جرنیل تھے۔

بارھواں وزیر اعظم عصمت انونو (1884ء-1973ء): 1961ء سے 1965ء تک پھر تین بار وزیر اعظم بنے۔

تیرھواں وزیر اعظم سواط حیری اوگوپلو (1903ء-1981ء): 20 فروری 1965ء سے 27 اکتوبر 1965ء تک آزاد حیثیت سے ملک کے وزیر اعظم رہے۔

چودھواں وزیر اعظم سلیمان دیمیرل (1924-حیات): 1965ء سے 26 مارچ 1971ء تک یہ تین مرتبہ وزیر اعظم رہے۔ یہ جسٹس پارٹی کے ممبر تھے۔

پندرھواں وزیر اعظم نہاد اریم (1912ء-1980ء): یہ 1971ء سے 1972ء تک آزاد حیثیت سے ملک کے وزیر اعظم رہے۔

سولھواں وزیر اعظم فرید مسیلین (1906ء-1988ء): 1972ء سے 1973ء سے ریپبلکن پارٹی ریلائنس کی طرف سے ملک کے وزیر اعظم رہے۔

سترھواں وزیر اعظم نعیم تالو (1919ء-1998ء): یہ 1973ء سے 1974ء تک آزاد حیثیت سے ملک کے وزیر اعظم رہے۔

اٹھارواں وزیر اعظم بلند ایجوت (1925ء – 2006ء): 25 جنوری 1974ء سے 17 نومبر 1974ء ریپبلکن پیپلز پارٹی کے ممبر کی حیثیت سے ملک کے وزیر اعظم رہے۔

انیسواں وزیر اعظم سعدی ارماق (1906ء-1990ء): 1974ء سے 1975ء تک آزاد ممبر کی حیثیت سے ملک کے وزیر اعظم رہے۔

بیسواں وزیر اعظم سلیمان دیمیرل (1924ء سے بقید حیات): 1975ء سے 1977ء تک جسٹس پارٹی کے ممبر کی حیثیت سے پھر وزیر اعظم رہے۔

اکیسواں وزیر اعظم بلند ایجوت (1925ء-2006ء): یہ ایک مرتبہ پھر ایک مہینے کے لیے ملک کے وزیر اعظم رہے۔

بائیسواں وزیر اعظم سلیمان دیمیرل (1924ء-بقید حیات): 1977ء سے 1978ء تک جسٹس پارٹی کے ممبر کی حیثیت سے ایک مرتبہ پھر ملک کے وزیر اعظم رہے۔

تیئیسواں وزیر اعظم بلند ایجوت (1925ء-2006ء): 1978ء سے 1979ء تک ایک مرتبہ پھر ملک کے وزیر اعظم رہے۔

چوبیسواں وزیر اعظم سلیمان دیمیرل (1924ء-بقید حیات): 1979ء سے 1980ء تک ایک مرتبہ پھر ملک کے وزیر اعظم رہے۔

پچیسواں وزیر اعظم بلند الوسو (1923ء-بقید حیات): 1980ء سے 1983ء تک فوجی جرنیل کے طور پر ملک کے وزیر اعظم رہے۔

چھبیسواں وزیر اعظم تورگت اوزال (1927ء-1993ء): 1983ء سے 1989ء تک مادر وطن پارٹی کی طرف سے دو مرتبہ ملک کے وزیر اعظم رہے۔

علی بوزر (1925ء-بقید حیات): 31 اکتوبر 1989ء سے 9 نومبر 1989ء تک قائم مقام وزیر اعظم رہے۔

ستائیسواں وزیر اعظم یلدرم اکبولوت (1935ء- بقید حیات): 1989ء سے 1991ء تک مادر وطن پارٹی کے ممبر کی حیثیت سے ملک کے وزیر اعظم رہے۔

اٹھائیسواں وزیر اعظم مسعود یلماز (1947ء- بقید حیات): 23 جون 1991ء سے 20 نومبر 1991ء تک مادر وطن پارٹی کی طرف سے ملک کے وزیر اعظم رہے۔

انتیسواں وزیر اعظم سلیمان دیمیرل (1924ء-بقید حیات): 1991ء سے 1993ء تک نئی پارٹی "سچ راستہ پارٹی" کے ممبر کی حیثیت سے ایک دفعہ پھر ملک کے وزیر اعظم رہے۔

اوردال انونو (1926ء -2007ء): 16 مئی 1993ء سے 25 جون 1993ء تک "سوشل ڈیموکریٹک پاپیولسٹ پارٹی" کی جانب سے قائم مقام وزیر اعظم رہے۔

تیسواں وزیر اعظم تانسو چیلر (1946ء -بقید حیات): 1993ء سے 1996ء تک "سچ راستہ پارٹی" کے ممبر کی حیثیت سے تین بار وزیر اعظم رہے۔

اکتیسواں وزیر اعظم مسعود یلماز (1947ء- بقید حیات): 6 مارچ 1996ء سے 28 جون 1996ء تک "مادر وطن پارٹی" کے ممبر کی حیثیت سے چند ماہ کے لیے ملک کے وزیر اعظم رہے۔

بتیسواں وزیر اعظم نجم الدین اربکان (1926ء-2011ء): 1996ء سے 1997ء تک "ویلفیئر پارٹی" کے ممبر کی حیثیت سے ملک کے وزیر اعظم رہے۔

تینتیسواں وزیر اعظم مسعود یلماز (1947ء- بقید حیات): 1997ء سے 1999ء تک مادر وطن پارٹی کے ممبر کی حیثیت سے وزیر اعظم رہے۔

چونتیسواں وزیر اعظم بلند ایجوت (1925ء-2006ء): 1999ء سے 2002ء تک ایک نئی پارٹی "ڈیموکریٹک لیفٹ پارٹی" کے ممبر کی حیثیت سے ملک کے وزیر اعظم رہے۔

پینتیسواں وزیر اعظم عبد اللہ گل (1950ء- بقید حیات): 2002ء سے 2003ء تک "جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی" کے ممبر کی حیثیت سے ملک کے وزیر اعظم رہے۔

چھتیسواں وزیر اعظم رجب طیب اردوان (1954ء-بقید حیات): 2003ء سے 2014ء تک "جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی" کے ممبر کی حیثیت سے لگاتار تین بار ملک کے وزیر اعظم منتخب ہوئے۔

سینتیسواں وزیر اعظم احمد داؤد اوغلو (1969ء-بقید حیات): 2014ء سے 2016ء تک جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی کے ممبر کی حیثیت سے ملک کے وزیر اعظم رہے۔

اڑتیسواں وزیر اعظم بن علی یلدرم (1955ء-بقید حیات): 2016ء سے تاحال وہ جمہوریہ ترکی کے وزیر اعظم ہیں۔ یہ بھی جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی کے ممبر ہیں[1]۔

جمہوریہ ترکی کے صدور:

پہلا صدر مصطفی کمال اتاترک (1881ء-1938): یہ 1923ء سے 1938ء تک ریپبلیکن پیپلز پارٹی کے ممبر کی حیثیت سے ملک کے صدر رہے۔

دوسرا صدر عصمت انونو (1884ء-1973ء): یہ 1938ء سے 1950ء تک اسی پارٹی کے ممبر کی حیثیت سے ملک کے صدر رہے۔

تیسرا صدر محمد جلال بایار (1883ء-1986ء): 1950ء سے 1960ء تک ڈیموکریٹک پارٹی کے ممبر کی حیثیت سے ملک کے صدر رہے۔ انہیں برطرف کیا گیا اور سزائے موت سنائی گئی لیکن بڑھاپے کی وجہ سے معاف کر دیا گیا۔

چوتھا صدر جمال گورسل (1895ء-1966ء): 1961ء سے 1966ء تک فوج کے جرنیل کی حیثیت سے مارشل لگ کر ملک کے صدر رہے۔

---

1 . Rustow, Dankwart A, "The Army and the Founding of the Turkish Republic". *World Politics.* *11, No. 4 (Jul., 1959), 513-552*

پانچواں صدر جودت سنائے (1900ء–1982ء): 1966ء سے 1973ء تک فوجی جرنیل کے روپ میں ملک کے صدر رہے۔

چھٹا صدر فخری کوروترک (1903ء–1987ء): 1973ء سے 1980ء تک سینیٹر کی حیثیت سے ملک کے صدر رہے۔ یہ پہلے ترک بحریہ میں ملازم تھے۔

ساتواں صدر کنعان ایورین (1917ء–بقید حیات): 1982ء سے 1989ء تک بطور فوجی جرنیل کے ملک کے صدر رہے۔

آٹھواں صدر تورگت اورزال (1927ء–1993ء): 1989ء سے 1993ء تک مادر وطن پارٹی کے ممبر کی حیثیت سے ملک کے صدر رہے۔

نواں صدر سلیمان دیمیرل (1924ء–بقید حیات): 1993ء سے 2000ء تک صراط مستقیم پارٹی کی طرف سے ملک کے صدر رہے۔

دسواں صدر احمد نجدت سیزر (1941ء–بقید حیات): 2000ء سے 2007ء تک آئینی حیثیت سے ملک کے صدر رہے۔

گیارھواں صدر عبد اللہ گل (1950ء–بقید حیات): 2007ء سے 2014ء تک جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی کے ممبر کی حیثیت سے ملک کے صدر رہے۔

بارھواں صدر رجب طیب اردوان (1954ء–بقید حیات): 2014ء سے تاحال ملک کے صدر ہیں۔ اور جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی کے سربراہ بھی ہیں[1]۔

ترکی کے تمام صدور اور ان کی تفصیلات (Table1)

نمبر شمار	نام صدر	حیات	وزارت کا دورانیہ	پارٹی
1	مصطفی کمال	1881-1938	1923-1938	ریپبلک پیپلز پارٹی

1 . Erik J. Zurcher, Turkey: A Modern History (London: I.B. Tauris publishing United Kingdom-2004), 203-53

	اتاترک			
2	عصمت انونو	1984-1973	1938-1950	ریپبلک پیپلز پارٹی
3	محمد جلال بایار	1883-1986	1950-1960	ڈیموکریٹک پارٹی
4	جمال گورسل	1895-1966	1961-1966	فوجی جرنیل تھے
5	جودت سنائے	1900-1982	1966-1973	فوجی جرنیل تھے
6	فخری کوروترک	1903-1987	1973-1980	سنیٹر
7	کنعان ایورین	1917۔۔بقید حیات	1982-1989	فوجی جرنیل تھے
8	تورگت اورزال	1927-1993	1989-1993	مادروطن پارٹی
9	سلیمان دیمیرل	1924۔۔بقید حیات	1993-2000	صراط مستقیم
10	احمد نجدت سیزر	1941۔۔بقید حیات	2000-2007	آئینی حیثیت
11	عبداللہ گل	1950۔۔بقید حیات	2007-2014	جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی
12	رجب طیب اردوان	1954۔۔بقید حیات	2014سے تاحال	جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی

سقوط خلافت عثمانیہ سے تاحال ترکی کی سیاسی تاریخ

1923ء تا1938ء تک کے حالات:

ترکی کی مجلس ملی کبیر کے دوسرے انتخابات کے بعد 29 اکتوبر 1923ء کو ایک سو ایک توپوں کی سلامی کے ساتھ جمہوریہ ترکی کے قیام کا اعلان کر دیا گیا۔ قسطنطنیہ کی جگہ انقرہ کو دارالخلافہ

قرار دیا گیا۔ مصطفی کمال جمہوریہ ترکی کے پہلے صدر اور عصمت انونو پہلے وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ خلافت کے ادارہ کو غیر ضروری سمجھتے ہوئے اسے ختم کرنے کی تجویز پیش کی گئی۔ اور مجلس کی طرف سے 3 مارچ 1924ء کو خلافت کے خاتمے کا اعلان کر دیا گیا۔ اس کے بعد 20 اپریل 1924ء کو مغربی طرز کے قوانین پاس کیے گئے۔ اسمبلی کو مقننہ اور انتظامیہ کے اختیارات سپرد کیے گئے۔ صدر اور وزراء کے ذریعے انتظامیہ کو دیکھ بھال رکھی گئی۔ کابینہ کو پارلیمنٹ کا جوابدہ قرار دیا گیا۔ اسمبلی کے ممبران کے لیے چار سالہ دورانیہ تجویز ہوا۔ اس طرح نئی جمہوریت کے لیے مغربی طرز کا قانونی ڈھانچہ ترتیب دیا گیا[1]۔

انقرہ کی تیسری کانگریس میں پیپلز پارٹی نے مصطفی کمال کے چھ نکات پیش کیے۔ جو 1937ء میں ترکی کے قانون میں شامل کر لیے گئے۔ وہ چھ نکات یہ ہیں۔

۱۔ جمہوریت، ۲۔ مذہب یا نسل سے ہٹ کر قومیت، ۳۔ عوامیت (عدم طبقاتی تفریق)، ۴۔ مداخلت (ملکی معیشت میں حکومت کی مداخلت)، ۵۔ لادینیت (حکومتی معاملات میں مذہب کا اخراج)، ۶۔ انقلابیت۔[2]

جمہوریہ ترکی کے اس ابتدائی دور میں انقلابیت کے ذریعے ایسے اقدامات کیے گئے کہ ملک مشرقی تہذیب و تمدن اور اسلامی طرز زندگی سے نکل کر مغربی کلچر کو قابل فخر سرمایہ سمجھے۔ لہذا حکومت نے ان تمام اداروں کو یا تو یکسر ختم کر دیا یا ان کا ڈھانچہ مکمل تندیل کر دیا، جن میں کسی بھی طریقہ پر اسلامی طرز زندگی سے وابستگی موجود تھی۔ قسطنطنیہ سے دارالحکومت انقرہ منتقل کرکے اس کے نو آبادی علاقے میں کوئی مسجد تک نہ تعمیر کی گئی[3]۔

---

[1] . George Lenczowski, The middle East in World Affairs,(Ithaca: Cornell University Press.1952),459, 119

[2]. George Lenczowski, The middle East in World Affairs,115

[3] . Paul stirling,"Religioud change in Republican Turkey'', *Middle East Journal,12, No. 4 (Autumn, 1985).* 395-408

1928ء میں آئین میں ترمیم کے ذریعے اسلام کو ریاستی مذہب کی حیثیت سے نکال کر ملک کو سیکولر سٹیٹ قرار دیا گیا[1]۔

1920ء کے عشرے کے لیے ترکی نے محصولات کے نظام کی درستگی کے لیے فرانسیسی ماہر اقتصادیات کی خدمات حاصل کیں ۔ 1933ء میں ترکی نے ایک کامیاب معاہدہ کر کے قرضوں کو ایک سو سات ملین سے کم کر کے صرف آٹھ ملین ترکی پاؤنڈ کر دیے۔اس کے ساتھ ساتھ بہت سے کارخانوں کو قومی تحویل میں لیا۔ جہاں نجی سرمایہ کاری نہ ہو سکی وہاں جدید جمہوری حکومت نے سرکاری طور پر سرمایہ کاری کر کے ملک کو مشکل سے نکالنے کی کوشش کی۔افرادی قوت کو زیادہ کرنے کے لیے گورنمنٹ نے 1934ء میں ملی مجلس کبیر کے تحت امیگریشن لاء وضع کیا۔ جس کی وجہ سے دیگر ممالک میں رہنے والے ترکی لوگ اپنے ملک میں بآسانی آکر آباد ہوسکتے تھے[2]۔

1938ء سے 1950ء تک کے حالات (ترکی جمہوریہ اول):

ماہرین ترکیات کے مطابق 1923ء سے 1960ء تک کے زمانہ کو "ترکی جمہوریہ اول" کہا جاتا ہے۔

1938ء میں مصطفی کمال پاشا کے انتقال کے بعد زمام اقتدار عصمت انونو کے ہاتھ میں آئی۔ یہ اگرچہ مذہب کے بارے میں انفرادی طور پر معتدل سوچ رکھتا تھا۔ لیکن ریپبلیکن پیپلز پارٹی کا رکن تھا۔ جس کا مقصد ملک میں لادینیت کو فروغ دینا تھا[3]۔

عصمت انونو، مصطفی کمال کی صدارت کے زمانے میں وزیر اعظم تھے۔ جب کہ مصطفی کمال کی فوتگی کے بعد وہ صدر نامزد ہوئے۔ اپنی وزارت عظمی کے زمانے میں بھی انہوں نے آئین

---

1 . Zachary R. Calo."Pluralism, Secularism and the European Court of Human Rights'', *Journal of Law and Religion,* 26, No. 1 (2010-2011),261-280.

2 . George Lenczowski, The middle East in World Affairs, 118.

3 ۔ ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر، جدید ترکی ، قرطاس کراچی، 2001ء، ص94

میں کچھ تبدیلیاں کروائیں۔ نظم ونسق حکومت میں ان کا قابل تحسین کردار پیش کیا جاتا ہے۔ وزارت کے زمانے میں انہوں نے جو اہم کام کیے ۔ان میں "میثاق بلقان" اور "میثاق سعد آباد" زیادہ مشہور ہوئے[1]۔

عصمت انونو کے زمانہ صدارت میں ہی دوسری جنگ عظیم(1939ء- 1945ء) شروع ہوئی۔ یہ دس سال یعنی 1950ء سے 1960ء تک حزب اختلاف کے رہنماء بھی رہے۔ ان کے زمانے میں ملک میں جماعتی نظام قائم تھا۔ حزب اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ آمرانہ طرز حکومت تھی ۔1939ء میں انہوں نے فرانس کے ساتھ عدم جارحیت کا معاہدہ کیا۔1938ء میں ترکی اور برطانیہ کے درمیان قرضوں سے متعلق تین معاہدوں پر دستخط ہوئے۔1939ء میں دونوں ملکوں نے "باہمی ضمات کا اعلان" (Declaration of Mutual Guarantee) جاری کیا[2]۔ روس چونکہ برطانیہ اور فرانس کا مخالف تھا۔ اور ترکی کے ساتھ اس کے اچھے تعلقات تھے۔ لیکن جب ترکی نے فرانس اور برطانیہ سے معاہدے کیے تو روس نے ترکی مخالف "نازیوں" سے معاہدہ کرلیا1939ء ہی میں ماسکو کانفرس میں ترکی کے وزیر خارجہ ماسکو گئے لیکن ان کا جانا کارگر ثابت نہ ہوا اور ترکی روس مزید پیش رفت نہ ہو سکی[3]۔

دوسری جنگ عظیم جرمنی نے پولینڈ پر حملہ کر کے شروع کی۔ترکی کے آبنائیں تمام بڑی طاقتوں کے لیے اس جنگ میں سود مند تھے۔ جبکہ ترکی نے اسی سال "مانٹریکس کنونشن" کے آرٹیکل 20 اور 21 کے تحت تمام غیر ملکی جہازوں کے لیے بند کر دیا۔ ترکی وزیر اعظم رفیق صیدام نے جون 1940ء میں مجلس ملی کبیر میں ترکی کو غیر جانب دار رکھنے کا اعلان کیا[4]۔

---

[1] ۔ ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر، جدید ترکی ، قرطاس کراچی، 2001ء، ص126

[2] . Selim Deringil, Turkish Foreign Policy during WW2,(London: Cambridge University Press-1989), 38

[3] . George Lenczowski, The middle East in World Affairs, 126

[4] . Bulent Gokay," Soviet Eastern Policy and Turkey, 1920-1991: Soviet Foreign Policy, Turkey and Communism'',(Abingdon: Routledge-2006),53

ترکی، جرمنی تعلقات جنگ عظیم اول میں دوستانہ بلکہ اتحادانہ تھے۔ لیکن جب ترکی نے فرانس اور برطانیہ سے معاہدے کیے تو جرمنی کے ساتھ اس کے تعلقات خراب ہو گئے۔ ہٹلر نے اپنے زیرک سیاستدان رانزوان پاپن کو ترکی کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کی مہم سونپی۔ لیکن وہ کئی دفعہ کی ملاقاتوں کے باوجود بھی اس میں کامیاب نہ ہوسکے۔ ترکی 1941ء میں بلقان کی فتوحات کی وجہ سے کافی مستحکم ہو چکا تھا۔ جس بناء پر اس کے لیے اب جرمنی سے معاہدہ کرنا آسان تھا۔ لہذا ترکی نے محدود پیمانے پر جرمنی کو اپنی زمین استعمال کرنے کی اجازت دی۔ اس کے عوض ترکی کو یہ ضمانت دی گئی کہ تھریس کی سرحد کا تعین ترکی کی خواہشات کے مطابق از سر نو کیا جائے گا۔ بحر ایجین کے چند جزائر ترکی کو دیے جائیں گے۔ آبناؤں اور ترکی کی سالمیت کی حفاظت کی جائے گی۔ ان باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے وان پاپن ترکی سے عدم جارحیت کا دس سال کا معاہدہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس معاہدہ کی وجہ سے ترکی کو معاشی نظام میں اس طور فائدہ ہوا کہ برطانیہ ،روس، فرانس اور جرمنی اپنے مفادات کے لیے ترکی کی برآمدات کی زیادہ قیمتیں دینے لگے۔[1]

1944ء میں جنگ کے حالات نے پلٹا کھایا۔ پہلے جنگ جرمنی جیت رہا تھا۔ لیکن آخر میں اتحادیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا۔ ایسی صورت حال میں ترکی انتہائی پریشان کن حالات میں تھا ۔ایک طرف جرمنی کی طرف سے استنبول پر بمباری کا ڈر تھا۔ اور دوسری طرف اتحادیوں کے قبضے کا خطرہ تھا۔ جب جرمنی کمزور ہو گیا تو ترکی نے جرمنی سے تعلقات میں سرد مہری دکھانا شروع کی۔ اور اتحادیوں کی طرف جھکاؤ شروع کر دیا[2]۔

---

[1] ۔ مصطفى كامل، المسئلة الشرقية،مؤسسة هنداوي للتعليم والثقافة القاهرة،مصر ،2012ء،ص428-432

[2] . John M. VanderLippe,"Politics of Turkish Democracy, The: Ismet Inonu and the Formation of the Multi-Party System 1938-1950",(Newyork: SUNY Press United State-2012),41

14 اگست 1941ء روزویلٹ اور چرچل نے مقاصد صلح کا اعلان کیا۔ یہ اعلان Atlantic Charter کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کا مطالبہ یہ تھا کہ متعلقہ لوگوں کی رائے لیے بغیر کسی علاقہ کی حیثیت میں تبدیلی نہ ہو گی۔ ہر قوم کو اپنی مرضی کے مطابق نظام حکومت بنانے کا اختیار ہو گا۔ ترکی نے ان بدلتے ہوئے حالات کا ادراک کیا۔ اور 1945ء میں محوری طاقتوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اس وقت مسولینی گرفتار ہو کر پھانسی کی سزا پا گیا۔ ہٹلر کی خودکشی کا بازگشت سنائی دی۔ امیر البحر ڈونٹس نے عارضی کونسل بنا کر اتحادیوں سے مذاکرات شروع کر دیے[1]۔

جنگ کی ابتداء میں ترکی کی معیشت مستحکم تھی لیکن جب اس نے خود اعلان جنگ کیا تو اس کو دفاعی بجٹ بڑھانا پڑا۔ جو اس نے 28٪ سے بڑھا کر 60٪ کر دیا۔ تجارت پیشہ افراد پر محصولات جنگ عائد کر دیا۔ اشیاء کی قلت شروع ہو گئی۔ گویا کہ ترکی کی معیشت خسارے میں جانے لگی[2]۔

جنگ عظیم دوم کے بعد ترکی کے امریکہ کے ساتھ دوستانہ مراسم میں اضافہ ہوا۔ جنگ کے خاتمہ کے بعد ترکی کی سیاسی زندگی میں ترقی پسندی اور آزادی خیالی کو تقویت پیدا ہوئی۔ صدر عصمت انونو نے 1945ء میں مجلس ملی کبیر میں اعلان کیا کہ ترکی میں سیاسی آزادی دی جائے گی۔ ایک جماعتی نظام جو 1923ء سے چلا آرہا تھا۔ جس کے تحت ریپبلیکن پارٹی ہی برسر اقتدار تھی۔ اس کو ختم کر کے اور سیاسی پارٹیاں بھی بنانے کی اجازت دی گئی۔ اس سے پہلے ایک ہی پارٹی برسر اقتدار تھی۔ جس کا بنیادی مقصد تھا کہ ملک میں لادینیت اور قومیت کو فروغ دیا

---

1 . Glen Yeadon, "The Nazi Hydra in America: Suppressed History of a Century: Wall Street and the Rise of the Fourth Reich",(North Corolina:Lulu.com. 2008), 291

2 . Ernest Phillips, "Hitler's last Hope: A factual survey of the Middle East warzone and Turkey's vital strategic position'',(London: William H. Allen-1942), 54

جائے۔27 سال مسلسل اس اکیلی پارٹی نے راج کیا تھا۔ اور یہ کافی حد تک اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئی تھی۔1950ء تک یہ پارٹی برسر اقتدار رہی[1]۔

جنگ عظیم دوم کے بعد ترکی اقوام متحدہ کا رکن بنا۔اس کے بھی ملک میں مثبت اثرات سامنے آئے۔ جنوری 1947ء میں نئ "جمہوری پارٹی" نے اپنی پہلی سالانہ کانفرس کی۔ڈیموکریٹک پارٹی کے بانی اراکین میں محمود جلال یار، عدنان مندریس، محمود فواد اور رفیق کولتان وغیرہ شامل تھے۔یہی لوگ پہلے ریپبلیکن پارٹی کے بھی ممبر رہ چکے تھے۔ ان کو پارٹی منشور کے خلاف عمل کرنے کی وجہ سے پارٹی سے نکال دیا گیا تھا۔اس کے چھ ماہ بعد "ترکش کنزرویٹو پارٹی" کا قیام عمل میں آیا۔اس کے بانی رفعت اتلحان تھے۔اس پارٹی کا منشور مذہبی عملداری کو ملکی دستور کا حصہ بنانا تھا[2]۔

1950ء سے 1960ء تک کے حالات:

مئی1950ء میں عام انتخابات میں ترکی کی نئی سیاسی جماعت "جمہوری پارٹی" نے میدان مار لیا۔ 487 میں سے 387 سیٹیں جبکہ پیپلز پارٹی نے 63 سیٹوں پر کامیابی حاصل کی۔جمہوری پارٹی کی کامیابی میں ان کے منشور کے دو اہم نکات (اسلام کا احیاء، اور کسان ومزدور کی زندگی میں بہتری) کا بنیادی کردار رہا[3]۔

اسی زمانے میں کچھ مزید سیاسی پارٹیوں نے بھی جنم لیا۔ جو مذہب پسند تھیں ۔ ان میں "جمہوری اسلامی پارٹی، نیشنل اپ لفٹ پارٹی، اور ملت پارٹی" قابل ذکر ہیں۔جمہوری اسلامی پارٹی نے 1952ء میں احمد امین یلمان کو حملہ کرکے زخمی کیا۔ یہ "وطن" نامی اخبار کے

[1] ۔ الحوالي، سفر عبدالرحمن، العلمانية-نشأتهاوتطورها واثارها في الحياة الاسلامية المعاصرة، ص 501

[2] . Frank Tachau and Mary-Jo D. Good, The Anatomy of Political and Social Change: Turkish Parties, Parliaments, and Elections, *Comparative Politics,*5, No. 4 (Jul., 1973), 551-573

[3] . Dieter Nohlen and Harald Schüler, Elections in Asia: A data handbook, *Oxford Scholarship Online,* I, (November2003),238-271

ایڈیٹر تھے۔ ان پہ اسلام مخالفت کا الزام تھا۔ حکومت نے ان سیاسی پارٹیوں کے خلاف سخت اقدامات لینے شروع کیے جو کسی بھی عمل کے لیے تشدد کا راستہ اختیار کرتی تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کمال کے مجسموں کی حفاظت کا قانون بھی پاس کیا۔"ملت پارٹی" بھی اسلامی نظریات کی جماعت تھی۔ اس نے اپنے چوتھے سالانہ جلسہ 1953ء انقرہ میں "کمال مخالفت" لائحہ عمل کا اعلان کیا۔ حکومت نے اس پارٹی پہ پابندی لگائی۔ اس کے دفاتر بند کیے۔ اس کے کارکنان کو گرفتار کیا گیا۔ اس کا اخبار "ملت" بند کر دیا گیا۔ ایک سال کے بعد ہی "ملت پارٹی" نے نئی جماعت بنائی۔ جس کا نام "ریپبلیکن نیشن پارٹی" رکھا گیا۔ 1945ء کے انتخابات میں اسی نام سے انہوں نے سیاست میں حصہ لیا۔ اور پانچ نشستوں پر کامیابی حاصل کی۔ اس الیکشن میں ریپبلیکن پیپلز پارٹی بھی صرف 31 نشستوں پر کامیابی حاصل کر سکی۔ ڈیموکریٹک پارٹی نے سب سے زیادہ نشستیں 541 میں سے 503 حاصل کر کے گورنمنٹ قائم کی[1]۔

ڈیموکریٹ پارٹی بھی کمال اتاترک کے نظریات کو آگے بڑھنا چاہتی تھی۔ اس نے 1953ء میں ایک قانون پاس کیا جس پر اراکین پارلیمنٹ پہ تنقید کو جرم قرار دیا گیا۔ اسی طرح ایک قانون مزید پاس کیا گیا جس میں اساتذہ پہ سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے پر پابندی عائد کی گئی۔ 1953ء میں ہی ایک قانون یہ بھی پاس کیا گیا کہ مذہب کو سیاسی ہتھکنڈے کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکے گا۔ 1954ء میں ایک قانون اور بنایا گیا۔ جس کی رو سے سرکاری شخصیات کے خلاف مضمون لکھنے پر سزا مقرر کی گئی۔ ریپبلیکن پیپلز پارٹی جو کہ کمال اتاترک کی پارٹی تھی۔ لیکن سیاسی مخالفت کی وجہ سے جمہوری پارٹی کے اس قانون سازی کے خلاف میدان عمل میں آگئی۔ لیکن حکمران پارٹی نے اپنی پالیسیوں کی وجہ سے ریپبلیکن پیپلز پارٹی کا دوبارہ اقتدار حاصل کرنا مشکل بنا دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ 1956ء میں پریس لاء کے تحت

---

1. Kisaichi, Masatoshi, Popular Movements and Democratization in the Islamic World, (London: Routledge -2011), 130-167

اخبارات ورسائل کو بند کرنا شروع کر دیا جو حکمران پالیسیوں پر تنقید کرتے تھے۔ احمد یلمان کو ستر سال کی عمر میں حکومت پر تنقید کرنے کی پاداش میں جیل کاٹنی پڑی۔ اسی سال گورنمنٹ نے سیاسی سرگرمیوں، جلسے جلوس، تقریرات پہ بھی پابندی لگادی۔ جس بناء پر درس گاہوں میں بھی اساتذہ کی حریت فکر متاثر ہوئی اور کئی نامور اساتذہ نے استعفی دے دیا۔ انقرہ یونیورسٹی کے پروفیسر فوزی اوغلو اور پروفیسر یلقین بھی استعفی دینے والوں میں شامل تھے۔ عدنان میندریس بھی ہر مخالف آواز کو سختی سے کچلنا شروع کر دیا۔ ان کے اپنے لوگ بھی اگر اختلاف کرتے تو ان پر بھی مقدمات قائم کر کے انہیں سزادی جاتی۔ اسمبلی کی کابینہ میں سے ان کی پارٹی کے کچھ لوگ بھی ان سے خفا ہوئے اور انہوں نے "حریت پارٹی" کے نام سے الگ جماعت بنالی۔ اس پارٹی کے قائد فوزی لطفی اور ابراہیم اکتم تھے۔ 29 ڈپٹیز اس پارٹی میں شامل ہوئے۔ اس طرح یہ اسمبلی کی تیسری بڑی پارٹی بن کر ابھری[1]۔

آئین میں انتخابات کی تاریخ کو تبدیل کرنے کا اختیار موجودہ گورنمنٹ کو دیا گیا تھا۔ اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے 1958ء میں انتخابات کرانے کی بجائے 1957ء میں ہی کروانے کا اعلان کیا۔ تاکہ حزب اختلاف پارٹیز کوئی الائینس نہ بنا سکیں۔ پہلے بلدیاتی انتخابات کروائے گئے۔ لیکن تمام سیاسی جماعتوں نے ان کا بائیکاٹ کیا۔ اس کے باوجود چند مہینوں کے بعد عام انتخابات کروادیے گئے۔ حکمران پارٹی نے سخت دھاندلی کر کے میدان جیتا۔ ریپبلکن پیپلز پارٹی نے 178، فریڈم پارٹی اور ریپبلکن نیشنل پارٹی نے چار چار سیٹیں حاصل کیں۔ جمہوری پارٹی نے پھر حکومت بنالی۔ لیکن اس دفعہ مزید سختی سے مخالفین کو دبایا گیا۔ ان کے اخبارات پر پابندی لگائی گئی۔ ان کے اراکین کو سزائیں دی گئیں۔ اخبارات پہ اس بات کی بھی پابندی لگادی گئی

---

1 . Ilter Turan, "The Recruitment of Cabinet Ministers as a Political Process: Turkey, 1946-1979", *International Journal of Middle East Studies*, 18, No. 4 (Nov., 1986),455-472

کہ وہ پارلیمنٹ کی روداد کو شائع کرے۔ان حالات کے خلاف حزب اختلاف نے تحریک شروع کر دی۔ حریت پارٹی بھی ریپبلیکن پیپلز پارٹی مین ضم ہوگئی۔یہ لوگ اپنے جلسوں میں حکومت پہ سخت کڑی تنقید کرتے۔جبکہ پولیس اور قانون نافذ کرنے والے ادارے ان کے خلاف کاروائیاں کرتے۔اس سے ملک بھر میں ایک بدامنی کی سی فضا پیدا ہو گئی[1]۔

1960ء سے بعد کے ترکی کے سیاسی حالات (ترکی جمہوریہ ثانی):

1959ء کے درمیانی عرصہ میں حزب اختلاف کی جماعت ریپبلیکن پیپلز پارٹی کے صدر عصمت انونو جب اناطولیہ کے دورے پر گئے تو وہاں دونوں پارٹیوں کے حامی کارکنان کے درمیان جھڑپیں ہوئیں۔ جنہوں نے آگے چل کر فسادات کی صورت اختیار کر لی۔1960ء میں مجلس ملی کبیر نے 15 رکنی کمیٹی تشکیل دی تاکہ فسادات کی انکوائری کی جاسکے۔ لیکن تمام اراکین جمہوری پارٹی سے لیے گئے۔ جس سے اشتعال میں مزید اضافہ ہوا۔استنبول یونیورسٹی کے پروفیسروں نے اس آئینی حیثیت کو چیلنج کیا۔ طلباء نے حکومت مخالف مظاہرے شروع کیے۔ جن پر پولیس نے فائر کیے۔لہذا فوج نے استنبول اور انقرہ میں مارشل لاء نافذ کر کے اخبارات پر پابندی لگادی۔انھی دنوں Nato کے رکن ممالک کے وزرائے خارجہ کا اجلاس بھی استنبول میں ہونا تھا۔ایسے وقت میں ملک بھر میں فسادات بھی شروع تھے۔ترکی تاریخ کے نازک ترین موڑ پہ تھا۔عدنان مندریس کی کوشش تھی کہ فوج کو اپنے حق میں استعمال کیا جائے۔اسی اثناء میں ایک ہزار کیڈٹوں نے انقرہ میں طلباء کے حق میں خاموش ریلی نکالی۔ حکومت نے ان کیڈٹوں کے خلاف کاروائی کرنے کی کوشش کی تو فوج کے سربراہ جمال

1 . Kemal H. Karpat,"The Turkish Election of 1957'', *The Western Political Quarterly, University of Utah,* V 111114, No. 2 (Jun.1961),436-459

گورسل نے حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ جلال بایار، عدنان میندریس اور ان کی کابینہ کو گرفتار کر لیا گیا[1]۔

فوجی انقلاب پر جمال بایار نے خودکشی کی کوشش کی۔ عدنان مندریس کو فرار ہوتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ اس وقت کے وزیر خزانہ ڈاکٹر عذیق نے خودکشی کرلی۔ 1961ء کے الیکشن کی تیاریاں عروج پر تھی اور جمہوری پارٹی کے اراکین پر مقدمات چل رہے تھے۔ ان میں سے پندرہ افراد کو سزائے موت سنادی گئی۔ بارہ افراد کی سزا موت خارجی عوامل کی وجہ سے معاف کر کے کم سزا میں تبدیل کی گئی۔ جبکہ تین افراد عدنان مندریس، فطین رستوزورلو اور حسن پولتکان کو پھانسی دے دی گئی۔ جمہوری پارٹی پر پابندی لگادی گئی۔ کچھ عرصہ بعد جمہوری پارٹی کے اراکین نے عدالت پارٹی کے نام سے نئی جماعت بنالی[2]۔

جمال گرسل نے نئے عارضی دستور کا اعلان کر دیا۔ قانونی ماہرین کی ایک کمیٹی بنائی۔ 1960ء میں عارضی دستور بنایا گیا کہ فوجی انقلاب کے رہنما جمال گرسل مملکت کے سربراہ ہوں گے ۔ جب تک کہ نیا دستور نہ بنایا جائے۔ اور اس کابینہ کو قوانین بنانے اور مشتہر کرنے کا اختیار دیا گیا۔ اور وعدہ کیا گیا کہ جلد ہی نیا دستور بنایا جائے گا۔ 1961ء میں دستور ساز اسمبلی تشکیل دی گئی ۔ جنہوں نے چار ماہ میں دستور ترتیب دیا۔ اس میں بیس افراد شامل تھے ۔ جنکا تعلق ریپبلیکن پارٹی، ریپبلیکن کسان پارٹی اور چند آزاد آراکین سے تھا۔ 9 جولائی 1961ء کو ریفرینڈم کے ذریعے اس آئین کو منظور کر لیا گیا۔ اس نئے آئین کے تحت ترکی کو ایک لادین اور جمہوری ملک قرار دیا گیا[3]۔

---

[1] . Gunn, Christopher, "The 1960 Coup in Turkey: A U.S. Intelligence Failure or a Successful Intervention? ", *Journal of Cold War Studies.* 17. No.2, (Spring 2015), 103

[2] . Sherwood, W.B.,"The Rise of the Justice Party in Turkey". *World Politics*, 20, No. 1 (Oct., 1967), 54–65

[3] . Ismet Giritli, “ Some Aspects of new Turkish Constitution”, *The Middle East Journal*, 16, No. 1, (winter 1962), 17

اس دستور میں اگرچہ کمال اتاترک کے نظریات کو ہی بنیاد بنایا گیا۔ لیکن کچھ اصولی تبدیلیاں بھی کی گئیں۔ جیسے بنیادی حقوق و فرائض کو جمہوری اصول قرار دیا گیا۔ سیاسی جماعتوں کو ملک میں بنیادی حیثیت دی گئی۔ جمہوری اور سیکولر اقدار کے ساتھ سماجی انصاف کو بھی لازمی حصہ قرار دیا گیا۔ حکومت کی تنظیم و تشکیل کے لیے دو ایوان منتخب کیے گئے۔ قومی اسمبلی اور سینٹ۔ انتخابی اصلاحات کی تجاویز بھی دستور کا حصہ بنائیں گئیں۔ قومی اسمبلی میں متناسب نمائندی اور سینٹ میں حق رائے دہی کی کثرت کو حیثیت دی گئی۔ 15 اکتوبر 1961ء کے انتخابات اسی دستور کے تحت ہی منعقد ہوئے۔ 1982ء تک یہی دستور ہی ملک میں نافذ رہا[1]۔

اس نئے آئین کی وجہ سے کئی نئی پارٹیوں نے جنم لیا۔ جن میں اہم یہ ہیں۔

عدالت پارٹی (Justice Party)

نئی ترکی پارٹی (New Turkey Party)

ریپبلیکن قومی کسان پارٹی (Republican Peasant Nation Party)

عدالت پارٹی کی بنیاد جنرل راغب نے 1961ء میں رکھی۔ جمہوری پارٹی پر پابندی کی وجہ سے اس کے کئی اراکین اس پارٹی میں شامل ہوئے۔ اس کے دوسرے کنونشن میں سلیمان دیمرل کو پارٹی کا صدر بنا دیا گیا۔ یہ کنونشن 1962ء میں منعقد ہوا۔ اس پارٹی کے نصب العین میں مذہب کا خاصا حصہ شامل ہے۔

نئی ترکی پارٹی کے سربراہ اکرم الیکان تھے۔ یہ معتدل الفکر والمزاج پارٹی مشہور ہوئی۔

ریپبلیکن قومی کسان پارٹی بھی 1961ء میں انقرہ میں قائم ہوئی۔ حسن ونسر نے اسے وجود دیا۔ ریپبلیکن نیشن پارٹی اور کسان پارٹی کے اشتراک سے اس کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ بھی مذہبی جماعت شمار ہوتی تھی۔

[1] . Gözler, K., Türk Anayasa Hukukuna Giriş.(BabiAli,Istanbul:Ekin Kitabevi Yayınları2016), 25, 94.

1961ء کے عام انتخابات میں ریپبلیکن پیپلز پارٹی نے قومی اسمبلی کی 173اور سینٹ کی 36 نشستیں، جسٹس پارٹی نے قومی اسمبلی کی 158 اور سینٹ کی 70، نیو ترکی پارٹی نے قومی اسمبلی کی 65 اور سینٹ کی 28، ریپبلیکن کسان قومی پارٹی نے قومی اسمبلی کی 54اور سینٹ کی 150 نشستیں حاصل کیں [1]۔

اس موقع پر جب کہ کوئی بھی پارٹی حکومت بنانے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔ کمیٹی برائے قومی اتحاد نے مشورہ دیا کہ جنرل جمال گرسل کو صدر بنا کر انہیں کابینہ بنانے دی جائے۔ جسے تسلیم کر لیا گیا۔ جمال گرسل نے مخلوط کابینہ بنائی۔ جس کے سربراہ عصمت انونو تھے۔ اس واقعے کے بعد ترکی جمہوریت کے راستے پر گامزن ہوا۔ لیکن ترکی کی مشکلات کم نہ ہوئیں۔ چونکہ مخلاط گورنمنٹ تھی۔ اس لیے کوئی بھی کھل کے کام نہ کر پا رہا تھا۔ جس بناء پر عصمت انونو نے استعفی دیا۔ انہیں دوبارہ کابینہ سازی کا اختیار ملا لیکن وہ کابینہ بھی کام نہ کر سکی۔ یہ دس سال سیاسی عدم استحکام کے رہے جب کہ صدارت فوج کے پاس رہی۔ جمال گورسل 1966ء تک صدر رہے۔ ان کے انتقال کے بعد دوسرے فوجی جرنیل جودت سنائی 1973ء تک صدر رہے ۔ ان لے بعد مجلس ملی کبیر نے ایک سینیٹر فہری کوروک ترک کو جمہوریہ ترکی کا صدر منتخب کیا۔ عصمت انونو نے دوبارا استعفی دیا۔ پھر انہیں حکومت سازی کا اختیار دیا گیا لیکن وہ پھر ناکام رہے اور انہوں نے 1965ء میں پھر استعفی دیا۔ پھر عبوری حکومت قائم ہو گئی [2]۔

ترکی میں نئے انتخابات اکتوبر 1965ء میں ہوئے۔ جسٹس پارٹی نے واضح اکثریت سے حکومت بنائی۔ 450میں سے 240 نشستیں اس پارٹی نے جیتیں۔ صدر جمال گرسل نے عدالت پارٹی کے سربراہ سلیمان دیمرل کو کابینہ سازی کی دعوت دی۔ انہوں نے قدرے اعتدال سے کام

[1] .Dieter Nohlen, Florian Grotz & Christof Hartmann, Elections in Asia: A data handbook, Volume I, (Online:Oxford Scholarship Online2001) 239-272

[2] . ilir, F., Hükümet Sistemi Tartışmaları Bağlamında Hükümet Sistemimiz ve Partili Cumhurbaşkanı, (Turkey:Yeni Türkiye2013), 51, 303-305

لیا۔ اس دوران ریپبلیکن پارٹی اندرونی اختلاف کا شکار ہو کر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی۔ عصمت انونو پارٹی چھوڑ گئے۔ بلند ایجوت کو پارٹی کا صدر بنایا گیا۔ 1965ء سے 1971ء سیلمان دیمرل ہی ملک کے وزیر اعظم رہے۔ کابینہ میں ردوبدل ہوتا رہا۔ لیکن ملک کی معیشت ٹھیک نہ تھی۔ بیرونی قرضے بھی کافی تعداد۔ آبادی کے مسئل بھی تھے۔ لہذا یہ حکومت بھی لوگوں کو خاطر خواہ ریلیف نہ دے سکی۔ لہذا لوگ اس کے بھی مخالف ہو گے۔ جلاؤ گھیراؤ کی سیاست شروع ہو گئی۔ انتظامیہ کے دفاتر پہ حملے ہوتے۔ مزدور طبقے نے بھی احتجاجی سیاست شروع کر دی۔ اس طبقے نے Disk کے نام سے ایک ایک نئی انقلابی مزدور یونین بنالی۔ مارکسی نظریات کی حامل ایک نئی جماعت "ترکی مزدور" بھی قائم ہوئی۔ اسی طرح سیلمان دیمرل کی اپنی پارٹی کے کئی لوگ ناراض ہوئے اور انہوں نے جمہوری پارٹی کے نام سے ایک اور جماعت بنالی ۔فوج نے ان حالات میں گورنمنٹ کو خط لکھا کہ وہ ملکی سالمیت کو یقینی بنائے۔ اس بات پہ سلیمان دیمرل مستعفی ہوگئے۔ ان کی جگہ پروفیسر نہاد ایرم کو مقرر کیا گیا۔ان کا تعلق ریپبلیکن پارٹی سے تھا لیکن انہیں مخلوط کابینہ بنانی پڑی۔ انہوں نے جہاں جہاں ملک میں امن وامان کی صورت حال مخدوش نظر آئی۔ مارشل لاء لگا دیا[1]۔

20 نومبر 1971ء کو دستور میں ترمیمات کی گئیں۔ 35 مستقل دفعات تبدیل کی گئیں اور 9 عارضی دفعات کا اضافہ کیا گیا۔ ان دستوری ترمیمات کی سیاسی رہنماؤں نے مخالفت کی۔ اور فوج اور سیاسی لوگوں کے درمیان انتشار کا ماحول پروان چڑھتا گیا۔ 1973ء میں جودت سنائے

---

1 .Eralp, A., "The Politics of Turkish Development Strategies'',(London:Routledge1990),219-258 (and) Pamuk, S., "Political Economy of Industrialization in Turkey'',(Tacoma, Washington MERIP Reports1981) , 26-32

کی مدت حکومت مکمل ہوئی تو مجلس ملی کبیر نے فہری ورک ترک کو جمہوریہ ترکیہ کا صدر منتخب کیا۔ جو 1980ء تک ملک کے صدر رہے [1]۔

1973ء اور 1977ء میں ترکی کے عام انتخابات ہوئے۔ ریپبلکن اور جسٹس پارٹی نے ہی نشستیں حاصل کیں۔ لیکن واضح اکثریت کسی کو بھی حاصل نہ ہو سکی۔ لہذا 73ء سے 80ء تک سلیمان دیمرل اور بلند ایجوت ہی بار بار کابینہ تشکیل دیتے رہے۔ ان الیکشن میں "ملی سلامت پارٹی" نے 48 اور 24 نشستیں حاصل کیں۔ ڈیمو کریٹ پارٹی نے 73ء کے انتخابات میں 45 اور 77ء کے انتخابات مین صرف 1 نشست لی۔ اس کے علاوہ ملی حرکت پارٹی، جمہوریت جی گو دین پارٹی، اتحاد پارٹی اور آزاد ارکان نے بالترتیب 3،16،13،3،1،0،6،4 نشستیں حاصل کیں [2]۔

ملی نظام پارٹی / ملی سلامت پارٹی:

1970ء میں نجم الدین اربکان نے ملی نظام پارٹی بنائی۔ ایک سال بعد اس پہ عدالت نے پابندی لگادی۔ مزید ایک سال بعد نجم الدین نے ملی سلامت پارٹی کے نام سے نئی پارٹی تشکیل دے دی۔ اس پارٹی کے قائدین میں سلیمان عارف عامر بھی شامل تھے جو ملی نظام پارٹی کے بھی جنرل سیکٹری رہ چکے تھے۔ پارٹی کا ترجمان اخبار "ملی گزٹ" تھا جو 1973ء کو شائع ہوا۔ حسن اکسائی اس اخبار کے مدیر تھے [3]۔

---

1 . Serra Cremer, A. ”Turkey Between the Ottoman Empire and the European Union: Shifting Political Authority Through the Constitutional Reform’’, *Fordham International Law Journal*,35, Issue 1, (june2016) 282, 297, 298

2 . Dieter Nohlen, Florian Grotz & Christof Hartmann, Elections in Asia: A data handbook, Volume I, 257

3 . Arnolod Leder, ”Party Compitition in Rural Turkey, Agent of Change or Defender of Traditional rule’’, *Middle Eastern Studies*, Vol.15(1979), 82- 83

1980ء میں جنزل کنعان ایورن نے سیاسی نظام کا خاتمہ کر کے فوجی مارشل لاء لگا دیا۔ پروفیسر اربکان کو حوالہ زنداں کر دیا گیا کہ انہوں نے سیاست میں اسلام کا نام استعمال کیا تھا[1]۔

جنزل کنعان کے فوجی انقلاب کے بعد حکومتی سسٹم چلانے کے لیے ترکی انجمن دفاع قومی کی تشکیل عمل میں آئی۔ 1981ء میں ہی تمام سیاسی جماعتوں پر پابندی لگا دی گئی۔ وزیر اعظم بلند ایجوت نے اس پابندی کے خلاف آواز اٹھائی تو ان پر مقدمہ قائم کیا گیا۔ انہیں بھی جیل میں بھیج دیا گیا۔ الپ ارسلان ترکی نیشنل ایکشن پارٹی کے سربراہ تھے۔ ان پر اور ان کی پارٹی کے 587 ارکان پر حکومت مخالفت کا مقدمہ اور اربکان اور ان کے 33 ارکان پر اسلامی نظام کی بات کرنے پر مقدمہ چلایا گیا۔ جنزل کنعان پر بیرونی دباؤ بھی تھا کہ ملک میں جمہوریت کو بحال کیا جائے۔ انہوں نے نئے دستور کے بنانے کے بہانے پر اس عمل کو مؤخر کیا۔

ترکی کا 1982ء کا دستور قومی مشاورتی مجلس نے تیار کیا۔ انجمن دفاع قومی نے اسے منظور کیا۔ عوامی حلقوں میں اس پر بحث و مباحثہ ہوا۔ پھر ریفرینڈم کے ذریعے 1982ء میں اس کو منظور کر لیا گیا۔ اسی ریفرنڈم کے تحت جنزل کنعان ایورن صدر منتخب ہو گئے۔ اس دستور میں مجلس ملی کبیر کے نمائندوں کے لیے بھی اور صدر کے لیے بھی حلف نامہ تیار کیا گیا۔ جس بات یہ بات تھی کہ ریاست کے جمہوری اور لادینی تشخص کو باقی رکھا جائے گا۔ کمال اتاترک کے اصولوں اور اصلاحات کے ساتھ وفاداری کی جائے گی[2]۔

نئے دستور میں صدارتی اختیار بہت زیادہ بڑھا دیے گئے تھے۔ وہ بعض حالات میں کابینہ کو بھی تحلیل کر سکتا تھا۔ دستوری کورٹ کے اراکین کا انتخاب بھی کر سکتا تھا۔ اور ملک کا سب سے با اختیار ادارہ کونسل آف اسٹیٹ کے ایک چوتھائی ارکان کا انتخاب بھی کر سکتا تھا۔ عارضی

1 ۔ انور الجندي، يقظة الاسلام في تركيا,دار الانصار القاهرة،1999ء، ص 30- 55

2 . Werner Ende and Udo Steinbach, "islam in the World Today: A handbook of Politics, Religion, Culture and Society'',(Ithaca, New York:Cornell University Press, United States 2010),605-618

ترامیم کے تحت اس دستور نے بین سیاسی جماعتوں کو ہمیشہ کے لیے پابند کرنے کی کوشش کی۔ ان کے اراکین اور سربراہان پر نئی جماعت بنانے یا کسی اور جماعت میں شمولیت پر بھی پابندی لگانے کی کوشش کی۔ لیکن 1987ء میں یہ بندش ختم ہوگئی تھیں[1]۔

1983ء کو سیاسی جماعتوں پر پابندی ختم ہوئی تو کئی نئی جماعتیں وجود میں آئیں۔ جن میں قابل ذکر یہ ہیں۔

نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی: فوجی قیادت نے اس کو قیام بخشا۔ اسے مرکز کے بائیں بازو کی جماعت سمجھا جاتا ہے۔ اس کے سربراہ سابق جنرل ترگت سناپ تھے۔

پاپولسٹ پارٹی: اس کے سربراہ سابقہ بیوروکریٹ Necdet Calp تھے۔ یہ پارٹی بھی فوجی قیادت کی مرہون منت تھی اور اسے بھی بائیں بازو کی جماعت سمجھا جاتا تھا۔

مدر لینڈ پارٹی: اس جماعت کے بانی ترگت اوزال تھے۔ یہ فوجی دور حکومت میں دو سال تک نائب وزیر اعظم رہے۔ اور جسٹس پارٹی کے انڈر سیکٹری بھی رہے۔

ٹروتھ پارٹی: یہ سابقہ جسٹس پارٹی کا تسلسل تھا۔ اسی پارٹی کے رہنما نے پہلے گریٹ ٹرکی پارٹی بھی بنائی تھی۔ اس کا بانی ایک ریٹائرڈ جنرل علی ختمی ایزنیر تھے۔

سوشل ڈیموکریٹک پارٹی: اس پارٹی کے سربراہ عصمت انونو کے بیٹے اردل انونو تھے۔

رفاہ پارٹی: یہ نجم الدین اربکان کی بنائی گئی جماعت تھی۔ یہ اسلام کی نمائندہ جماعت ملی نظام پارٹی کا تسلسل تھی۔ جسے کچھ عرصہ پہلے فوج انقلاب نے اسلام پسندی کی بناء پر پابند کیا تھا۔

ان پارٹیوں میں سے کچھ پارٹیاں 1983ء کے الیکشن میں حصہ نہ لے سکیں۔ لیکن انتخابات کے بعد 1984ء میں بلدیاتی انتخابات میں انہوں نے بھی بھرپور حصہ لیا۔ عام انتخابات میں "مدر

[1] . S Amjad Ali, The Muslim world Today,(, Islamabad: National Hujra Counsel-1985),223

لینڈ پارٹی" نے 211، پاپولسٹ پارٹی نے 117 اور نیشنلسٹ ڈیموکریٹک پارٹی نے 71 نشستیں حاصل کیں۔

اس کے بعد 1987ء میں عام انتخابات ہوئے۔ جن میں مدر لینڈ پارٹی نے 292، سوشل ڈیموکریٹک پاپولسٹ پارٹی نے 99، ٹروتھ پارٹی نے 59، ڈیموکریٹک لیفٹ پارٹی، رفاہ پارٹی، نیشلسٹ لیبر پارٹی، رفارمسٹ ڈیموکریسی پارٹی اور آزاد امیدواروں نے 10 فیصد سے کم ووٹ لیے۔ اور ترکی کے دستور کے مطابق دس فیصد سے کم ووٹ لینے والی پارٹی شمار میں نہیں رہتی[1]۔

اس کے بعد 1991ء میں پارلیمانی انتخابات ہوئے۔ ان میں ٹروپاتھ پارٹی نے 178، مدر لینڈ پارٹی نے 115، سوشل ڈیموکریٹک پاپولسٹ پارٹی نے 88، رفاہ پارٹی نے 62، ڈیموکریٹک پارٹی نے 7 جبکہ سوشلسٹ پارٹی اور آزاد امیدواروں کے ووٹ دس فیصد سے کم رہے[2]۔

1944ء کے بلدیاتی امتخابات میں تقریبا تمام بڑے شہروں میں رفاہ پارٹی کے امیدوار جیتے۔ سیکولر پارٹیوں نے اسے سبوتاژ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن پھر انتخابات میں سب سے زیادہ ووٹ رفاہ پارٹی کے امیدواروں نے حاصل کیے[3]۔

24 دسمبر 1995ء کے پارلیمانی انتخابات میں "رفاہ پارٹی" نے 30، مدر لینڈ پارٹی نے 18، ٹروپاتھ پارٹی نے 13، ڈیموکریٹک لفٹ پارٹی نے 3، ریپبلیکن پارٹی نے 2 نشستیں، اور باقی تمام پارٹیوں نے دس فیصد سے کم ووٹ حاصل کیے اور کوئی نشست کی حقدار نہ ہو

1 . Yasushi Hazama, Electoral Volatility in turkey,(Ankara:Bilkent University,march 2004),59 (and)
Teoman Fehim,The General Directorate of Press and information of the Republic of Turkey, (Turkey 1988) 91-92

2 . Dieter Nohlen, Florian Grotz & Christof Hartmann, Elections in Asia: A data handbook, Volume I, 258

3. http://www.ysk.gov.tr/doc/dosyalar/docs/Mahalli/1994/Buyuksehir/Mahalli-Buyuksehiristanbul.pdf 23-6-2019 , 11:00 pm

سکیں۔رفاہ پارٹی نے کامیابی تو حاصل کی۔لیکن واضح اکثریت نہ ہونے کی وجہ سے تنہا حکومت نہ بنا سکی۔اربکان نے باقی پارٹیوں سے مشورہ کیا۔لیکن کسی سے بھی نتیجہ خیز بات نہ ہو سکی۔ لہذا اربکان حکومت سازی کے مطالبہ سے دست بردار ہو گئے۔اس کے بعد ٹروپاتھ پارٹی کی سربراہ تانسو شیلر اور مدر لینڈ پارٹی کے رہنما مسعود دیلماز نے مل کر مخلوط حکومت بنائی۔لیکن عدم اعتماد کی بناء پر یہ حکومت تین ماہ سے زیادہ نہ چل سکی۔اور 1996ء میں ہی یہ حکومت ختم ہو گئی۔ اس کے بعد رفاہ پارٹی اور ٹروپاتھ پارٹی میں اتحاد ہوا اور ان دونوں نے مل کر مخلوط حکومت بنالی[1]۔

گیارہ ماہ یہ حکومت چلی۔ سیکولر حلقوں اور فوج نے شدید ترین مخالفت کی۔ بارہ مرتبہ عدم اعتماد کی تحریک پیش کی گئی۔اتحادی پارٹی کو رام کر کے حکومت ختم کرنے کی کوشش ہوئی تو وزیر اعظم نجم الدین اربکان نے استعفی دے دیا۔ 1997ء میں انہوں نے استعفی دیا۔ اس کے بعد مدر لینڈ پارٹی نے حکومت تشکیل دی[2]۔

اس کے بعد 1999ء میں عام انتخابات ہوئے۔جن میں ڈیموکریٹک لفٹ پارٹی نے 136 نشستیں، نیشلسٹ موومنٹ پارٹی نے 129، فضیلت پارٹی (جو کہ ایک اسلامی پارٹی تھی جو 1997ء میں بنی۔2001ء میں اس پر پابندی لگی) نے 111، مدر لینڈ پارٹی نے 86، ٹروپاتھ پارٹی نے 85 اور آزاد امیدواروں نے 3 نشستیں حاصل کیں۔ نیشلسٹ موومنٹ پارٹی اور مدر لینڈ پارٹی نے مل کر مخلوط حکومت تشکیل دی[3]۔

اس کے بعد 2002ء کے الیکشن میں جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی (Akp) نے 363، ریپبلیکن پیپلز پارٹی نے 178، اور آزاد نے 9 نشستیں حاصل کیں۔اے کے پارٹی نے واضح اکثریت

---

[1] ۔ پروفیسر ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر، جدید ترکی ، ص 240-244

[2] ۔ پروفیسر ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر، جدید ترکی ، ص 246

[3] . D. Ali Arslan,"The Evaluation of Parliamentary Democcracy in Turkey and Turkish Political Elites'', (Turkey: Gaziosmanpaþa University 2005) 1-11

حاصل کر کے ملک میں حکومت قائم کی۔ اس گورنمنٹ نے معاشی واقتصادی معاملات میں ملک کو ترقی کی جانب لایا۔ اسی طرح مذہب میں بھی اصلاحات قائم کیں۔اس کے بعد 2007ء میں الیکشن ہوئے۔ عوام نے سابقہ خدمات پر پھر جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی کو جتوایا۔ انہوں نے 341 نشستیں حاصل کیں۔ ریپبلیکن پیپلز پارٹی نے 112، نیشلسٹ موومنٹ پارٹی نے 71 اور آزاد امیدواروں نے 26 نشستیں حاصل کیں۔ اے کے پارٹی نے ایک مرتبہ پھر واضح اکثریت سے گورنمنٹ بنالی۔اس

کے بعد 2011ء میں پھر عام انتخابات ہوئے۔ جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی نے 327، ریپبلیکن پیپلز پارٹی نے 135، نیشلسٹ موومنٹ پارٹی نے 71اور آزاد امیدواروں نے 26 نشستیں حاصل کیں۔اس کے بعد 2015ء میں دوبار الیکشن ہوئے۔ایک بار جون میں اور دوسری بار نومبر میں۔ جون والے الیکشن میں بھی جسٹس اینڈ ڈویان الیکشن میں بھی جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی نے کامیابی حاصل کی۔ اور پھر آگے نومبر والے الیکشن میں بھی۔ اس الیکشن میں جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی نے 317، ریپبلیکن پیپلز پارٹی نے 134، پیپلز ڈیموکریٹک پارٹی نے 59اور نیشلسٹ موومنٹ پارٹی نے 40 نشستیں حاصل کیں۔اس مرتبہ پھر AKP نے واضح اکثریت سے گورنمنٹ بنالی۔ اس کے بعد پچھلے سال الیکشن ہوئے۔ جن میں AKP نے 295، ریپبلیکن پیپلز پارٹی 146، پیپلز ڈیموکریٹک پارٹینے 67، نیشلسٹ موومنٹ پارٹی نے 49، اور 2017ء میں نئی بننے والی Good Party نے 43 نشستیں حاصل کیں۔ایک مترب پھر جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی نے اکثریت کے ساتھ گورنمنٹ بنالی[1]۔

1 . Ali Carkoglu and Binnaz Toprak, Religion, Society And Politics In A Changing Turkey,(Karkoy Istanbul: Tesev Publication,2009),50-114

جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ

یہ پارٹی 2001ء میں بنائی گئی۔ رفاہ پارٹی کے کچھ ممبران اور باقی اسلامی ذہن کے کچھ لیڈروں نے اس کی بنیاد رکھی۔ احمد داؤداوغلو، رجب طیب اردگان، بن علی یلدرم، عبد اللہ گل اس کے ممتاز رہنما ہیں۔ یہ پارٹی 2002ء سے مسلسل اقتدار میں ہے۔ اسنے ملک کو معاشی طور پر مضبوط بنایا ہے۔ انصاف کو رواج دیا ہے۔ اور اسلام کے احیاء میں بھی اس پارٹی کا اچھا کردار رہا ہے [1]۔ اب ترکی کے موجودہ وزیر اعظم بن علی یلدرم اور صدر مملکت رجب طیب اردگان بھی اے کے پارٹی سے وابستہ ہیں۔

اس پارٹی کی بڑی کامیابی یہ ہے کہ یہ مسلسل 16 سال سے انتخابات میں عوام کی پسندیدگی حاصل کترنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ اس نے ترکی کا دستور بھی کافی حد تک جمہوری تقاضوں کے مطابق کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک بڑی تبدیلی جو اس پارٹی نے ترکی کی جدید تاریخ میں پیدا کی ہے، وہ یہ کہ اب ترکی میں صدارتی نظام رائج ہو گیا ہے۔ یہ آخری الیکشن میں طیب اردگان کا بہت بڑا کارنامہ قرار دیا گیا ہے کہ اس نے صدر کے عہدہ کو اتنا مضبوط بنا دیا ہے کہ اب نہ تو فوج مارشل لاء لگا سکتی ہے اور نہ ہی کابینہ کی تحلیل سے، یا عدم اعتماد سے گورنمنٹ سازی پہ کوئی فرق پڑے گا۔[2]

---

[1] . Yavuz, M. Hakan, Secularism and Muslim Democracy in Turkey.(Newyork:Cambridge University Press2009),105.

[2] . Kemal Kirisci and Ilke Toygur, Turkey's New presidential System and A Changing west: Implication for Turkish Foregin policy and Turkey west realations, (Europe :The New Geopolitics-2019),3-21

فصل دوم: جدید ترکی (1923ء-2015ء/1341ھ-1436ھ) کے مذہبی حالات

1923ء سے 1950ء تک کے مذہبی حالات

سقوط خلافت عثمانیہ کے بعد وہاں جمہوریہ ترکی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ خلافت کی تمام نشانیاں ایک ایک کر کے ختم کی گئیں۔ حتی کہ دارالحکومت بھی قسطنطنیہ سے منتقل کر کے انقرہ میں قائم کیا گیا۔ اور جو تعمیرات کی گئیں ان میں مسجد کو ارادۃ ترک کیا گیا۔ اسلام کو ریاستی مذہب کی حیثیت سے ختم کر دیا گیا۔ دینی ادارے ختم کر دیے گئے۔ عربی و فارسی کی تعلیمات پہ پابندی عائد کر دی گئی۔ اسلامی تقویم ختم کر کے گریگوری تقویم اور میلادی تقویم کو رواج دیا گیا۔ ترکی کی مذہبی تاریخ میں یہ وہ سال تھے کہ لادینیت کو انقلابی طور پر پھیلایا جا رہا تھا۔ "انجمن اتحاد و ترقی" نے علمائے دین کی مخالفت کو اپنا طرۂ امتیاز بنایا۔ مصطفی کمال نے ایک موقع پر "شیخ الاسلام" کے سر پر قرآن پاک دے مارا[1]۔ مصطفی کمال کے خیال میں ترکی قوم کے لیے مذہب غیر ضروری اور بے سود تھا۔ مذہب کی جگہ اس نے قوم کو مغربی تہذیب کا دلدادہ بنایا۔ ایک انگریز مؤرخ ایچ سی آرمسٹرانگ نے لکھا کہ اتاترک نے ترکی قوم اور حکومت کی دینی اساس کو توڑ پھوڑ کر ختم کر دیا۔ اور قوم کا نقطہ نظر ہی بدل دیا[2]۔ پارلیمنٹ نے ایک نیا قانون "مدنیت" بنایا جس کی رو سے عورتوں کا پردہ اٹھا دیا گیا اور انہیں مردوں کے مساوی حقوق دیے گئے۔ عورتیں منتخب ہو کر مجلس ملی کبیر کی رکن بننے لگیں۔[3]

مذہبی تعلیم کو ختم کرنے کے لیے ایک کام یہ بھی کیا گیا کہ روسی حکومت کی دعوت پر ترکی نے ایک وفد Turk logical Congress میں بھیجا۔ یہ کانگریس 1926ء کو باکو میں منعقد ہوئی۔ یہاں عربی رسم الخط کو غیر سائنسی اور اس زبان کو ترکوں کی ترقی کے لیے رکاوٹ قرار دیا

---

1 . Orga Irfan Margarete, ”Ataturrk’’, (London: London Press1962), 251

2 . Harold Courtenay Armstrong ,” Grey Wolf, Mustafa Kemal: An intimate Study of a Dictator’’,(Abingdon: Routledge,United Kingdom1932), 290

3 . George Lenczowski, The middle East in World Affairs, 117

گیا۔ ترکی نے ان سفارشات کو 1928ء میں منظور کر کے عربی رسم الخط کو لاطینی میں تبدیل کر دیا اور ساتھ ساتھ عربی پڑھنے پڑھانے میں عملی پابندی لگادی گئی[1]۔

مذہب کو بے دخل کرنے کا ایک اور طریقہ جدید تعلیمی نظام کا اس طور پر ارتقاء تھا کہ تعلیم سے بالکلیہ مذہبی اثرات کو ختم کر دیا گیا۔ سوئس پروفیسر ڈاکٹر مالنے سے یونیورسٹی اصلاحات کے لیے منصوبہ بنوایا گیا۔ 1935ء میں روسی ماہرین کی خدمات حاصل کی گئیں تا کہ ترک نوجوانوں کو مختلف امور میں تربیت دے سکیں[2]۔

1925ء میں مجلس ملی کبیر نے ایک قانون پاس کیا جس کے تحت فض، قلپاق، ترکی ٹوپی وغیرہ پہننا جرم قرار دیا گیا[3]۔

1925ء ہی میں دو نقشبندی رہنماؤں شیخ سائت اور شیخ عبد اللہ کی قیادت میں بغاوت کی کوشش کی گئی۔ جس وجہ سے سیکولر ذہنیت کے لوگ تصوف کے سلسلوں کے سخت مخالف ہو گئے۔ اور 1925ء میں ہی ایک قرارداد منظور کی گئی۔ جس میں سب تکیے، زاویے، خانقاہیں اور صوفی سلسلوں پر پابندی لگا کر انہیں بند کر دیا گیا۔[4]

1931ء میں آذان، نماز، دعا وغیرہ عربی زبان میں ادا کرنے کو منع کر کے ترکی میں ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ 1935ء میں جمعہ کی چھٹی منسوخ کر کے اتوار کی چھٹی کا اعلان کیا گیا[5]۔

عام لوگوں میں حکومت کی مذہب مخالف پالیسیوں پر غم وغصہ پایا گیا۔ مشرق کے کردوں نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ پہلی بڑی بغاوت 1925ء میں سامنے آئی[1]۔ کردوں نے کئی علاقوں پر

---

[1] . Umut Azak," Secularism in Turkey as a Nationalist Search for Vernacular Islam'', *Revue des mondes musulmans et de la Méditerranée [Online],* 124 (August2019), 161-179

[2] .George Lenczowski, The middle East in World Affairs, 117-119.

[3] ۔ فلاحی، ڈاکٹر عبید اللہ، جدید ترکی میں اسلامی بیداری،اسلامک پبلیکیشنز لاہور، 1999ء، ص94

[4] ۔ فلاحی، ڈاکٹر عبید اللہ، جدید ترکی میں اسلامی بیداری، ص90- 95

[5] . Ahmed Emin Yalman, Turkey in my Time,(Oklahoma:University of Oklahoma press,United Staate1956) , 240-255

قبضہ کر کے ان کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا۔ ان کا مطالبہ تھا کہ اسلام کو دوبارہ نافذ کیا جائے اور کردوں کی علاقائی خود مختاری کو بھی بحال کیا جائے۔ سرکاری فوج حرکت میں آئی اور بغاوت کو کچل کے رکھ دیا۔ حکومت نے خود مختار عدالتیں قائم کیں اور باغیوں کو سخت سزائیں دینا شروع کر دی۔ کردوں نے 1929ء اور 1930ء میں مزید دو دفعہ بغاوت کی۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکے[2]۔

مصطفی کمال نے ایک بہانہ بنا کر مخالفین کو سزائے موت یا جلاوطن کرنے کا منصوبہ بنایا۔ یہ بات پھیلائی گئی کہ اتاترک کے خلاف قتل کا منصوبہ بے نقاب ہوا ہے۔ اس بات کو بہانہ بنا کر نوجوان ترک سیاستدانوں اور اپنے تمام مخالفیں کو یا تو سزائے موت سنادی گئی یا پھر جلاوطن کر دیا گیا[3]۔ جلاوطن کیے جانے والوں میں جنرل کاظم قرۃ بکر، رفعت، علی فواد پاشا، حسین رؤف، ڈاکٹر عدنان بے اور ان کی بیگم خالدہ ادیب خانم شامل ہیں[4]۔

مذہبی حالات میں تغیر صوفی تحریک کی وجہ:

جمہوریہ ترکی میں جب اسلام کش اقدامات کی وجہ سے اسلام اور اہل اسلام منظر عام سے محو ہونے لگے تو ایسے میں ترکی میں صوفیاء نے اسلام کے احیاء اور تعلیمات اسلام کی حفاظت کے لیے بڑا خاموش کردار ادا کیا۔ ان لوگوں نے اپنے مخصوص طریقے کے ساتھ قرآن کریم کے حفظ کی تعلیم خفیہ طریقے سے دینی شروع کی۔ ان کا بنیادی مقصد لوگوں کے دلوں میں اسلامی شعائر کی عظمت اور عبادات کا شوق باقی رکھنا تھا۔ یہ لوگ سیاست سے الگ تھلگ رہ کر امام و

[1] . David McDowall, A modern history of the Kurds,(London:I.B.Tauris,United Kingdom2002), 209

[2] . , T. C. Genelkurmay Harp Tarihi, Türk İstiklal Harbi, İstiklal Harbinde Ayaklanmalar,(Erenköy , Çanakkale: stiklal Harbinde Ayaklanmalar,Turkey1974) 281

[3] ۔ ضابط تركي سابق، ترجمة: عبدالله عبدالرحمن، الرجل الصنم مصطفي كمال اتاتورك،حياة رجل و دولة،الاهلية للنشر والتوزيع عمان،ط1، 2013، ص215- 245

[4] ۔ ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر، جدید ترکی ، قرطاس کراچی، 2001ء، ص 102-105

خطیب کی اہلیت کے لوگ تیار کرتے اور انہیں دور دراز دیہاتوں میں بھیجتے۔ جہاں وہ لوگوں کو تعلیم اسلامی سے روشناس کراتے۔ اس طرح ان لوگوں کا دین سے مکمل رشتہ کاٹنے والی تمام کوششیں مکمل بارآور ثابت نہیں ہو سکیں[1]۔

1950ء کے انتخابات کے بعد کے مذہبی حالات:

جمہوری پارٹی کے کامیاب ہونے سے محمود جلال صدر منتخب ہوئے۔ انہوں نے عدنان مندریس کو کابینہ تشکیل دینے کی ذمہ داری تفویض کی۔ 1950ء میں ہی اس حکومت میں ریڈیو پر مذہبی پروگراموں کے نشر ہونے پر 27 سالہ پابندی ہٹادی۔ اسی پارٹی نے عربی زبان میں آذان و نماز وغیرہ پر پابندی کو بھی اٹھا دیا۔ انقرہ یونیورسٹی میں شعبہ الہیات قائم کیا گیا۔ استنبول یونیورسٹی میں بھی اسلامیات کا شعبہ قائم کیا گیا۔ آئمہ و واعظین کی تربیت کے ادارے بھی قائم کیے گئے۔ لیکن کچھ مذہبی لوگ اس حکومت سے زیادہ کی توقع کر رہے تھے۔ وہ ان اقدامات پہ خوش نہ ہوئے۔ انہوں نے اپنے طور سے لادینیت کے خلاف اقدامات کرنے شروع کر دیے۔ کمال اتاترک کے مجسمے توڑنے شروع کیے۔ ایک اہم تحریک کی بنیاد رکھی جسے "قراقوت" (Black Force) کہا گیا۔ اس نے سڑکوں پہ گھومتی عورتوں کو زدوکوب کرنا شروع کیا[2]۔

1950ء کا عشرہ ترکی میں احیاء مذہب کا عشرہ کہلاتا ہے۔ تصوف کو بھی تقویت ملی۔ شیخ بدیع الزمان سعید نورسی (1878ء–1960ء) کی نوری تحریک نے بھی اپنے اثرات پھیلانے شروع کے۔ اس تحریک نے پہلے مشرقی علاقوں، پھر پورے ملک میں احیائے اسلام کی ایک نئی روح پھونکی۔ نوری رسائل طبع ہو کر مختلف علاقوں میں پہنچےء۔ شیخ پر مختلف مقدمات قائم کیے گئے۔

[1] ۔ حرب ، عبد الحمید، المعالم الرئیسیة التاریخیة والفکریة لحزب السلامة ، جواد الشرق القاھرہ مصر، 2005ء،ص435

[2] ۔ ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر، جدید ترکی ، قرطاس کراچی، 2001ء، ص150

انہیں قید و بند کی سزائیں اور پھر جلاوطنی کی سزا بھی سنائی گئی۔ لیکن ان کے شاگرد اور ان سے دینی درس لینے والوں کی تعداد میں آئے روز اضافہ ہی ہوتا گیا۔ اسلام پسند سیاسی جماعتوں کو جو مقبولیت یا عوامی پزیرائی ملی، اس میں نوری تحریک کا بہت بڑا کردار ہے[1]۔

1965ء کے انتخابات میں عدالت پارٹی نے حکومت بنائی۔ یہ بھی مذہبی رواداری پہ یقین رکھنے والی جماعت تھی۔ ان کے دور حکومت میں مذہبی آزادی گئی۔ اسلامی اصولوں پر زور دیا جانے لگا۔ اشتراکی سرگرمیوں کی روک تھام کے لیے بھی اقدامات کیے گئے[2]۔

1969ء میں پہلی اسلامی سربراہی کانفرس رباط میں منعقد ہوئی تھی۔ سلیمان دیمرل نے اس میں شرکت کا فیصلہ کیا تھا۔ سیکولر حلقوں نے اس پہ بہت شور مچایا تھا۔ یہ کام ملی سلامت پارٹی کے سربراہ "پروفیسر نجم الدین اربکان "نے کیا تھا جو سلیمان دیمرل کی کابینہ میں نائب وزیر اعظم تھے۔ پھر اگلا قدم یہ اٹھایا گیا کہ 1976ء میں ساتویں اسلامی کانفرس ترکی کے مشہور شہر استنبول میں منعقد ہوئی تھی۔ یہ بنیادی قدم تھا جس نے ترکی کو ایک مرتبہ پھر مسلم دنیا سے رابطہ جوڑنے کا موقع عنایت کیا تھا[3]۔

حکمران جماعت کی ان تبدیلیوں کو فوج نے محسوس کیا اور 18 ستمبر 1980ء کو جنرل کنعان ایورن نے فوجی انقلاب برپا کر دیا۔ تمام سیاسی جماعتوں کو خلاف قانون قرار دے کر ان پر پابندی لگادی[4]۔

---

[1] ۔ طحان، مصطفي محمد، الحركة الاسلامية الحديثية في تركيا،القاهرة مصر، 2007،ص126

[2] ۔ نور الدين، محمد،، تركيا ..إلى أين؟ حزب العدالة والتنمية(الإسلامي)في السلطة، مجلة المستقبل العربي، العدد28

[3] . John Lawton, "A Conference in Istanbul'', *Aramco World Arab and Islamic Sultures and Connection*, Vol. 27, No. 4. (July/August 1976),270-294

[4] ۔ ثروت صولت ، ترکی اور ترک، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، 1989ء ، ص 216-221

1970ء اور اس کے بعد کے مذہبی حالات

1970ء میں اسلام کے حوالے سے ایک قابل ذکر تبدیلی یہ آئی کہ پروفیسر نجم الدین اربکان نے نیشنل آرڈر پارٹی کی بنیاد رکھی۔ جس کا ترکی نام ملی نظام پارٹی تجویز کیا۔ پارٹی کی رکنیت کے لیے نماز کی پابندی کو شرط قرار دیا گیا۔ تعلیمی نظام میں اسلامی اصلاحات اس پارٹی کے منشور کا اہم حصہ تھا۔ لیکن اس پارٹی کے خلاف سرکاری وکیل نے استغاثہ کر دیا۔ اور عدالت نے 1971ء میں اس پر پابندی لگادی۔ کچھ اہم لوگ اس پارٹی کو ترکی کے لیے نجات دہندہ سمجھنے لگے تھے۔ لہذا نجم الدین اربکان نے 1972ء میں "ملی سلامت پارٹی" کے نام سے نئی جماعت بنالی۔ اس پارٹی کے ترجمان اخبار "ملی گزٹ" کے پہلے صفحہ پر اس کا نعرہ درج تھا کہ "جب مذہبی نظام یا عدل قائم ہو جائیگا، کفر کا خاتمہ ہو جائے گا۔"۔ ملی سلامت پارٹی مغرب کاری کی سخت مخالف تھی۔ رقص و سرور کی محفلوں اور مغربی تھیٹروں کو ترکوں کی حقیقی تہذیب کا دشمن قرار دیتی تھی۔ 1973ء کے انتخابات میں اس پارٹی نے 11 فیصد ووٹ حاصل کیے، اور ان کے 48 نمائندے کامیاب ہوئے۔ جو اس بات کی دلیل تھی کہ ملک میں اسلام پسند طبقہ کی قابل ذکر تعداد موجود ہے[1]۔

نجم الدین اربکان کو 1980ء کے فوجی انقلاب میں جیل بھیج دیا گیا کہ اس نے اسلام کا نام کیوں استعمال کیا۔ جبکہ کمال اتاترک کے دستور کے مطابق مذہب کا استعمال کسی بھی مقصد کے لیے قابل گردن زنی جرم قرار دیا گیا تھا۔ اسی وجہ سے ترکی میں سیاسی یا مذہبی کسی بھی طور پہ کھل کر نہ تو سیکولرازم کی مخالفت کی جاسکتی تھی اور نہ ہی اسلام کی حمایت[2]۔

---

[1] ۔ رضا ھلال، السیف والھلال ترکیا من اتاتورك الي اربکان،دار الشروق المصریة، 2001ء، ص180-200

[2] . Binnaz Sayari (Toprak), Islam and Political Development in Turkey, (Leiden: Burl,Leiden, Netherlands-1981), 87

ترکی میں دینی تعلیم کے ماہرین، علماء اور محققین علوم اسلامیہ کی سخت کمی ہے۔ مساجد اور مدارس میں کام کرنے والے مفتیوں اور علماء کرام کو وہ مقام و مرتبہ حاصل نہیں ہے۔ جس سے وہ کسی تبدیلی کا پیش خیمہ ثابت ہو سکیں۔ وہ محکمہ مذہبی امور کے تنخواہ دار ملازم ہوتے ہیں۔ البتہ دستور کی آزادی کی وجہ سے تھوڑی تبدیلی ضرور آئی ہے۔ قرآنی کلاسز، نصابات اور تعمیر مساجد کی انجمنوں نے احیائے اسلام کا کام کیا ہے۔ ان انجمنوں کی تعداد 300 سے بڑھ کر 3000 تک پہنچ گئی[1]۔

نجم الدین اربکان کی ملی سلامت پارٹی نے بتدریج احیائے اسلام کی تحریک کو آگے بڑھایا۔ لوگوں میں اسلام سے محبت پیدا ہوئی۔ جس بناء پر مسلم عوام کی جانب سے اس مطالبے نے زور پکڑا کہ ترکی کے دستور میں سیکولرازم کی دفعہ کو منسوخ کیا جائے۔ 1976ء میں نوجوانوں نے فتح استنبول کی یاد میں شوکت اسلام دن منایا۔ وزارت مذہبی امور نے گرمیوں کی چھٹیوں میں طلباء کے لیے قرآن کلاسز کا اہتمام کیا۔ فوج کے ہیڈ کواٹر کی طرف سے ملٹری کالجوں اور عسکری تربیتی اداروں کے نام حکم آیا کہ اسلامیات کی تعلیم کو لازم کریں، اس سے سپائی کا حوصلہ بلند ہوتا ہے[2]۔

نجم الدین اور اس کی پارٹی نے پارٹی کو مضبوط کرنے کے زمانہ میں صرف مذہبی اقدار پر زور دیا۔ جب پارٹی مضبوط ہوئی تو پھر انہوں نے ریاست کی تشکیل نو مذہبی اصولوں پر کرنے کا مطالبہ بھی شروع کر دیا۔ پھر 1980ء میں انہوں نے واضح الفاظ میں سیکولرازم کو اسلام کا دشمن قرار دیا۔ ضیاء الحق کے زمانہ میں جب وہ پاکستان آئے تو انہوں نے اپنی تقریر میں واشگاف الفاظ

---

[1] ۔ ڈاکٹر عبید اللہ فلاحی، جدید ترکی میں اسلامی بیداری،ص 111

[2] ۔ غزالي، عبدالحليم، الاسلاميون الجدد والعلمانية الاصولية في تركيا،مكتبة الفاروق الدولية القاهرة،2007،ص72

میں کہا کہ جب تک مسلمانوں کی ریاست کا سرکاری مذہب اسلام نہ ہو، ریاستِ اسلامی اور مسلمانوں کا مذہب خطرے میں رہتا ہے[1]۔

1995ء میں پارلیمانی انتخابات کروانے تھے۔ 1993ء میں صدر ترگت اوزال کی موت کے بعد سلیمان دیمرل صدر تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ اسلام پسند پارٹی "رفاہ پارٹی: کے جیتنے کے امکانات زیادہ ہیں تو انہوں نے ایک نیا نعرہ "سیکولر اسلام" کا لگا کر رفاہ پارٹی کے منشور کو زک پہنچانے کی کوشش کی۔ ہائر ایجوکیشن کو ٹاسک دیا کہ "اسلامی مکنشور" کی تشکیل کر کے 6 رکنی علماء کی مجلس بنائی جائے جو "اسلام کی حقیقت" کی تشریح کرے۔ مدارس و کالجز میں اس کی تدریس کو یقینی بنایا جائے۔ "سیکولر اسلام" کا ایڈیشن تیار ہوا۔ اس کا پہلا حصہ "حقیقت اسلام" کے نام سے شائع ہوا۔ ایک لاکھ پچیس ہزار نسخے تیار کیے گئے۔ جون 1995ء میں بازار میں نیا قرآن "مصحف فاطمہ" کے نام سے روشناس کرایا گیا۔ جسے تمام مکاتب فکر نے رد کر دیا۔ اس کے بعد شیعہ سنی تصادم کروانے کی کوشش کی گئی تاکہ رفاہ پارٹی فرقہ واریت میں پڑ کر انتشار کا شکار ہو جائے[2]۔

اربکان نے 1995ء میں کویتی جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ ہم اقتدار میں آکر جہاں معاشی واقتصادی ترقی پر توجہ دیں گے وہاں ہم دستور میں بھی تبدیلی کی کوشش کروائیں گے۔ کیونکہ دستور میں ہے کہ "وہ الفاظ اور عبارتیں جو مذہب کی نظر میں مقدس ہیں، ان کا استعمال قانون کی نگاہ میں جرم ہے"۔ "حکومت کے کسی جزو یا بنیاد کو مذہب سے ہم آہنگ کرنا ممنوع ہے"۔ اربکان نے کہا کہ جب پارلیمنٹ میں ارسطو وغیرہ کسی یونانی فلاسفی کا حوالہ دے کر بات کی جاتی ہے تو ممبران سکون سے سنتے ہیں۔ لیکن جب قرآن وحدیث کا حوالہ دیا جاتا ہے تو شور

---

1 ۔ ڈاکٹر عبید اللہ فلاحی، جدید ترکی میں اسلامی بیداری، ص 127-132

2 ۔ ڈاکٹر عبید اللہ فلاحی، جدید ترکی میں اسلامی بیداری، ص180

مچاکر مخاطب کو چپ کروایا جاتا ہے۔ ایسا دنیا کے کسی بھی ملک میں نہیں ہوتا۔ ہر ملک میں رہنے والے لوگوں کے عقائد اور مذہبی دلچسپیوں کو دیکھ کر دستور تیار کیے جاتے ہیں[1]۔

1996ء میں ٹروپاتھ اور مدر لینڈ پارٹی کی مخلوط حکومت تین ماہ بعد ختم ہوئی تو پھر رفاہ پارٹی اور ٹروپاتھ پارٹی نے ملکر حکومت بنائی۔ سیکولر عناصر کا اقتدار میں غلبہ تھا۔ اس کے باوجود رفاہ پارٹی نے اسلام کے احیاء کے لیے اقدامات کیے۔ اگرچہ بظاہر وہ معمولی تھے لیکن آگے چل کر انہوں نے ترکی میں اسلام کے لیے دوبارہ دروازے کھول دیے۔ وہ اقدامات یہ تھے۔

ملازمت پیشہ خواتین اور طالبات اگر چاہیں تو سکارف کر سکتی ہیں۔ عید الاضحی کے موقع پر قربانی کی کھالیں مدارس کو دی جاسکتی ہیں۔ استنبول اور انقرہ میں مزید مساجد کی ضرورت بھی ہے اور گنجائش بھی۔ دفتری اوقات میں تبدیلی بھی کی گئی تاکہ لوگ جمعہ کی نماز آسانی سے ادا کر سکیں۔ مکہ مکرمہ تک سپر ہائی وے کی تعمیر کی تجویز پیش کی گئی تاکہ لوگ کم خرچ میں حج و عمرہ جیسی عظیم عبادت سرانجام دے سکیں۔ وزیر اعظم نے مذہبی رہنماؤں کو افطار پہ بلانا شروع کیا[2]۔

اس کے بعد مذہبی حالات فوجی انقلاب کی وجہ سے پھر کھٹائی کی جانب گئے۔ لیکن 2001ء میں رجب طیب اردگان کی نئی جنم لیتی پارٹی جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ منصہ شہود پر نمودار ہوئی۔ پھر 2002ء سے اب 2018ء تک مسلسل جیتتی آرہی ہے۔ اس پارٹی نے اسلام کے احیاء کے لیے نشاط ثانیہ کا کردار ادا کیا ہے[3]۔

سیکولر پارٹیوں کی جانب سے اسلام کی تعلیمات کے حصول و نفوذ کے لیے جو بھی پابندیاں تھیں۔ اس پارٹی نے انہیں تدریجا ختم کیا ہے۔ دینی تہذیب کو پروان چڑھانے کی کوشش کی

---

[1] ۔المجتمع کویت،شمارہ1119،28ربیع الثانی، 1415ھ، 1994ء،صف22, نجم الدین اربکان کا انٹرویو

[2] ۔ رضا ھلال، السيف والهلال تركيا من اتاتورك الي اربكان،ص150-170

[3] ۔سبيتان، سمير ذياب، تركيا في عهد رجب اردغان،الجناردية الاردن،2012، ص150- 164

ہے۔ خارجہ پالیسی میں اسلام کے اصولوں کو علی الاعلان اپنایا ہے۔ ترکی کے موجودہ صدر طیب اردگان خود حافظ قرآن بھی ہیں۔ انہوں نے امام وخطیب سکولوں کو پورے ملک میں پھیلا کر ہر آدمی کے لیے بنیادی دینی تعلیم کا حصول آسان وپرکشش بنا دیا ہے۔ مسابقہ حفظ کے کامیاب بچوں کو عمرہ کا ٹکٹ بطور انعام کے دے کر پوری قوم میں دین سے محبت اور اس شعبے میں آگے بڑھ کر کام کرنے کا جذبہ بیدار کیا ہے۔ اسلام کے بڑے دشمن اسرائیل کو آڑے ہاتھوں لیا اور کامیاب حکمت عملی سے غزہ میں امدادی سامان کا جہاز بھیج کر اسرائیل کو مکروہ چہرہ پوری دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ ان مثبت اور پر حکمت عملی اقدامات کی وجہ سے آج کا ترکی کمال اتاترک کے ترکی سے یکسر مختلف نظر آتا ہے۔ آج وہاں دین کی تعلیم کے ادارے بن رہے ہیں۔ یونیورسٹیوں اور کالجز میں دین کے شعبے کام ہیں اور مختلف موضوعات پہ تحقیقی کام کر رہے ہیں۔ لوگوں کے اندر دینی تعلیمات حاصل کرنے اور دین کے مطابق زندگی گزارنے کا شوق پروان ڑھ رہا ہے۔ ترکی ایک دفعہ پھر اپنی اصل یعنی اسلام کی طرف لوٹ رہا ہے [1]۔

[1] ۔ حسین بسلی و ومر اوزبای، رجب طیب اردوغان ،قصۃ زعیم،ترجمۃ طارق عبد الجلیل،الدار العربیۃ لبنان، 2011،ص400-430

باب دوم

جدید ترکی (1923ء-2015ء/1341ھ-1436ھ) میں فقہ حنفی کا فروغ وارتقاء

فصل اول:

جدید ترکی (1923ء-2015ء/1341ھ-1436ھ) میں فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء میں اداروں کا کردار

فصل دوم:

جدید ترکی (1923ء-2015ء/1341ھ-1436ھ) میں فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء میں شخصیات کا کردار

UNIVERSITY OF HARIPUR

باب دوم: جدید ترکی (1923ء-2015/1341ھ-1436ھ) میں فقہ حنفی کا فروغ و ارتقاء

فصل اول: جدید ترکی (1923ء-2015/1341ھ-1436ھ) میں فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء میں اداروں کا کردار

باب دوم: فصل اول (نقشہ)

UNIVERSITY OF HARIPUR

فصل اول: فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء میں اداروں کا کردار

[redacted]

Diyanet ادارہ نظامت برائے مذہبی امور

دیانت کے [redacted]

امام و خطیب سکولز

اسلامی یونیورسٹیز اینڈ انسٹیٹیوٹس

ترکش اسلامی انسائیکلوپیڈیا

TVD Islamic Encyclopedia

اسلامی سیاسی پارٹیوں کا کردار اور فقہ حنفی کا فروغ وارتقاء

ادارہ نظامت مذہبی امور(Diyanet):

1923ء میں جمہوریہ ترکی کے قیام سے خلافت عثمانیہ کا "مشیخات" سسٹم ختم کرکے جدید ترکی نے دینی تمام معاملات وزارت مذہبی امور کے حوالے کر دیے۔ پرانے مدارس اور دینی تعلیم کے تمام ادارے بھی ختم کر دیے گئی۔ دیانت جو ترکی کا مذہبی نظامت کا ادارہ ہے کا قیام عمل میں آیا۔ 1930ء میں عوام کی طرف سے حکومت کے اس عمل کے کلاف شدید مزاحمت ہوئی۔اس کے بعد آہستہ آہستہ عوام نے اسے قبول کرنا شروع کیا۔ دیانت کے اکثر صدرو سیکولرازم کے شدید حامی تھی۔ لیکن اس مزاحمت کے بعد مذہبی علوم کے حامل افراد کو اس شعبہ میں لایا گیا۔ اس ادارہ کے تحت امام خطیب سکولوں[1] کا قیام عمل میں لایا گیا۔اس کے ساتھ ساتھ جدید اعلی اسلامی تحقیقی تعلیم کے لیے یونورسٹیوں میں الہیات فیکلٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کے تحت مختلف بڑی یونیورسٹیوں میں اسلامی اور مذہبی علوم کی اعلی سطح کی تعلیم دی جانے لگی[2]۔

ان تمام اداروں میں فقہ کے حوالے سے جو بھی تعلیم دی جاتی ہے۔ جس درجہ کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔وہ فقہ حنفی کی ہی تعلیم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس علاقہ میں پچھلے سات سو سال سے اسی فقہ کا ہی راج رہاہے۔ اور معاملات میں اور عملی زندگی میں فقہ حنفی کی تعلیمات ہی زیادہ واضح اور سادہ ہیں۔ باوجود اس کہ دینیات کے ابتدائی صدور نے اور جمہوریہ کے ابتدائی

[1] . Howard A. Reed, "Turkey's new Imam-hatip schools'', *Die Welt des Islams,* 4.no.3(1955) (and) Gotthard Jäschke,"Vom Islam in der heutigen Türkei'', *Die Welt des Islams 18*, (1977),1-18

[2] . Martin van Bruinessen, "Comparing the Governance of islam in TURKEY and Indonesia'', *Diyanet and the Ministry of Religious Affairs, S. Rajaratnam school of international studies Singapore*, (may 2018), 12

حکومتوں نے اس بات کی بھرپور کوشش کی کہ فقہ کی عملی زندگی کے ہر معاملے سے متعلق تعلیمات کو بالکل ختم کر دیا جائے۔[1]

ترکی اسلامی و مذہبی انسائیکلوپیڈیا:

دیانت بطور ادارہ کے وزارت مذہبی امور کے تحت ملک کے اندر دینی تعلیم اور اس کے اداروں کا نظم چلاتی ہے۔اب انفرادی شخصیات کو اس طرح کھل کے کام کرنا مشکل ہے۔اس میں قانونی رکاوٹیں ہیں۔لیکن دیانت مقدور بھر کوشش کے تحت اس عمل میں جڑی ہوئی ہے ۔ابھی حال ہی میں دیانت نے 40 جلدوں پر مشتمل ایک انسائیکلوپیڈیا "Türkiye Diyanet Vakfı Islam Ansiklopedisi" شائع کیا ہے[2]۔ابھی اس کی مزید 4 جلدیں بھی آگئی ہیں 1988ء میں اس پہ کام شروع ہوا۔اور 2013ء میں تکمیل پایا۔یہ بہت بڑا پروجیکٹ تھا۔اس میں اسلامی علوم کو ایک جگہ سمیٹنے اور اہلیان ترکی کی ہر دینی مسئلے میں رہنمائی کرنے کی کوشش کی ہے۔[3]

اس کی ایک جلد مکمل فقہ کے حوالے سے ہے۔ جس میں فقہ حنفی، اور باقی تمام فقہوں جن کا وجود کبھی تھا۔یا اب ہے، ان تمام کے بارے میں تفصیلی گفتگو کی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ فقہی مذاہب پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔اس انسائیکلوپیڈیا کو تیار کرنے والے مصنفین جو کہ اکثر ترکی کے اور کچھ باہر کے ممالک کے بھی ہیں۔یہ تمام کے تمام ریسرچ سکالر ہیں۔لیکن ان تمام کا فقہ حنفی سے وابستہ ہونا۔یا فقہ حنفی کا ماہر ہونا۔یہ بات واضح نہ ہو سکی۔[4] لیکن بہر

---

1. https://www.academia.edu/2529075/Religious_practices_in_the_TurcoIranian_world_continuity_and_ change.23-11-2018, 11:30pm

2. https://islamansiklopedisi.org.tr/, 13-12-2018, 12;19pm

3. Thijl sunnier and Nico Landman and Heleen van ,"Diyanet: The Turkish Directorate for Religious Affairs in a Changing environment'', (Amsterdam: Utrech University,Netherlands2011), 86-90

4. https://islamansiklopedisi.org.tr/hakkinda/ilim-dali--fikih 10-11-2018, 10:10pm

حال فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء میں اس انسائیکلوپیڈیا اور خاص طور پر اس کی اس جلد کا خاص کردار ہے جو فقہ سے متعلق ہے۔اسی طرح کا ایک پروجیکٹ مزید بھی اس ادارہ نے شروع کیاہوا ہے۔ جو "حدیث پروجیکٹ" کے نام سے متعارف ہوا ہے۔ اس میں 85 کے قریب اسپیشلائزیشن اِن حدیث کیے ہوئے سکالر ہیں۔جو 6 جلدوں پر مشتمل ایک حدیث انسائیکلوپیڈیا جاری کریں گے۔ تاکہ 21ویں صدی میں ماڈرن اسلام کے ساتھ اس کی ہم آہنگی کی جاسکے [1]۔ جب مجموعہ دیکھنے کے بعد ہی فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ صحیح معنی میں ترکی کے اندر نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات واضح کرنا چاہتے ہیں۔یا پھر آپ ﷺ کے اقوال کو نیا لباس پہنانا چاہتے ہیں۔

اسماعیل کارا(ولادت 1955ء) ایک اسلامی سکالر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ دیانت کو فتوی دینے کی اتھارٹی نہیں ہونی چاہیے اور نہ ہی ترکی کے عوام اس ادارہ کو اس قابل سمجھتے ہیں کہ وہ دینی مسئلہ میں رائے دینے کا اہل ہے۔ جبکہ اس ادارہ میں موجود لوگ دینی علوم میں مہارت نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ کسی خاص اور محدود میدان جس میں ان کی ریسرچ ہوتی ہے کے ماہر ہیں۔ [2]

اس کے ساتھ ساتھ دیانت دراصل کمال مصطفی کے پوائنٹ پہ بنیادیں رکھتی ہے۔اس لیے کئی عصری اور جدید مسائل میں اس کا فتوی بالکل متضاد اسلام ہوتا ہے۔ جیسے کثرت ازدواج پہ، اور کئی اہم مسائل میں گرفت نہ ہونے کی بناء پر وہ یورپ اور امریکہ کے سسٹم کو مدنظر رکھ کر رائے پیش کرتے ہیں۔ [3]

---

[1] . Gözaydın, İştar , Diyanet: Türkiye Cumhuriyeti'nde Dinin Tanzimi (Diyanet: Arranging Religion in the Turkish Republic),(İstanbul:İletişim Yayınları-2009), 153

[2] . Thijl sunnier&Nico Landman&Heleen van der linden&nazli Bilgili&Alper Bilgili,"Diyanet: The Turkish Directorate for Religious Affairs in a Changing environment'', 92.

[3] . Thijl sunnier, Diyanet: The Turkish Directorate for Religious Affairs,93-96

Diyanet کے صدور:(Table):

نمبر شمار	Diyanet کے صدر اور رسمی مفتیان	مدت منصب
1	مہمت رفعت (محمد)	1924ء تا 1941ء
2	سرعافتین یلکیا(Prof. Şerafettin Yaltkaya)	1941ء تا 1947ء
3	احمد حمدي(Ahmet Hamdi)	1947ء تا 1951ء
4	ایوب صبری(Eyüp Sabri Hayırlıoğlu)	1951ء تا 1960ء
5	عمر ناسوہی بلیمن(Ömer Nasuhi Bilmen)	1960ء تا 1961ء
6	حسن حسنی فضیلت(Hasan Hüsnü Erdem)	1961ء تا 1964ء
7	مہمت (محمد) توفیق(Mehmet Tevfik Gerçeker)	1964ء تا 1965ء
8	ابراہیم بدرالدین(İbrahim Bedrettin Elmalılı)	1965ء تا 1966ء
9	علی رضا(Ali Rıza Hakses)	1966ء تا 1968ء
10	لطفی روشان(Lütfi Doğan)	1968ء تا 1972ء
11	ڈاکٹر لطفی روشان(Dr. Lütfi Doğan)	1972ء تا 1976ء
12	پروفیسر سلیمان آق(Prof. Dr. Süleyman Ateş)	1976ء تا 1978ء
13	ڈاکٹر طیار(Dr. Tayyar Altıkulaç)	1978ء تا 1986ء
14	مصطفی سید(Mustafa Sait Yazıcıoğlu)	1986ء تا 1992ء
15	محمد نوری(Mehmet Nuri Yılmaz)	1992ء تا 2003ء
16	علی برداوغلو(Ali Bardakoğlu)	2003ء تا 2010ء
17	محمد گورمز(Mehmet Görmez)	2010ء تا 2017ء
18	علی عباس(Ali Erbaş)	2017ء تا تاحال

امام خطیب سکولز:

1951ء میں حکومت نے طے کیا کہ عوام کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے ہمیں مذہبی ادارے قائم کرنے چاہیں۔ اس سلسلے میں جو سب سے پہلا سکول کھولا گیا وہ "امام خطیب سکول" تھا۔ یہ انقرہ، ادانہ، استنبول، اسپارٹا، قونیہ اور قیصری میں کھولے گئے۔ ان سکولوں کا بنیادی مقصد قرآن حفظ کرانا۔ اور بنیادی واجبی تعلیم دینا جس سے متعلم مسجد میں نمازیں پڑھا سکے اور جمعہ وعیدین کا خطبہ دے سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ مُردوں کو نہلانا اور جنازہ وغیرہ پڑھانے کی تعلیم دی جاتی رہی۔ جو کہ ابھی تک ان سکولوں میں جارہی ہے۔ لیکن یہ تمام نماز کے فقہی مسائل، خطبہ، عیدین اور جنازہ کے فقہی مسائل کی تعلیم فقہ حنفی کے مطابق دی جاتی ہے۔ کیونکہ ان سکولوں میں جو بنیادی درسی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ وہ خلافت عثمانیہ کے زمانے کی تعلیم کی کتابوں کو لاطینی ترکی میں ترجمہ کر کے ان میں معمولی سے تبدیلی کے ساتھ اسے نصاب کا حصہ بنایا گیا ہے[1]۔

ترکی کے قوانین میں 1935ء، 1939ء، 1950ء، 1955ء میں تبدیلیوں کے بعد دیانت کے صدر کو معمولی سے اختیارات دیے گئے اور آرٹیکل 663 کے ذریعے اس کو ابتدائی اسلامی تعلیمات اور حفظ قرآن کی اجازت دی گئی۔ امام وخطیب سکول اس کی ذمہ داری میں دیے گئے[2]۔

---

1 . Kilavuz, M. A.” Adult Religious Education at the Qur'anic Courses in Modern Turkey’’. *The Journal of International Social Research*, 2, No.6.(2009) 407-414.

2 . Somel, S.,The modernization of public education in the Ottoman Empire, 1839-1908 : Islamization, autocracy, and discipline, (Netherland:Brill.com2001),414

یونیورسٹیز میں اسلامی تعلیم:

مصطفی کمال نے قسطنطنیہ میں دارالفنون ختم کر کے شہر کا نام بھی استنبول اور مدرسہ کو یونیورسٹی آف استنبول میں تبدیل کیا۔ اور تمام اسلامی ادارے ختم کر کے اسلامی تعلیمات پر پابندی لگا دی تھی۔ لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد حالات تبدیل آئی اور دیانت کے انقرہ یونیورسٹی میں الہیات فکلٹی قائم کی۔ 1982ء تک صرف چار سلہ دینیات پروگرام جاری رہا۔ پھر تفسیر و حدیث، الہیات و فلسفہ میں ماسٹر کرانا شروع کیا۔ 1971ء میں استنبول یونیورسٹی میں فیکلٹی آف اسلامک سائنسز کی بنیاد رکھی گئی۔ پھر آہستہ آہستہ قونیا، قیصری، ازمیر، اورزورم، برصہ، صصمن اور اوزگت میں الہیات انسٹیٹیوٹ قائم ہوئے[1]۔

آئین (1982ء) کے آرٹیکل 24 میں ایک اور خوش آئند تبدیلی کی گئی کہ مذہبی تعلیم سکولوں کی سطح تک لازمی کر دی گئی۔ 1982ء میں ہی اعلی تعلیم کی قانونی کونسل نے ملک بھر میں قائم اسلامی انسٹیٹیوٹس کو اسی شہر میں قائم یونیورسٹیوں کا حصہ بنا دیا[2]۔ اور تمام اسلامی و مذہبی سکولوں اور ڈیپارٹمنٹس کی ذمہ داری دیانت کے سپرد کر دی گئی۔ 1995ء تک امام و خطیب سکولوں میں پڑھنے والے طلبہ کی تعداد 29103 اور طالبات کی تعداد 13826 ہو گئی تھی۔ طیب اردگان کی حکومت آنے کے بعد 2002ء میں ایک قانونی ترمیم کے ساتھ امام خطیب سکولز کے فضلاء کے لیے چند ضروری مضمون پاس کر کے یونیورسٹی کے کسی بھی شعبہ میں تعلیم

---

[1] . Yurdagul, M. " Institutions of Religious Instructions and Problems of Religious Education in Turkey'', *Understanding Sikhism, the Research Journal*, 9, No.2(2007), 27-30

[2] . Akbulut, O., Usal, Z. O. "Parental Religious Rights vs. Compulsory Religious Education in Turkey'', *International Journal on Minority and Group Rights*, 15,No. 4(2008),433–455

جاری رکھنا ممکن بنا دیا گیا۔ اور امام خطیب سکولوں کو اپ گریڈ کر کے گریجویشن تک کی تعلیم ان میں دی جانے لگی[1]۔

اس کے ساتھ ساتھ امام خطیب سکولوں میں دو طرح کے نصاب کی اجازت دے دی گئی۔ ایک کورس کا نام "vocational or religious courses" رکھا گیا۔ اور دوسرے کورس کو "cultural and scientific courses" کا نام دیا گیا۔ پہلے کورس میں قرآن، تفسیر قرآن، حدیث، اسلامی قانون، الہیات، سیرۃ النبی، تاریخ مذاہب، اور مذہبی مباحثہ شامل کیا گیا[2]۔ اور یہ بات پہلے ثابت ہو چکی ہے کہ اسلامی قوانین کی جو بھی تعلیم دی جاتی ہے وہ فقہ حنفی کے مطابق ہی دی جاتی ہے۔

اسلامی سیاسی پارٹیوں کا کردار اور فقہ حنفی کا فروغ وارتقاء:

عدنان مندریس کی ڈیموکریٹک پارٹی، نجم الدین اربکان کی ملی گورس پارٹی اور ویلفیئر پارٹی اور رجب طیب اردگان کی جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی نے ترکی کی سیاست میں اسلام کے احیاء کے حوالے سے اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان پارٹیوں نے اقتدار میں آکر اسلام اور مسلمانوں کے لیے قوانین میں نرمی کی ہے[3]۔ جس کی بدولت لوگوں نے اسلامی تعلیم حاصل کرنے کی طرف توجہ دی ہے۔ اور جو لوگ کچھ زیادہ اسلامی علم رکھتے تھے۔ ان سے استفادہ کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ لوگوں نے اپنے نجی معاملات میں اہل علم سے رہنمائی لینا شروع کی ہے[4]۔

---

1 . Kilavuz, M. A. "Adult Religious Education at the Qur'anic Courses in Modern Turkey'', *The Journal of International Social Research,* 2. No. 6(2009),407-414.

2 . Ocal, M. "From the Past to the Present: Imam and Preacher Schools in Turkey''. *An ongoing Quarrel. Religious Education*, 102,No.2(2007) 2-20

3 . Tursan, Huri, "Democratisation in Turkey: the Role of Political Parties'', (Bruxelles:PIE-Peter Lang- 2004),13-20

4 . Angel Rabasa&F.stephen larrabee,"The Rise of Political Islam in Turkey". *RAND National Defence Research Institute(2008)1-30*.

جس کی وجہ سے فقہ حنفی کے کچھ مسائل عوام کے سامنے آئے ہیں۔ لوگوں میں دوبارہ فقہ حنفی کے حوالے سے واقفیت میں اضافہ واقع ہوا ہے

UNIVERSITY OF HARIPUR

فصل دوم: جدید ترکی (1923-2015ء/1341ھ-1436ھ) میں فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء میں شخصیات کا کردار

جدید ترکی میں سنی حنفی مسلمان اکثریت میں ہیں۔ اس کی ایک بنیادی وجہ خلافت عثمانیہ اور اس سے پہلے سلجوق سلطنت کا اس سے تسلسل اور گہرا رشتہ ہے۔ اور ان دونوں ریاستوں میں رسمی مذہب حنفی ہی تھا۔ اس لیے موجودہ کرداروں کا سابقہ شخصیات سے گہرا رشتہ و تعلق رہا ہے۔ اس لیے مختصراً ماقبل ریاستوں کے فقہی مذہب سے متعلق گزارشات ذکر کی جاتی ہیں۔

باب دوم: فصل دوم (نقشہ)

فصل دوم: فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء میں شخصیات کا کردار

سلجوق ریاست میں حنفی قاضی

سلجوق گیارھویں صدی سے چودھویں صدی تک بلاد اسلامیہ کے مختلف علاقوں کے حکمران رہے۔ مشرق وسطی اور وسط ایشیاء ان کے آگے سرنگوں رہا۔ سلجوقوں کی ایک سلطنت کرمان (جنوبی فارس) میں قائم رہی۔ ایک سلجوقی سلطنت شام میں قائم رہی۔ ایک سلجوقی سلطنت دمشق میں قائم رہی۔ اور ایک سلجوقی سلطنت روم یعنی انطولیہ میں قائم رہی۔ یہی روم بعد میں

ترکی کے نام سے معروف ہوا۔ یہاں سلجوق 1307ء تک قونیہ کو دارالخلافۃ بنا کے حکومت کرتے رہے۔ ان کو سلاجقہ روم کہا جاتا ہے۔[1]

فقیہ ابو نصر محمد بن عبد المالک بخاری حنفی "ملاذ کرو" کے معرکہ میں الپ ارسلان (1029-1072ء) کی رہنمائی کی[2]۔ یہ معرکہ 463ھ (1070) روم کا بادشاہ ڈومانوس (Romanos IV Diogenes) (1032-1072) تھا۔ عیسائی لشکر کی تعداد ایک لاکھ جبکہ اسلامی لشکر پندرہ ہزار کی تعداد میں تھا۔ اس مقابلے میں مسلمانوں کو حنفی عالم محمد بن عبد الملک کے بہترین مشوروں اور راتوں کو ان کی عبادت وانابت کی وجہ سے اللہ نے کامیابی عطا کی۔ اس کے بعد الپ ارسلان نے ان کو ہمیشہ ساتھ رکھا۔ ہر معاملے میں ان سے شرعی رہنمائی لیتا۔ انہی کی فقہ پہ اس سلطنت میں فیصلے ہوتے[3]۔ چونکہ یہ سلجوقی حکمران تھے۔ اور سلجوقی کی ریاست بعد میں عثمانی سلطنت کا حصہ بنی۔ اور یہی عثمانی سلطنت بعد میں جمہوریہ ترکی بنا۔ لہذا صدی سے زیادہ عرصہ یہاں حنفیت ہی غالب رہی۔ اس لیے لوگ اسی فقہ کو زیادہ جانتے اور اس فقہ کے حساب سے ہی معاملات کرتے چلے آرہے ہیں۔[4]

نظام الملک طوسی: اصل نام حسین بن علی (1092-1018ء) یہ سلطان الپ ارسلان (1072-1029ء) اور اس کے بیٹے ملک شاہ (1092-1055ء) کا وزیر رہا۔ اس کی زمانے میں اس کی معاملہ فہمی اور ذہانت سے سلجوقی سلطنت اپنے پاؤں جمانے میں کامیاب ہوئی۔ اس نے بغداد میں مدرسہ نظامیہ بغداد، نیشاپور میں اور طوس میں دینی درسگاہیں قائم

[1] ۔ مجهول - من أهل القرن السابع الهجري، تعريب: محمد سعيد جمال الدين، أخبار سلاجقة الروم = مختصر سلجوقنامه – تعريب، الناشر: المركز القومي للترجمة، القاهرة، الطبعة: الثانية، 2007 م،ص408- 420

[2] ۔ ابن كثير، اسماعيل بن عمر بن كثير،البداية والنهاية، دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، ط1، 1997،ج12، ص108

[3] ۔ الذهبي، محمد بن احمد بن عثمان، التاريخ الإسلام(حوادث ووفيات)،دارالكتاب العربي، ط1990 ء، 461، 470، ص2

[4] ۔ محمد بن الحسن الحجوي، الفكؤ السامي في تاريخ الفقه الاسلامي،ط1،مكتبة دار التراث القاهرة،1396ھ،ج2،ص169

کیں۔اس کی مجلس علماء وفقہاء سے سجی رہتی تھی۔اس کی بنائی گئی درس گاہوں میں صدر مدرس حنفی علماء تھے[1]۔ جن سے آگے حنفیت کے فروغ وارتقاء کا سلسلہ چل نکلا۔دور دراز کے شہروں سے لوگ یہاں آکر تعلیم حاصل کرتے۔ اور پھر واپس جاکر اپنے علاقوں میں دروس کے حلقے قائم کرتے۔ اس طرح حنفی مذہب بلاد اسلامیہ کے دور دراز علاقوں میں پہنچنا شروع ہوا۔[2]

آق سنقرالبرسقي: یہ سلطان محمود سلجوقی کے بہترین قائدین میں سے تھا۔موصل کا امیر بھی تھا۔صلیبیوں کے خلاف جہاد کیا۔520ھ میں باطنیوں نے مسجد میں شہید کیا۔ترکی غلام نسل کے تھے۔اہل علم تھے۔مذھبا حنفی تھی۔ ان کی شجاعت اور خوش اخلاقی سے ایک بڑا طبقہ متاثر تھا۔ان علاقوں میں حنفیت کے فروغ میں ان کا بھی حصہ ہے۔یہ نورالدین محمود کے جد امجد میں سے تھا۔ جس نورالدین کی اولاد نے صلاح الدین ایوبی، ظاہر بیبرس اور قلادون کے ذریعے صلیبیوں کے مقابلے کی ٹھانی[3]۔

دوسرے عثمانی حاکم اور خان کا بھائی علاء الدین صاحب فکر حنفی عالم دین اور صوفی بزرگ تھا۔یہ ریاست کے مذھبی معاملات میں نظم دیکھا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے ریاستی مذہب بھی حنفی تھا۔اور انہوں نے ملک میں دینی ادارے قائم کیے۔جہاں حنفی مذہب کے اصولوں پر تعلیم دی جاتی تھی۔خلافت عثمانیہ میں حنفیت کے فروغ وارتقاء میں ان کا حصہ بھی شامل ہے[4]۔

---

[1] ۔ الذهبي، محمد بن احمد بن عثمان، سير أعلام النبلاء،دار الحديث القاهره، ط2006 ء،ج19، ص94

[2] ۔ ابن خلدون ،عبد الرحمن بن محمد بن محمد،ولي الدين الحضرمي الإشبيلي ، ديوان المبتدأ والخبر في تاريخ العرب والبربر ومن عاصرهم من ذوي الشأن الأكبر(تاريخ ابن خلدون)، دار الفكر، بيروت،ط2، 1998ء،ج1،ص18-45

[3] ۔ ابن كثير، اسماعيل بن عمر بن كثير، البداية والنهاية، ج12 ، ص157

[4] ۔ زياد ابو غنية ،جوانب المضيئة في تاريخ العثمانيين الاتراك،ص 147

ملا داؤد قیصری(م:751ھ) اور تاج الدین کرد حنفی [1] (775ھ)(عبدالقادر بن محمد العقیلی) مدرس علماء تھے۔انہوں نے فقہ حنفی کی بہت خدمت کی۔ کتابیں بھی تصنیف کیں۔ دروس کے حلقے بھی قائم کیے۔ حنفیت کے فروغ وارتقاء میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

عباسی خلافت ، سلجوق سلطنت اور عثمانیہ خلافت میں مملکتی مذہب حنفی رہا۔ انہی کے قاضی مقرر ہوتے رہے [2]۔ اسی طرح ان زمانوں میں حنفی علماء نے اپنی مذہب کے دلائل، ترجیحات وغیرہ کو نئے اسلوب میں تحریر کیا۔ قوانین عدالت فقہ حنفی کی روشنی میں مرتب ہوئے۔ ان سارے امور کی وجہ سے فقہ حنفی کا فروغ وارتقاء کسی بھی زمانے میں تعطل کا شکار نہیں رہا۔ بلکہ جدید سے جدید مسائل کے حل کے لیے فقہ حنفی کے اصولوں کی روشنی میں آراء پیش کیں ۔جنکی عملی تطبیق بھی آسان اور عام فہم تھی [3]۔

مجلۃ الاحکام العدلیۃ اور شیوخ الاسلام:

جب 1923ء میں خلافت عثمانیہ کے سقوط کا اعلان ہوا۔ اور مصطفی کمال اتاترک نے ترکی کے جمہوری اور سیکولر سٹیٹ ہونے کا اعلان کیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ملک بھر میں قائم دینی ادارے ختم کر دیے۔ مساجد بھی کم کر دیں۔ اور جن علماء کو خلافت نے دینی رہنمائی کی ذمہ داری سونپی تھی، ان علماء کو معزول کر دیا گیا۔ لیکن اس سب کے باوجود ملک بھر کی اکثریتی عوام سنی حنفی تھی۔ لہذا انہوں نے جو بنیادی دینی تعلیم اپنی اولادوں کو دینے کے لیے ترتیب بنائی، وہ حنفی مذہب کے مطابق تعلیم تھی۔ اسی طرح عوام کے احتجاج کی وجہ سے ترکی سیکولر

[1] ۔ ا بن قُطلُوبغا ، زين الدين قاسم بن قُطلُوبغا السودوني الحنفي، تاج التراجم، دار القلم – دمشق،ط1، 1992،ج2،ص195

[2] ۔ محمد بن اليخ خليفة بن احمدالنبهائي الطائي،التحفة النبهائية في تاريخ الجزيرة العربية،داراحياءالعلوم بيروت،ط1، 1986،ص66

[3] . Branon Wheeler, Applying the Canon in Islam: The Authorization and Maintenance of Interpretive Reasoning in Ḥanafī Scholarship,(Newyork: SUNY Press,United state1996),12-39

اسٹیٹ نے کچھ یونیورسٹیوں میں اسلامک ڈیپارٹمنٹ قائم کیے۔ وہاں جو حضرات پروفیسر منتخب کیے گئے۔ وہ بھی سارے حنفی المذہب تھے۔ اسی طرح یونیورسٹی کی سطح پر جو تحقیقی کام منظر عام پر آیا۔ اس میں حنفیت کا رنگ غالب تھا[1]۔

جدید ترکی میں فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء میں ایک اہم کردار خلافت کے اس عمل کا بھی ہے ۔سلطان عبد العزیز بن محمود ثانی کی خلافت کا زمانہ تھا۔ اور جودت پاشا جو معارف عمومیہ کے ناظم اور وزیر بھی تھے کے تحت یہ کام ہوا۔ جب انہوں نے کمیٹی بنائی۔ جس کا کام عدالتی نظام کو فقہ حنفی کے تابع کر کے شرعی احکام کو قانونی شکل میں ترتیب دینا تھا۔ یہ کام 1285 ہجری بمطابق 1869 عیسوی میں شروع ہوا۔ اور سترہ سال کی انتھک محنت سے 1293 ہجری بمطابق 1876 عیسوی کو پایا تکمیل کو پہنچا۔ جس میں ابتدائی طور پر تمام شرعی مسائل اور مالی معاملات کو قانونی دفعات کے تحت لکھا گیا تھا[2]۔ اس طرح 1851 قانونی دفعات تیار ہوئیں۔ اور اس کا نام "مجلۃ الاحکام العدلیۃ" تجویز ہوا۔[3]

اس قانونی مجموعہ کے تحت خلافت کی عدالتیں فیصلہ دیتی رہیں۔ اداروں میں اس کو پڑھایا جاتا رہا۔ جب جدید ترکی کی بنیاد رکھی گئی تو یہ مجموعہ عدالتوں سے ختم کیا گیا۔ لیکن اس وقت کے قاضی بھی حنفی تھے اور ترکی میں قضاۃ کے لیے اس کے علاوہ اور متبادل بھی نہیں تھا۔ متبادل تیار کرنے تک بھی اس نے وہاں کی فضا میں اپنا گہرا اور دیرپا اثر چھوڑا۔ جس کی وجہ سے جب جدید ترکی نے غیر اسلامی قوانین کو ملکی آئین کے ذریعے نافذ کرنا چاہا تو ایک بہت بڑی عوام نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔[4]

---

1 . Coulson, Noel J. A History of Islamic Law.(Edinburgh: Edinburgh University Press,1994), 1-9

2 ۔ الآقطوغاني،يونس وهبي ياور، حركة التجديد في تقنين الفقه الاسلامي(مجلة الاحكام العدلية وقوانين ملاقا الإسلامية كمثال تجريبي،دار الكتب العلمية بيروت، 1971ء،

3 ۔د. علي جمعة، المدخل لدراسة الشريعة الاسلامية،المعهد العالمي القاهرة،ط1، 1996ء،ص160

4 . Istar Gozaydin and Ahmet Erdi Ozturk, The Management of Religion in Turkey, (Ankara:Turkey institute, 2014), 6-20

جب کہ یہ مجموعہ قوانین 1951ء تک عراق کی عدالتوں میں نافذ رہا۔[1] اور سقوط خلافت کے بعد کئی علماء سزاؤں اور جلاوطنیوں کی وجہ سے مصر، شام اور عراق منتقل ہوئے۔ وہاں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب ترکی کے حالات میں معتدل تبدیلی آئی تو ان میں سے کچھ لوگ لوٹ آئے۔ اس طرح فقہ حنفی کے ساتھ ان کا تعلق باقی رہا۔ اور انہوں نے لوگوں کی رہنمائی اسی فقہ کے مطابق کی۔

شیخ الاسلام خلافت عثمانیہ میں ایک اہم سرکاری عہدہ تھا۔ اس منصب پر فائز شخص کی اہمیت سب سے زیادہ ہوتی تھی۔ جس کے مجلس میں داخل ہونے پر سلطان بھی کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ اس منصب کی اہلیت دینی علوم میں صحیح درجہ کی مہارت کے ساتھ ساتھ تقوی وورع میں بھی ممتاز ہونا تھی۔ اور یہی شخص قاضی القضاۃ بھی ہوتا تھا۔ سب سے پہلے شیخ الاسلام (خلافت عثمانیہ) کا اعزاز شمس الدین الفناری (م1425ء) کو سلطان مراد ثانی کے زمانے میں عطا ہوا۔ سولھویں صدی عیسوی میں اس منصب کو زیادہ اہمیت مل گئی۔ کیونکہ مفتی اور قاضی کے تقرر کے ساتھ ساتھ تدریس وقضا کے اداروں کی سربراہی اور خلیفہ کی مجلس دیوانی میں خصوصی دعوت بھی اس منصب کو حاصل ہو گئی۔ اس صدی میں شیخ زنبیلی علی آفندی (م:1526ء)، شیخ ابن کمال پاشا (م:1534ء)، شیخ ابو سعود آفندی (م:1574ء) اس منصب پر براجمان رہے۔[2]

اس منصب کی اہمیت کے پیش نظر لوگ اپنی اولادوں کو دینی تعلیم دیتے تھے۔ تاکہ وہ دین دار ہونے کے ساتھ ساتھ اس منصب جلیل پر فائز بھی ہو سکیں[3]۔ لہذا خلافت کے سقوط کے زمانے میں دینی تعلیم کے اداروں میں کافی تعداد تعلیمِ دین میں مصروف تھی اور یہ تمام

---

[1] ۔ د. علي جمعة، المدخل لدراسة الشريعة الاسلامية، ص60-61
[2] ۔ مجلة الاجتهاد عدد 3 ربيع 1989 خالد زيادة- دورفئة الكتاب والاداريين في علمنة الدولة العثمانية ص169
[3] ۔ عصام محمد،قاضي القضاء في الاسلام، دار النهضة بيروت،ص15

ادارے فقہ حنفی کے مطابق دینی تعلیم دیتے تھے۔ مصطفی کمال کے جب یہ ادارے ختم کیے تو طلبہ گھروں کو لوٹ گئے۔ لیکن ان کی زندگی میں فقہ حنفی کا اثر باقی رہا۔

1914ء میں سرکاری عہدہ شیخ الاسلام کے تحت ایک دارالفتوی قائم کیا گیا۔ اس دارالفتوی میں نامور مفتیان کرام تشریف فرما ہوتے۔ اور جدید پیش آمدہ مسائل پر اپنی اپنی آراء کا اظہار کرتے۔ جو رائے سب سے زیادہ موزوں ہوتی اسے تحریر کر لیا جاتا۔ پھر ملکی معاملات میں اس سے رہنمائی لی جاتی۔ اس میں کبھی کبھار فقہ حنفی کے مخالف رائے بھی کتابت کا حصہ بنتی [1]۔ اس عمل پر لوگوں کا اعتماد بڑھتا رہا۔ لوگوں میں اس کے اثرات بھی پیدا ہوئے اور لوگوں کا فقہ حنفی سے رشتہ مزید مضبوط ہوا۔ اس کا اثر خلافت کے بعد اب تک بھی دیکھا جاتا ہے۔ لوگ اب بھی دینی رہنمائی کے لیے علماء کرام کو ہی تلاش کرتے ہیں۔

ابوالھدی الصیادی محمد بن حسن وادی بن علی بن خزام الصیادی الرفاعی الحسینی (1266ھ-1328ھ /1849-1909ء) یہ سلطان عبدالحمید کے زمانے میں دولت عثمانیہ کے شیخ المشائخ تھے [2]۔ آل بیت میں سے تھے۔ بڑے اجل علماء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ یہ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان سے لوگوں کو بڑی عقیدت تھی۔ لہذا جدید ترکی میں بھی جب تک عربی رسم الخط پڑھنے والے لوگ باقی تھے۔ ان کی کتابیں شوق سے پڑھی جاتی تھیں۔ اس بناء پر بھی لوگوں کا تعلق فقہ حنفی سے باقی رہا۔

امین الجندی المفتی: یہ 1229ھ بمطابق 1814ء میں شام کے شہر معرۃ النعمان میں پیدا ہوئے۔ عثمانی خلافت میں یہ مجلس شوری کے رکن تھے۔ پھر دمشق کی عدالت عظمی کے صدر قاضی کا منصب عطا ہوا۔ انہیں ترکی زبان پر مکمل عبور تھا۔ ان کی کتابوں سے ترکی لوگ استفادہ کرتے رہے۔ چونکہ یہ صدر مفتی تھے۔ اس لیے ان کے فتاوی مرتب بھی ہوئے اور ان کو

---

1 ۔ بدر ابراهيم احمد فراج، دور الدولة العثمانية في نشر المذهب الحنفي في افريقا،ص8
2 ۔ البرت حوراني، الفكر العربي في عصر النهضة ، دار النهار بيروت،1977ء،ص47

شہرت بھی ملی۔ انہوں نے ترکی کی تاریخ پر کتاب بھی لکھی۔ "یقظة الاسلام في التركيا" یہ کتاب بھی انہوں نے لکھی۔ جس میں ترکی کے اندر اسلام کی تحریک جدید پر بات کی۔ یہ کتاب دارالانصار بالقاہرۃ سے شائع ہوئی۔ ان کی ایک اہم کتاب "کتاب فی الفتاوی" ہے۔ اس میں انہوں نے فتوی کی تاریخ اور فتوی دینے کے اصول ضوابط اور فقہ حنفی کی فتاوی کی مشہور کتابیں اور خلافت عثمانیہ میں فتوی کی ترتیب پر روشنی ڈالی۔ یہ کتابیں فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء میں اہم حیثیت کی حامل ہیں۔[1]

احمد شاکر الکبیر: احمد شاکر بن خلیل الزعفرانبولی الجولانی الحسینی (م1898ء)۔ یہ پانچ سو سے زیادہ علماء کے مربی ہیں۔ محمد سعید ابن محمد شاکر الباطومی، احمد الجایرلی، عبد الفتاح الداغستانی ،احمد حمدی الجہار شبنوی، شیخ الاسلام محمد نوری، العلامۃ محمد زاہد الکوثری۔ یہ نامور جید علماء ان کے تلامذہ ہیں۔ ان کے شاگردوں ،خاص طور پر محمد زاہد الکوثری نے فقہ حنفی کے فروغ و ارتقاء کے لیے نمایاں خدمات سر انجام دی ہیں۔ احمد شاکر الکبیر ترکی میں ہی محمد الفاتح کے مقبرہ کے احاطہ میں ہی دفن ہوئے۔[2]

محمد سعید البانی: یہ فقیہ اور مفکر تھے۔ مکمل نام محمد سعید بن عبد الرحمن بن محمد۔ بکری العطار اور احمد ابن حسن الشطی اور ان کے علاوہ کثیر علماء سے علم حاصل کیا۔ عربی اور ترکی کے زبردست عالم تھے۔ ترکی اور عربی صحائف اور مجلات میں ان کے بہت مضامین شائع ہوئے ۔ مختلف علاقوں میں خلافت عثمانیہ کی طرف سے مفتی فائز رہے۔ خلافت کے بعد ترکی اور عربی میں مضامین لکھنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ ترکی میں اسلامی تحریک کی بیداری اور فقہ حنفی کے مطابق مسائل کا حل بتانے میں ان کا کردار مسلم رہا ہے۔ ان کی ایک اہم کتاب "عمدۃ التحقیق

[1] ۔ مصنف مبرة الآل والاصحاب،أعلام الحنفية،مكتبة الوطنية الكويت،ط1، 2011ء،ص128-129

[2] ۔ زكي محمد مجاهد،الاعلام الشرقية في المائة الرلبعة عشرة الهجرية، منشورات دار العرب الاسلامي بيروت،ط2، 1994م،ج1،ص267

فی التقلید والتلفیق" استنبول سے شائع ہوئی ہے۔ ترکی میں فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء میں ان کا نام بھی نمایاں ہے۔ 1933ء میں دمشق میں ان کا انتقال ہوا۔[1]

محمد عارف الجویجاتی (م1976ھ): یہ بھی ترکی، انگریزی، فرانسیسی اور مادری زبان عربی کے بہت ماہر تھے۔ دمشق میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ایک کتاب لکھی۔ جس نے فقہ کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ کتاب کا نام "المعلومات الضروریۃ فی المعاملات الشرعیہ" جو دارالفکر العربی بیروت سے 1429ء میں شائع ہوئی۔[2]

محمود الحمزاوی (م1888ء): یہ دمشق میں پیدا ہوئے اور وہیں انتقال ہوا۔ لیکن یہ استنبول ترکی گئے۔ وہاں بہت سے علماء نے ان سے استفادہ کیا۔ ان کی کتابیں ترکی میں بھی شائع ہوئیں۔ بہت بڑے مفتی اور عالم تھے۔ کئی عدالتوں کے قاضی رہے۔ ان کی مشہور کتابیں درج ذیل ہیں۔

الفتاوی الحمزاویہ، الفتاوی النظم (مطبوع)، نظم الجامع الصغیر للام محمد بن الحسن، قواعد الاوقاف (مطبوع) الفرائد البھیۃ فی القواعد الفقیھۃ، فتوی الخواص فی حل ما صید بالرصاص (مطبوع)۔ انہوں نے غیر منقوط تفسیر بھی لکھی جو "دارالاسرار" کے نام سے چھپ چکی ہے۔[3]

محمد ابوالیسر عابدین: دمشق میں 1890ء میں پیدا ہوئے۔ فقہ حنفی کے بڑے عالم اور مفتی تھے۔ ترکی زبان کے ماہر تھے۔ ترک لوگوں سے مراسم تھے۔ خط وکتابت کے ذریعے ان سے وعظ ونصیحت اور مسائل کا حل بتایا کرتے تھے۔ شام کے مفتی شیخ محمد شکری الاسطوانی کے

---

[1] ۔ محمد مطیع الحافظ،و نزار اباظۃ، تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الھجری ،دارالفکر دمشق،ط1، 1412ھ، ، ج1،ص465

[2] ۔ محمد مطیع الحافظ،و نزار اباظۃ، تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الھجری، ج2،ص914

[3] ۔ محمود أفندي الحمزاوي حياته وآثاره، محمد وائل الحنبلي،رسالة تخرج في معهد الفتح الاسلامي عام1421ھ

1954ء میں انتقال کے بعد متفقہ طور پر مفتی کونسل اور سپریم اسلامی کونسل کے سربراہ منتخب ہوئے۔ 1981ء میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کی تصانیف کثیرہ ہیں۔ ان میں سے جن کتابوں نے ترکی کے اندر فقہ حنفی کے حوالے سے کردار ادا کیا۔ وہ یہ ہیں۔

کتاب الاحوال الشخصیۃ، مجموعۃ فتاوی، کتاب الفرائض، اصول الفقۃ۔[1]

محمد مرشد عابدین: (1909ء- 2007ء) یہ بھی شامی عالم ہیں۔ بڑے فقیہ اور مفتی حنفی گزرے ہیں۔ دمشق، الحسکہ، النبک اور دوما میں یہ قاضی کے منصب پر فائز رہے ہیں۔ ترکی کے پڑوس میں ہونے کی وجہ سے ترکی کے لوگوں میں ان کی شہرت تھی۔ اور ترکی میں دینی علوم کی طرف مائل لوگ ان کی کتابوں سے استفادہ کرتے تھے۔ جبکہ کئی ترک ان کے پاس آکر بھی ان سے استفادہ کرتے رہے۔ مرشد الحیران الي بحوث القرآن (3 مجلدات) اور عون السالک علي أعمال المناسک ان کی مشہور تصانیف میں سے ہیں۔[2]

محمد صدیق گیومُش (M.Sıddık Gümüş)(hüseyin hilmi işık)(2001-1900):

یہ ترکی اسلامی سکالر ہیں۔ ان کی کتابوں نے فقہ حنفی اور اسلامی علوم کی بڑی خدمت کی ہے۔ ترکی میں فقہ حنفی کے فروغ و ارتقاء میں ان کی کتابیں نمایاں کردار کی حامل ہیں[3]۔ ان کی کتابیں انگریزی اور ترکش زبان میں ہیں۔ چند اہم کے نام درج ذیل ہیں۔

"Miftah ul janna, Advice for Muslim,Kitab Us salat, islam's Reformers, The proof of Prophit hood, Se'âdet-i Ebediyye Endless Bliss ets."

[1] ۔ محمد مطیع الحافظ،و نزار اباظة، تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الھجری، ج2،ص968

[2] ۔ محمد مرشد عابدین،الدر الثمین في نسب السادة الطاهرين، دار النعمان دمشق،ط1، 1422ھ،ص214

[3] . http://www.hakikatkitabevi.com/default.htm (in English) (in Turkish)20-7-2019,1:56am

کتب حنفیہ پر حواشی اور تحقیقی کام:

الفقه الاکبر بروایۃ ابنه حماد: اس کتاب پر ایک تحقیقی کام نائب شیخ الاسلام سلطنت عثمانیہ علامہ زاہد الکوثری (م1371ھ) نے کیا۔ اور اس کی شرح ایک حنفی عالم نے لکھی جو ترکی ہجرت کر گئے تھے۔ پھر وہیں زندگی گزاری۔ ان کا نام "شیخ نضال بن ابراہیم آلہ رشی" ہے۔ انہوں نے الفقه الاکبر کی جو شرح لکھی۔ اس کا نام "البدر الانور شرح الفقه الاکبر" ہے۔

اسی طرح فقہ حنفی کے مشہور فقیہ امام نور الدین الصابونی (م570ھ) کی ہدایہ کی شرح "الكفاية في الهداية" کو دار ابن حزم "مرکز البحوث الاسلامیۃ استنبول" سے 2014ء میں ترکی سکالرو محقق "استاد دکتور محمد آردشتی" کی تحقیق سے شائع کیا گیا۔

اسی طرح "امام ابو المعین نسفي" کی کتاب "تبصرۃ الادلۃ" کو جامعہ انقرہ ترکی کے کلیہ الھیات کے محکمہ دینی سے "استاد دکتور حسین اتاشی" کی تحقیق سے 1990ء میں شائع کیا گیا۔

اسی طرح امام ابو منصور ماتریدیؒ کی مشہور زمانہ تالیف "کتاب التوحید" ترکی کے دو محققین سکالرز "استاد دکتور بکر طوال اوغلی اور استاد دکتور محمد آردشتی" کی تحقیق سے استنبول سے شائع کیا گیا۔

اوپر مذکورہ تمام تفصیل وفاق المدارس کے ماہنامہ مجلہ سے مولانا مدثر جمال تونسوی صاحب کے مضمون "علمائے ماتریدیہ کی چند اہم اعتقادی تصانیف" سے اخذ کی گئی۔[1]

یہ تمام تحقیقات و حواشی فقہ حنفی سے مناسبت و تعلق رکھتے ہیں۔ دو تو خصوصاً فقہ الاکبر اور الکفایۃ پر تحقیقات تو فقہ حنفی سے ہی متعلق ہیں۔ یہ تمام کتب ترکی سے شائع ہوئی ہیں۔ لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ فقہ حنفی کے نشر، فروغ اور ارتقاء اس طرح بھی ہوا ہے کہ فقہ کی پرانی کتب پہ نئے محققین نے اپنے حواشی و تحقیقات تحریر کی ہیں۔ اسی طرح پاکستان سے "مجلۃ وفاق

---

[1] ۔ مدثر جمال، مولانا، علمائے ماتریدیہ کی چند اہم اعتقادی تصانیف، ماہنامہ وفاق المدارس العربیہ ملتان، شمارہ 10، شوال المکرم 1440ھ، جون 2019ء

المدارس العربیۃ باکستان (العربي)" میں بھی ایک مضمون " التعلیم الدیني في ترکیا ...بین الماضي والحاضر " شائع ہوا ہے۔ جس میں ترکی میں دینی تعلیم کے حوالے سے معلومات ملتی ہیں۔[1]

پروفیسرز کے مقالہ جات اور فقہ حنفی کا فروغ وارتقاء:

ترکی کی یونیورسٹیوں کے پروفیسرز نے جب بھی فقہی معاملات میں کوئی تحریر کی تو حنفی فقہ کا لازمی حوالہ دیا۔ جس کی وجہ سے ترکی میں حنفی فقہی کا اثر رسوخ اپنی شناخت برقرار رکھے ہوئے ہیں۔اسٹیریلیا کی یونیورسٹی Deakin University میں ترکی پروفیسر احسن یلماز[2] (Ihsan Yilmaz) نے اس موضوع پر کئی مقالے تحریر کیے۔ جن میں اسے کچھ کے نام درج ذیل ہیں۔

1. " Beyond Post-Islamism: Transformation of Turkish Islamism Toward 'Civil Islam' and Its Potential Influence in the Muslim World "

اسلام کے بعد سول اسلام کی طرف ترک اسلامیت کی تبدیلی اور مسلم دنیا میں اس کے ممکنہ اثرات

یہ آرٹیکل یورپین جرنل آف اکنامکس اینڈ پولیٹیکل سٹڈی والیم 4، نمبر 1، 2011ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ اس میں بھی انہوں نے فقہ حنفی کے قوانین کا اطلاقی رجحان ترکی میں کے حوالے سے گفتگو کی ہے۔

---

1 ۔ محمد زاهد جول، التعليم الديني في تركيا ...بين الماضي والحاضر، مجلة وفاق المدارس العربية باكستان(العربي)،العدد الثالث،السنة الاولي،رجب-شعبان-رمضان1439ه/نيسان-أيار-حزيران2018م

2 . Research Chair in Islamic Studies and Intercultural Dialogue, Faculty of Arts and Education, Alfred Deakin Institute, Melbourne Burwood Campus,Deakin University Australia,
Qualification:Doctor of Philosophy,University of London,1999 Bachelor of Arts, Bogazici University, Turkey 1994

2. "AK Party Between Post-Islamism and Non-Islamism: A Critical Analysis of the Turkish Islamism's Transformation"

اسلام پسند پارٹی (عدالت اینڈ جسٹس پارٹی) اور غیر اسلام پسند کے درمیان ترک اسلامیت کی تبدیلی کا ایک تنقیدی جائزہ۔

اس آرٹیکل میں بھی احسن یلماز نے عدالت اینڈ جسٹس پارٹی کی اسلام کی طرف بڑھت اقدام اور ان کی ترکی قوانین میں فقہی عملی تبدیلیوں پہ گفتگو کی ہے۔

3. "State, Law, Civil Society and Islam in Contemporary Turkey"

ہم عصر ترکی میں ریاست، قانون، سول سوسائٹی اور اسلام

اس آرٹیکل میں بھی فقہ حنفی کے حوالے سے قوانین ترکی سے متعلق گفتگو کی گئی ہے۔

4. "Secular Law and the Emergence of Unofficial Turkish Islamic Law"

سیکولر قانون اور غیر سرکار ترکی اسلامی قانون کا ظہور

احسن یلماز کے اس آرٹیکل میں عام عوام میں عملی تطبیق فقہی کے حوالے سے فقہ حنفی کی اکثریت کا بیان ہے ۔یہ آرٹیکل مڈل ایسٹ جرنل والیم 56، نمبر1، ص113-131، ونٹر 2002ء میں شائع ہوا۔

5. "Muslim Laws, Politics and Society in Modern Nation States: Dynamic Legal Pluralisms in England, Turkey and Pakistan"

جدید قانونی ریاستوں میں مسلم قوانین ،سیاست اور معاشرہ: انگلینڈ، ترکی اور پاکستان میں متحرک قانونی اجتماعیت

اس آرٹیکل میں بھی احسن یلماز نے پاکستان، ترکی اور انگلینڈ کے معاشرہ میں اسلامی قوانین اور اس کی فقہی حیثیت کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ ترکی میں حنفیت کے اثر و نفوذ کے حوالے سے بھی بحث کی ہے۔

6. "Kemalizm'den Erdoganizm'e: Turkiye'de Din, Devlet ve Makbul Vatandas (From Kemalism to Erdoganism: Religion, State and Palatable Citizen in Turkey)"

ترکی میں مذہب، ریاست اور لچکدار شہری (مصطفی کمال سے طیب اردوان تک):

یہ بھی احسن یلماز کا آرٹیکل ہے۔ اس آرٹیکل میں انہوں نے مصطفی کمال اور رجب طیب اردگان تک ترکی کے اندر سیکولر تبدیلی اور مذہبی تبدیلی سے متعلق گفتگو کی ہے۔ یہ آرٹیکل

" Kemalizm'den Erdoganizm'e, İhsan Yılmaz, Ufuk Yayınları, 2015"

میں شائع ہوا ہے۔

7. "Influence of Pluralism and Electoral Participation on the Transformation of Turkish Islamism"

ترک اسلامیت پر اکثریت اور انتخابی اشتراکیت کی تبدیلی کا اثر:

اس آرٹیکل میں بھی احسن یلماز نے ترک کے اندر اسلام کے عملی اثر پر گفتگو کی ہے۔ یہ آرٹیکل جرنل آف اکنامکس اینڈ سوشل ریسرچ والیم 10، نمبر2، 43-65، 2008ء میں شائع ہوا ہے۔

8. "Marriage Solemnization Among Turks in Britain: The Emergence of a Hybrid Anglo-Muslim Turkish Law"

برطانیہ میں ترکوں کے مابین شادی کا تذکرہ: ہائبرڈ اینگلو مسلم ترک قانون کا ظہور

اس آرٹیکل میں بھی مذکورہ قانون کے حوالے سے فقہ حنفی کے قانون کا بیان بھی کیا گیا ہے ۔یہ آرٹیکل جرنل آف مسلم آفیئرز، والیم 24، نمبر 1، اپریل 2004ء میں شائع ہوا۔

9. "Islamist Third Worldism in Turkey: Erbakan's National Outlook (Milli Gorus) Movement"

ترکی میں اسلام پسندوں کی تیسری دنیا: اربکان کی قومی ویژن (ملی گورس) تحریک۔

اس آرٹیکل میں احسن یلماز نے ملی گورس تحریک کے کردار اور اربکان کی پارٹی کے ترکی ذہنیت پر اثرات کو بیان کیا ہے اس آرٹیکل میں بھی حنفیت کے حوالے سے مختصر گفتگو کی گئی ہے۔

10. “ Potential Impact of the AKP's Unofficial Political Islamic Law on the Radicalization of the Turkish Muslim Youth in the West ”

عدالت اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی کے غیر رسمی سیاسی اسلامی قوانین کے مغرب میں ترک مسلمانوں کی بنیاد پرستی پر ممکنہ اثرات کا جائزہ:

اس آرٹیکل میں بھی فقہ حنفی کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے [1]۔

11. “ Semi-Official Turkish Muslim Legal Pluralism: Encounters between Secular Official Law and Unofficial Shari’a ”

نیم سرکاری ترک مسلم قانونی برتری: رسمی سیکولر قانون اور غیر رسمی شریعت کے مابین ٹکراؤ۔

اس آرٹیکل میں بھی ترکی کے اندر شرعی قوانین کا سیکولر قوانین سے تضاد کو بیان کیا گیا ہے [2]۔ ظاہر بات ہے کہ شرعی قوانین میں ترکی کے اندر تفوق حنفیت کو ہی حاصل ہے۔

Beatrice Hendrich بھی جرمنی کی ایک پروفیسر ہیں جنہوں نے ترکی کے اندر مذہبیت اور روحانیت کے حوالے سے ایک آرٹیکل لکھا۔ جس میں انہوں نے فقہ حنفی کے ساتھ ترکی کے

---

[1] . Ihsan Yilmaz, Potential Impact of the AKP’s Unofficial Islamist Law on the Radicalization of the Turkish Muslim Youth in the West, in Theological and Sociological Perspectives on Terrorism and Violent Extremism. Fethi Mansouri and Zuleyha Keskin (eds). Singapur: Palgrave. 2018

[2] . Ihsan Yilmaz, Semi-Official Turkish Muslim Legal Pluralism: Encounters between Secular Official Law and Unofficial Shari’A, in A. Possamai et al. (eds.), The Sociology of Shari’a: Case Studies from around the World, Boundaries of Religious Freedom: Regulating Religion in Diverse Societies (2015)

لوگوں کے گہرے تعلق کو بھی بیان کیا[1]۔ اس طرح کے آرٹیکلز بھی جدید ترکی میں فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء کا سبب بنتے ہیں۔

Siegbert Uhlig نے بھی حنفیت کے حوالے سے ایک آرٹیکل لکھا۔ جس میں وسطی ایشاء کے ممالک میں حنفیت کے فروغ کے حوالے سے گفتگو کی۔[2]

ترکی کے اندر حجاب، نکاح وطلاق، منگیتر کا مصافحہ، طہارت کے لیے ٹشو پیپر کا استعمال اور اس جیسے کئی فقہی مسائل کے حل کے لیے دیانت کے مفتیان کرام نے جب بھی کوئی فتوی دیا تو ساتھ میں فقہ حنفی کے حوالے سے بھی اس سے متعلق گفتگو کی۔[3]

اسی طرح Baki Tezcan جو کہ Davis کی یونیورسٹی آف کیلی فورنیا کے پروفیسر ہیں۔ انہوں نے بھی ایک آرٹیکل لکھا جس کی وجہ سے حنفیت کے فروغ پر اچھا اثر پڑا۔ وہ آرٹیکل یہ ہے۔

12. "Hanafism and the Turks in al- Ṭarasūsī's Gift for the Turks (1352)"

اسی طرح ایک آرٹیکل جورجیا کی دو پروفیسروں نے لکھا۔ جس میں ترکی کی مذہبی تعلیم کو تین ادوار میں بیان کیا۔ پہلا دور 1923ء سے 1982ء تک، دوسرا دور 1982ء سے 1995ء تک

---

[1] . Beatrice Hendrich,Introduction – Beyond State Islam: Religiosity and Spirituality in Contemporary Turkey, Contemporary Sufism and the Quest for Spirituality, *European journal of Turkish studies* ,13. 2011_ ejts/4527

[2] . Siegbert Uhlig "Hanafism" in Encyclopaedia Aethiopica: *D-Ha, Otto Harrassowitz Verlag*, Vol 2, (2005), 997–99

[3] . Yuksel-Kaptanoğlu İlknur and Banu Akadli Ergocmen."Early Marriage: Trends inTurkey, 1978-2008'', *Journal of Family Issues*, 35(12)(2014) 1707–1724.

Yilmaz, Ihsan."Islamic Family Law in Secular Turkish Courts'', (London: Routledge2014),148-159.

Yilmaz, Ihsan."Towards a Muslim Secularism? An Islamic 'Twin Tolerations' Understanding of Religion in the Public Sphere'', *Turkish Journal of Politics,* Vol. 3, No. 2,(Dec. 2012), 41-52.

Yilmaz, Ihsan. "State, Law, Civil Society and Islam in Contemporary Turkey", *Muslim World*,95 (2005), 385-411

Yilmaz, Ihsan. "Ijtihad and Tajdid by Conduct: The Gulen Movement'',(Newyork;Syracuse University Press,2003),208-237

Yasa, Ibrahim."Hasanoglan: Socio-Economic Structure of a Turkish Village'',(Ankara:Public Administration Institute1957)

اور تیسرا دور 1995ء سے 2009ء تک بیان کیا۔ اس میں ترکی کی تعلیم میں کیسے ایک دم مذہب کی بے دخلی آئی اور پھر آہستہ آہستہ دوبارا مذہبی تعلیم ترکی کی رسمی تعلیم کا حصہ بن گئی[1]۔ جہاں مذہبی تعلیم قرآن و حدیث سے اہلیان ترکی کا رشتہ مضبوط کر رہی ہے، وہیں یہ تعلیم فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء میں بھی مناسب کردار ادا کر رہی ہے۔

اسی طرح ایک آرٹیکل احسن یلماز نے لکھا جس میں اس نے پاکستان اور ترکی میں اسلامی قوانین کے حوالے سے بات کی جب کہ دونوں ممالک میں حنفیت اکثریت میں ہے۔ یہ آرٹیکل ہے۔[2]

13. "Legal Instrumentalisation, Social Engineering and Islamic Law in Turkey and Pakistan"

ایک آرٹیکل مزید شائع ہوا۔ جس نے 1885-1226ء کے زمانے میں استنبول کے متعدد روپ پر گفتگو کی۔ اور ساتھ ہی اس کی مذہبی حیثیت اور لوگوں کا کس فقہ کے ساتھ تعلق ہے ،اس کو بھی احاطہ تحریر میں لایا۔[3]

ایک آرٹیکل Duben Alan اور اس کے ساتھی cem Behar نے لکھا۔ جس میں انہوں نے استنبول کے گھرانوں، شادی و بیاہ، خاندانی مسائل اور زرخیزی سے متعلق قوانین و مسائل پر گفتگو کی۔ فقہ حنفی کا اس حوالے سے نظریہ بھی حوالہ قرطاس کیا۔ آرٹیکل کا نام "Istanbul household: Marriage, family and fertility,1880-1940" ہے۔ یہ آرٹیکل کیمبرج یونیورسٹی پریس کی طرف سے شائع کیا گیا۔

---

[1]. Giuli ALASANIA & Nani GELOVANI, "Islam and Religious education in Turkey'', *IBSU Scientific Journal, 5 No.2(2001)*, 35-50

[2] . Yilmaz, Ihsan, Legal Instrumentalisation, Social Engineering and Islamic Law in Turkey and Pakistan (November5,2018). Available at SSR: https://ssrn.com/abstract=3278478 or http://dx.doi.org/10.2139/ssrn.3278478

[3] . Behar, Cem. "Polygyny in Istanbul, 1885–1926'', *Middle Eastern Studies*, 27,No.3(1991),477-486

ذیل میں کچھ مزید کتابوں اور آرٹیکل کے نام بمع پبلشر کے لکھے جارہے ہیں۔ جن کے اندر فقہ حنفی کے حوالے سے کلام کیا گیا ہے کہ جمہوریہ ترکی میں فقہ حنفی کس مقام پہ کھڑی ہے۔ اور ملک میں کتنے فیصد لوگ اس کے پیروکار ہیں۔

14. "José Casanova, Public religions in the modern world, Chicago: University of Chicago Press, 1994; Craig"

15. "Bearman, Peri, Rudolph Peters, and Frank E. Vogel, eds. The Islamic School of Law: Evolution, Devolution and Progress. Cambridge, MA: Harvard University Press, 2005."

16. "Hallaq, Wael B. A History of Islamic Legal Theories: An Introduction to Sunni Usul al-Fiqh. Cambridge, UK: Cambridge University Press, 1999."

17. "Christie S. Warren, The Hanfi School, Oxford Bibliographies, DOI:10.1093/OBO/9780195390155-0082, 2013, pp 6-13"

18. " Philip Dorroll, "The Turkish Understanding of Religion": Rethinking Tradition and Modernity in Contemporary Turkish Islamic Thought,Journal of the American Academy of Religion, December 2014, Vol. 82, No. 4, pp. 1033–1069 doi:10.1093/jaarel/lfu061."

19. "Branon Wheeler, Applying the Canon in Islam: The Authorization and Maintenance of Interpretive Reasoning in Ḥanafī Scholarship (Albany, SUNY Press, 1996)."

20. "Nurit Tsafrir, The History of an Islamic School of Law: The Early Spread of Hanafism (Harvard, Harvard Law School, 2004) (Harvard Series in Islamic Law, 3)."

اسی طرح ترکی زبان میں بھی فقہ حنفی اور ماتریدی متکلمین کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے اور اس کا سلفی ازم سے کچھ موازنہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کچھ آرٹیکل کے نام درج ذیل ہیں۔

21. "Bünyamin Duran, "Meşru Demokrasi," Kprü 69 (Autumn 1999)."
22. " Sait Başer, Yahya Kemal'de Türk Müslümanlığı (Istanbul: Seyran, 1998)."
23. "Gündüz Aktan, "Derdimiz Ne? (2)," Radikal, August 31, 2006 and "Geleceğe doğru (3)," Radikal, January 7, 2006."
24. " Avni ضzgürel, "Osmanlı'da Dindar-Laik ˡekişmesi," Radikal, May 14, 2006."
25. " Atılgan Bayar, "Evet Atatürk Matüridi Meşrepti; Teoloji Bilmeyen Niçin Devlet Yṇetemez?" Habertürk, July 11, 2007."
26. " İşcan, Mehmet Zaki, "Türk Basınında Matüridi Ve Matürıdilik," Marmara University Trust Publications 261 (2012): 478."

انگریزی میں اس حوالے سے ایک آرٹیکل تحریر کیا گیاہے۔ اس کا نام یہ ہے۔

27. "Salafism anfiltrates Turkish Religious Discourse" by Andrew Hammond.

اسی طرح ایک مقالہ 63 صفحات پر محیط Dilek Kurban نے بھی تحریر کی ہے۔ جس میں ترکی کے اندر court jurisprudence اور انسانی حقوق کا جائزہ لیا اور اس کے ساتھ ساتھ قانونی چارہ جوئی اور اس پر عمل درآمد کی صورت حال اور گھریلو اصطلاحات کا جائزہ لیا گیا۔ اس مقالہ میں ان تمام قوانین کا ذکر بھی کیا گیا جو تبدیل ہوئے۔ یا جن کا اثر معاشرے کی اکثریت پر تھا۔ مقالہ اس لنک پر دستیاب ہے۔[1] وہ مقالہ یہ ہے:

[1] . https://www.researchgate.net/publication/289129665.03-10-2018, 11:18pm

28. "Strasbourg Court Jurisprudence and Human Rights in Turkey: An Overview of Litigation, implementation and Domestic Reform."

اسی طرح برطانیہ میں آکسفورڈ یونیورسٹی کے ریسرچ فیلو "Kerem Öktem" نے ایک آرٹیکل لکھا جو 2002ء میں جرنل آف مسلمزان یورپ میں شائع ہوا۔ جس میں انہوں نے لکھا کہ ترکی کے نمائندہ افراد جو کہ مختلف سرکاری اداروں سے وابستہ ہیں، نے ترکی اور بلقان تعلقات میں بہتری کے ساتھ ساتھ بلقان میں بھی حنفی اسلام کے ظاہر کرنے میں کردار ادا کیا ہے۔ آرٹیکل کا نام یہ ہے:

29. "Global Diyanet and Multiple Networks: Turkey's New Presence in the Balkans."

فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء میں تحاریک تصوف اور صوفیاء کا کردار:

ترکی میں جس تحریک کا سب سے زیادہ اثر ہوا۔ وہ سعید نورسی کی تحریک اور اس کے بعد تصوف کے سلسلوں کی تحریک ہے۔ سعید نورسی نے اپنے رسائل نورسی کے ذریعے اور تفسیر قرآن کے ذریعے عوام کو دین اسلام سے جوڑے رکھا اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے حکومت کے ہر اسلام مخالف عمل کی شدت سے مخالفت کی۔ ترکی میں زیادہ تر صوفی سلسلے نقشبندیہ سے متعلق ہیں یا پھر جلال الدین رومیؒ سے منسوب ہیں[1]۔ چونکہ مذکورہ دونوں نسبتوں کے امین فقہ میں حنفی فقہ کے پیروکار ہیں[2]۔ اس لیے عملی زندگی میں جو اعمال ان کے تابع شریعت ہیں وہ فقہ حنفی کے مطابق ہیں۔ لہذا ترکی کے جو لوگ بھی ان سلاسل کی نسبت سے اسلام کی قریب آئے ہیں۔ ان میں عملی زندگی کے معاملات فقہ حنفی کے تابع ہیں۔ جس کی بناء پر فقہ حنفی کا اثر رسوخ انتہائی گہرائی کا حامل ہے۔ اسی طرح نجم الدین اربکان نقشبندی

---

[1] . Weismann, Itzchak,"The Naqshbandiyya. Orthodoxy and Activism in a Worldwide Sufi Tradition'', (London:Routledge2007)

[2] ۔ رايموند ليفشيز ،ترجمة:عيلة عودة، تكايا الدراويش،هيئة ابوظهبي للثقافة والتراث،ط1، 2011ء، ص257، 295،365

آرڈر خالدی برانچ سے متعلق تھے۔ انہوں نے ترکی کو واپس اسلام کی طرف لانے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔[1]

شیخ محمود آفندی: ان کا اصل نام محمود اُسطی عثمان اوغلو ہے۔ یہ 1929ء میں طرابزون کے علاقہ اُوف میں پیدا ہوئے اسماعیل آغا مسجد اسطنبول میں 1954ء میں آئے۔ بڑا عرصہ اکیلے ہی آذان دے کر نماز پڑھتے تھے۔ آہستہ آہستہ لوگ آنا شروع ہوئے۔ یہ نقشبندی سلسلے کے شیخ طریقت بھی ہیں۔ انہوں نے ترکی زبان میں قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھی ہے۔ ان کی قربانیوں اور محنتوں سے ترکی کا بہت بڑا طبقہ دین اسلام کی عملی زندگی سے وابستہ ہوا ہے۔ آج بھی ترکی میں ان کے لاکھوں مریدین ہیں۔ ان کے ہزاروں شاگرد ترکی کے مختلف علاقوں میں قدیم مدرسہ ترتیب پہ دینی تعلیم و تعلم کا سلسلہ شروع کیے ہوئے ہیں۔ یہ تبدیلی ترکی میں انہی کی بدولت آئی ہے کہ ایک دفعہ پھر قدیم طرز پہ دینی تعلیم کا اجراء ہوا ہے۔[2] (قدیم سے مراد یہ ہے کہ جن کتابوں کی تدریس دینی علوم میں رسوخ کے لیے سابقہ زمانہ سے اب تک ضروری خیال کی جاتی ہے، ان کتابوں کو شامل نصاب رکھا جائے۔ ہاں انداز و اسلوب نیا اور جدید رکھا جاتا ہے۔ اور اس میں جدید تقاضوں کو بھی شامل حال رکھا جائے تو اچھی بات ہے)

شیخ محمود آفندی اور ان کے تمام شاگرد حنفی فقہ سے وابستہ ہیں۔ لوگوں کی مسائل شرعیہ میں رہنمائی حنفی اصولوں کی روشنی میں ہی کرتے ہیں۔ لہذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ترکی میں احیائے اسلام میں جتنا ان کا حصہ ہے، اتنا ہی حصہ ان کا ترکی میں فقہ حنفی کے فروغ کے حوالے سے بھی ہیں۔ ترکی کے موجودہ صدر رجب طیب اردگان بھی خود کو ان کے متوسلین میں شمار کرتے ہیں[3]۔

---

1 .Ambassador Eric Edelman and Team,"Turkey transformed:The Origins and Evolution of Authoritarianism and Islamization Under the AKP'', *Biparatisan policy center*, (October 2015) 5-8

2 . https://ihvanlar.net/2011/06/27/20-7-2019, 11:48pm.

3 ۔ مفتی ابولبابہ شاہ منصور، ترک نادان سے ترک دانا تک،السعید پبلشر کراچی،ص11- 15

باب سوم

جدید ترکی (1923ء-2015/ 1341ھ-1436ھ) میں علمائے احناف کے تراجم

UNIVERSITY OF HARIPUR

باب سوم: جدید ترکی (1923ء-2015/1341ھ-1436ھ) میں علمائے احناف کے تراجم

فصل اول: جدید ترکی (1923ء-1938ء/1341ھ-1357ھ) میں علمائے احناف کے تراجم

فصل دوم: جدید ترکی (1938ء-2015/1357ھ-1436ھ) میں علمائے احناف کے تراجم

UNIVERSITY OF HARIPUR

باب سوم: جدید ترکی (1923ء-2015/1341ھ-1436ھ) میں علمائے احناف کے تراجم

فصل اول: جدید ترکی (1923ء-1938ء/1341ھ-1357ھ) میں علمائے احناف کے تراجم

حنفی فقہاء وعلماء پر تراجم وطبقات کی کتب (Table):

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
1	أخبار أبي حنيفة وأصحابة	الصميري (م:436)	مطبوع
2	طبقات الحنيفة	أبي عاصم الهروي (م:458ھ)	مخطوط نسخہ آیا صوفیا استنبول رقم 48
3	طبقات الفقهاء	عبد الوهاب الفامي (م:500ھ)	
4	طبقات الفقهاء من الحنفية والشافعية	محمد بن عبد الملک الھمداني (م521ھ)	کشف الظنون میں ذکر
5	وفيات الأعيان من مذهب النعمان	نجم الدين إبراهيم الطرطوسي (م:758)	نسخہ "الظاہریہ" ق 31/2
6	كتاب في طبقات الحنفية	صلاح الدين عبد الله المهندس (م:769ھ)	الدرر الكامنة[1]
7	الجواهر المضية في طبقات الحنفية	عبد القادر بن محمد القرشي (م:775ھ)	میر محمد کتب خانہ کراچی
8	نظم الجمان في طبقات أصحاب إمامنا النعمان	ابراهيم بن محمد دقماق القاهري (م:809ھ)	مکتبہ عاطف آفندی

---

[1] ۔ العسقلاني ، أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر ،الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة، مجلس دائرة المعارف العثمانية - صيدر اباد/ الهند،ط1972،2ء، 3/6

			ترکی[1]
9	المرقاة الوفية في طبقات الحنفية	محمد بن يعقوب الشيرازي الشافعي (م:817ھ)	نسخہ مکتبہ عارف حکمت مدینہ 2
10	التذكرة	احمد علي بن عبد القادر المقريزي (م:845ھ)	مقدمہ تاج التراجم میں ذکر[3]
11	طبقات الحنفية	ابو بكر بن احمد الشهبي الدمشقي (م:851ھ)	اعلام لزركلي تذكره[4]
12	كتاب طبقات الحنفية	بدر الدين محمود عيني (م:855ھ):	شذرات لابن عماد العكرى[5]
13	تاج التراجم	قاسم بن قطلوبغا (م:879ھ):	مکتبہ المثنی بغداد 1962ء
14	طبقات الحنفية	لمحمد بن محمود القونوي (م:881ھ)	مطبوع تین مجلدات[6]
15	طبقات الحنفية	محمد التقي الحلبي (ابن الشحنة الصغير) (م:890ھ)	سیوطیؒ نے ذکر کیا۔[7]
16	طبقات الحنفية	محمد عبد الرحمن السخاوي (م:902ھ)	مدینہ منورہ رقم 5/4857
17	مختصر من مناقب ائمة الحنفية	احمد (ابن كمال باشا) (م:	نسخہ مکتبہ الحرم مکہ میں

1۔ حاجي خليفة ،مصطفى بن عبد الله كاتب جلبي القسطنطيني، كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، مكتبة المثنى – بغداد، 1941ء،ج2،ص1098

2 ۔ ابن العماد العَكري ،عبد الحي بن أحمد بن محمد الحنبلي، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، دار ابن كثير، دمشق – بيروت،ط1، 1986ء،128/ 7- أعلام7/146

3 ۔ ابن قُطلُوبغا ،زين الدين قاسم بن قُطلُوبغا السودوني (نسبة إلى معتق أبيه سودون الشيخوني) الجمالي الحنفي ، تاج التراجم، دار القلم – دمشق،ط1، 1992ء،ج1،ص85

4 ۔ الزركلي ،خير الدين بن محمود بن محمد بن علي بن فارس، الدمشقي، الأعلام، دار العلم للملايين،ط15، 2002ء،2/61

5 ۔ ابن العماد العَكري ،عبد الحي بن أحمد بن محمد الحنبلي، شذرات الذهب في أخبار من ذهب،7/287

6 ۔ الزركلي ،خير الدين، الأعلام ، 7/88

7 ۔ السيوطي ، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر،، نظم العقيان في أعيان الأعيان، المكتبة العلمية – بيروت،ص171

	والشافعية	940ھ):	رقم82
18	الغرف العلية في تراجم الحنفية	محمد بن علي طولون الدمشقي (م953ھ)	مركز رياض رقم 21477
19	تلخيص الجواهر المضية في طبقات الحنفية	لمحمد بن ابراهيم الحلبي (م:956ھ):	نسخہ "شہید علی ترکی"
20	طبقات الحنفية	لمحمد حفيد آق شمس الدين (م:959ھ):	حاجی خلیفہ نے کشف الظنون
21	طبقات الحنفية	مصطفي طاشكبري زاده (م:968ھ):	نسخہ مکتبۃ کویت رقم7 تاریخ
22	الشقائق النعمانية في علماء الدولة العثمانية	لأحمد بن مصطفى طاشكُبري زَادهُ (م968)	دار العربی بیروت
23	ذيل الشقائق النعمانية في علماء الدولة العثمانية	محمد بن علي زين العابدين عاشق جلبي	دار الكتب والوثائق مصر
24	طبقات الحنفية	للمولی علی شلبی ارومی، قنالی زاده (م979ھ)	دیوان الوقف السنی بغداد
25	كتائب أعلام الاخيار من فقهاء مذهب النعمان المختار	محمود بن سليمان الكفوي (م:990ھ):	مکتبہ محمودیہ مدینہ 2575
26	طبقات الحنفية	محمد بن علاء الدين النعرواني (م:990ھ)	شذرات الذہب[1]
27	طبقات السادة الحنفية	لعبد الله السويدي (هو من علماء القرن العاشر الهجري)	نسخہ المانیا مکتبہ برلین
28	الطبقات السنية في تراجم الحنفية	عبد القادر التيمي (م:1010ھ)	دار رفاعی کویت نے

[1] ۔ ابن العماد العَكري، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، 8/420

29	الأثمار الجنية في أسماء الحنفية	علي محمد القاري الهروي(م:1014ھ):	2002ء مکتبہ خدا بخش ہند
30	طبقات الحنفية	خليل الرومي لصولاق زاده (م:1095ھ)	مکتبہ ولی الدین أفندی نسخہ [1]
31	مهام الفقهاء في طبقات الحنفية	للقاضي محمد كامي الرومي (م:1136ھ):	إيضاح المكنون [2]
32	الفوائد البهية في تراجم الحنفية	عبد الحي اللكنوي (م:1304ھ)	1993ء میں لکھنؤ
33	طبقات الحنفية [3]	لعفيف الدين الشرواني	دار الكتب المصرية [4]
34	أعلام الحنفية	لمبرة آل والأصحاب	كويت [5]
35	البدور المضية في تراجم الحنفية	للمفتي محمد حفظ الرحمن الكملاني	1439ھ دار المصالح مصر

جدید ترکی کے علماء و پروفیسرز:

ترکی جدید (1923ء سے 2015ء) میں جمہوریت اور آئین کے سیکولر ہونے کی وجہ سے اور ابتدائی جمہوری حکمرانوں کے اسلام مخالفت سخت اقدام کی وجہ سے ترکی کے اندر قدیم روایتی دینی ادارے ختم ہوئے۔ تعلیم و تعلم کا مضبوط ڈھانچہ زمین بوس کر دیا گیا۔ جس کی وجہ سے 1923ء سے لے کر 2000ء تک ملک میں کوئی بھی شخص ہمت نہیں کر پایا کہ وہ اسلامی ادارے ٹھوس مذہبی اور راسخ بنیادوں پہ قائم کر سکے۔ اس بناء پر جس طرح بلاد اسلامیہ میں

1 ۔ الزركلي ،خير الدين، الأعلام ، 322/ 2

2 ۔ البابانی ،إسماعيل بن محمد أمين بن مير سليم البغدادي ، إيضاح المكنون في الذيل على كشف الظنون، دار إحياء التراث العربي، بيروت،2/608

3 ۔ قام باصداره مركز الملك فيصل ،خزانة التراث - فهرس مخطوطات، نبذة: فهارس المخطوطات الإسلامية في المكتبات والخزانات ومراكز المخطوطات في العالم تشتمل على معلومات عن أماكن وجود المخطوطات وأرقام حفظها في المكتبات والخزائن العالمية،ج46،ص18

4 . https://www.feqhweb.com/vb/t6732.html 16-8-2019,11:53pm

5 ۔ مبرة الآل والاصحاب،أعلام الحنفية،مكتبة الوطنية الكويت،ط1، 2011ء

قدیم دور سے جو علماء وفقہاء کے طبقات چلے آرہے ہیں۔ اس طرح کے علماء ترکی میں نہ تیار ہو سکے۔ چونکہ عموماً علماء اور فقہاء کو ایک خاص اصطلاح میں لیا جاتا ہے [1]۔ اور اس سے لغوی یا لفظی معنی کے حامل افراد مراد نہیں لیے جاتے [2]۔ بلکہ اس سے وہ لوگ مراد لیے جاتے ہیں جن کا ظاہری ڈھانچہ بھی قدیم علماء وفقہاء کی روایات کے مطابق ہوتا ہے [3]۔ اور علم دین، فقہ اور افتاء سے تعلق بھی اسی طرح کا اور اسی نوعیت کا ہوتا ہے۔ [4] اسی وجہ سے یونیورسٹیز کے سکالرز اگرچہ ان سے بڑھے ہوئے ہوں۔ لیکن ان کے لیے علماء یا فقہاء کی اصطلاح استعمال نہیں کی جاتی۔ بلکہ ضابطہ کی تعلیم کا سلسلہ اسی نہج پر مکمل کرنے کے ساتھ ساتھ ظاہری رنگ و ڈھب وغیرہ بھی اسی نہج کا ہونے کی بناء پر اس ٹائٹل کا حقدار تصور کیا جاتا ہے۔ عموما درج ذیل احادیث کی بناء پر علماء دین کو ایک خاص اصطلاحی معنی کا لباس پہنایا جاتا ہے۔

طبرانیؒ کی معجم الاوسط میں ایک حدیث ہے: "إِنَّ اللهَ لا يَقْبِضُ العِلْمَ انتزاعًا ينتزعُه مِنَ النَّاسِ ولكنْ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ فإذا ذهب العُلَماءُ اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤوسًا جُهَّالًا فسُئِلوا فأفتَوا بغيرِ عِلْمٍ فضَلُّوا وأَضَلُّوا عن سواءِ السَّبيلِ" [5] (خلاصة حكم المحدث: لم يرو هذا الحديث عن الزهري عن أبي سلمة إلا العلاء بن سليمان ورواه الناس عن الزهري عن عروة عن عائشة وأبي هريرة)

1 .nalcik, Halil. "Learning, the Medrese, and the Ulemas." In the Ottoman Empire: The Classical Age 1300–1600'',(New York: Praeger1973), 71-89

2 . Makdisi, George, "Scholasticism and Humanism in Classical Islam and the Christian West", *Journal of the American Oriental Society*, 109, No.2, (April–June 1989),175–182

3 . Graham, William,"Traditionalism in Islam: An essay in interpretation*'', Journal of Interdisciplinary History*. 23, No.3, (1993), 495–522.

4 . Muhammad Qasim Zaman, The Ulama in Contemporary Islam: Custodians of Change. (Princeton, New Jersey:Princeton University Press2007), 1

5 ـ الطبراني ،سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي ، المعجم الأوسط، دار الحرمين – القاهرة، 6/227

اسی طرح ایک روایت ہے: "كان العلماءَ بعدَ معاذِ بنِ جبلٍ عبدُ اللهِ بنُ مسعودٍ وأبو الدَّرْداءِ وسَلْمانُ وعبدُ اللهِ بنُ سَلَامٍ وكان العلماءَ بعدَ هؤلاء زيدُ بنُ ثابتٍ وكان بعدَ زيدِ بنِ ثابتٍ عمرُ وابنُ عبَّاسٍ"[1] (خلاصة حكم المحدث: رجاله رجال الصحيح)

ایک روایت میں ہے: "تظهرُ الفِتَنُ، ويكثرُ الهرْجُ، ويُرفَعُ العِلمُ. فلمَّا سمِعَ عمرُ أبا هُرَيرةَ يقولُ: يُرفَعُ العِلمُ، قال عمرُ: أمَا إنَّه ليس يُنزَعُ مِن صُدورِ العُلَماءِ، ولكن يَذهَبُ العُلَماءُ"[2] (خلاصة حكم المحدث: اسناده إسناده صحيح على شرط مسلم)

ایک اور روایت میں ہے: "مَن سلَك طريقًا يطلُبُ فيه عِلْمًا، سلَك اللهُ به طريقًا مِن طُرُقِ الجنَّةِ، وإنَّ الملائكةَ لَتضَعُ أجنحتَها رِضًا لطالبِ العِلْمِ، وإنَّ العالِمَ ليستغفِرُ له مَن في السَّمواتِ ومَن في الأرضِ، والحيتانُ في جوْفِ الماءِ، وإنَّ فضْلَ العالِمِ على العابدِ كفضْلِ القمَرِ ليلةَ البدْرِ على سائرِ الكواكبِ، وإنَّ العُلَماءَ ورَثةُ الأنبياءِ، وإنَّ الأنبياءَ لم يُورِّثوا دينارًا ولا درهمًا، ورَّثوا العِلْمَ، فمَن أخَذه أخَذ بحظٍّ وافرٍ"[3] (خلاصة حكم المحدث: سكت عنه (وقد قال في رسالته لأهل مكة كل ما سكت عنه فهو صالح))

---

[1] ـ الهيثمي ،أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان ، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، مكتبة القدسي، القاهرة،1994،163/9

[2] ـ امام أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني ، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة،ط1، 2001ء،رقم الحديث 10231 ، 16/169

[3] ـ أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير الأزدي السِّجِسْتاني ، سنن أبي داود، المكتبة العصرية، صيدا – بيروت،رقم الحديث 3641، 317/ 3

اسی معنی میں ایک اور روایت بھی ہے: "العلماءُ خُلفاءُ الأنبیاءِ، إنَّ الأنبیاءَ لَم یورِّثوا دینارًا ولا درھَمًا، إنَّماورَّثوا العِلمَ"[1] (خلاصة حكم المحدث: اسناده صالح)

ان روایات وآثار کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جاتا ہے کہ جب یہ لفظ بغیر اضافت کے بولا جائے تو اس سے مراد علماء دین ہی مراد لیے جائیں گے۔ جب کسی خاص معین موضوع کے علماء کے لیے بولا جائے تو ساتھ اضافت ضروری سمجھی جاتی ہے۔

عابد پر عالم کی فضیلت کا بیان اور اسی طرح نبی کے وارث ہونے کا بیان اور قرآن مجید میں خشیت کا اختصاص علماء کے لیے[2] بیان کرنا یہ بات واضح کررہا ہے کہ علماء سے مراد خاص علم اور خاص ہیئت کے لوگ ہیں۔ اسی وجہ سے علماء کی تعریف میں یہ بات شامل کی گئی ہے کہ جس کی خیر القرون کے علماء (مفسرین، محدثین، قراء، فقہاء وغیرھم فی علم الدین) تک علمی سلسلہ کی سند متصل ہو اور اس کے باطن کی خشیت اس کے اعمال ظاہرہ سے بھی بیان ہو۔ صحیح مسلم کے مقدمہ میں دو روایات اس بات کو مزید واضح کرتی ہیں: پہلی یہ کہ "إن ھذا العلم دین، فانظروا عمن تأخذون دینکم" اور دوسری یہ کہ "الإسناد من الدین، ولولا الإسناد لقال من شاء ماشاء"[3]

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ کہ "علماء" ایک خاص طرز و ہیئت کے لوگوں کے لیے اصطلاح بن چکی ہے۔ اور فقہاء بھی خاص قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ جو علماء ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ کے اوپر ماہرانہ دسترس رکھتے ہیں۔ ان چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ترکی کے اندر مصطفی کمال اتاترک کے انقلاب کے بعد ایسے ادارے اور شخصیات منظر نامہ سے ہٹا دی گئیں۔ اس کے بعد پھر وہ ترتیب نہ شروع کی جا سکی۔ لیکن اب ایک نقشبندی بزرگ عالم دین شیخ محمود آفندی نے ترکی کے کئی شہروں میں اسی ترتیب پہ مدارس شروع کیے

---

[1] ۔ البزار،أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي ، مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة،ط1، 1998-2009، 80/ 10، رقم الحديث4145،

[2] ۔ القرآن 35: 28

[3] ۔ مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري ، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم،دار إحياء التراث العربي – بيروت،ج1،ص14-15

ہیں۔ امید ہے آئندہ چند سالوں میں پھر اسی ترتیب کے علماء ترکیہ علمی تحقیقی میدان میں اپنی خدمات سے ملت اسلامیہ کو مستفید کریں گے۔

لیکن ہم علماء سے مراد وہ تمام لوگ لیں گے جنہیں فقہ حنفی کے حوالے سے کسی بھی درجہ کا علم ہے اور انہوں نے اس حوالے سے کوئی علمی یا عملی کام کیا ہے۔ اس بناء پر اب ہم اپنے مقالہ کے اس تیسرے باب میں صرف علماء کے تراجم پر اکتفاء کرنے کے بجائے ان سکالرز اور محققین کا تذکرہ بھی کریں گے۔ جنہوں نے 1923ء سے 2015ء تک کسی بھی حوالے سے فقہ حنفی سے متعلق کچھ علمی و عملی کام کیا ہو۔ ذیل میں محققین "علماء، سکالرز، پروفیسرز کے تراجم کا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے۔

ابن الخياط الكردي:

(1837ء-1917ء)(1253ھ-1335ھ)

ان کا مکمل نام عبد الرحمن بن محمد القرادعي، ابن الخياط الكردي ہے۔ یہ بھی حنفی فقیہ تھے۔ انہوں نے اصول فقہ حنفی میں درج ذیل کتابیں تصنیف کیں۔

منهج الوصول في شرح منهاج الوصول للبيضاوي۔

تنبيه الاصدقاء في بيان التقليد والاجتهاد والافتاء والاستفتاء- یہ کتاب بغداد سے 1303ھ میں شائع ہوئی۔[1]

الحاج محمد ذهبي بن محمد رشيد الاستانبولي الرومي:

(1846ء-1911ء)(1262ھ-1329ھ)

یہ محمد ذہنی الرومی کے نام سے معروف تھے۔ یہ حنفی فقیہ تھے۔ انہوں نے "اقتباس الانوار في ترجمة المنار في الاصول" اصول فقہ حنفی میں کتاب تصنیف کی۔[1]

[1] ۔ ڈاکٹر فاروق حسن، فن اصول فقہ کی تاریخ عہد رسالت سے عصر حاضر تک(ڈاکٹریٹ مقالہ)،دار الاشاعت کراچی،2001ء ، ص627

عبدالحکیم آرواسی چوشک افندی(Abdülhakîm Arvâsî Üçışık):

(1860ء-1943ء)(1277ھ-1362ھ)

یہ خلیفہ مصطفی آفندی کے گھر میں پیدا ہوئے۔ صوبہ ہکاری(Hakkâri) کے مرکزی ضلع باسکل(Başkale) کے علاقہ وین(Van'a) میں پیدا ہوئے۔ باسکلے میں ہی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ مشرقی اناطولیہ اور عراق کے مختلف شہروں میں انہوں نے فلسفہ و منطق کی تعلیم حاصل کی۔ 1879ء میں نقشبندی شیخ سید فہیم آروسی(1825-1896) سے بیعت ہوئے۔ 1882ء میں انہیں اجازت خلافت حاصل ہوئی۔ انہوں نے باسکل میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی اور 29 سال تک وہاں طلباء کی تعلیم و تربیت کی۔ وہ جب مکہ گئے تو شیخ ضیاء معصوم مجددی نے بھی انہیں واپسی پہ خلافت سے نوازا۔ 1916ء میں روسی حملے کی وجہ سے وہ موصل گئے۔ انہیں 1918ء میں زیبار(Ziybar) عدالت میں مفتی تعینات کیا گیا۔ 1919ء میں وہ استنبول آئے۔ یہاں انہیں سلیمانیہ مدرسہ میں تصوف و طریقت کی درسگاہ کا صدر بنایا گیا۔ 1924ء سے 1928 تک وہ مدرسہ وفاء میں مدرس رہے۔ سلطان فاتح مسجد، آیا صوفیہ، عثمان آغا مسجد، قاسم مسجد وغیرہ میں ان کے دروس ہوتے تھے۔ عوام کی بڑی تعداد شریک ہوتی تھی۔ پھر مصطفی کمال کی حکومت نے ان کو معزول کر دیا۔ لیکن کچھ مساجد میں وہ پھر بھی درس دیتے رہے۔ وہ حنفی مفتی اور عالم تھے[2]۔ انہیں آخری عمر میں انقرہ میں نظر بند کیا گیا۔ وہ وہیں فوت ہوئے اور بعلم قبرستان(Bağlum) میں دفن ہوئے۔ ان کی تحریرات کو بعد میں ان کے شاگردوں حسین حلی آئق اور نجیب فاضل کیسکوروک(م:1983ء) نے منضبط کر کے شائع کیا۔

---

[1] ۔ ڈاکٹر فاروق حسن، فن اصول فقہ کی تاریخ عہد رسالت سے عصر حاضر تک(ڈاکٹریٹ مقالہ)،دار الاشاعت کراچی،2001ء،ص625

[2] . Touraj Atabaki, The State and the Subaltern: Modernization, Society and the State in Turkey(London:I.B. Tauris,United kingdom2007),131

- رابطہ شریفہ(Râbıta-i Şerîfe): (سیرت پر کتاب)عبدالحکیم آرواسی کے دروس، کلمہ حق بلند کرنا، ان کے خطوط اور روحانی موضوعات پر ان کے مختلف مقالہ جات نجیب فاضل(Necip Fazıl Kısakürek)نے انہیں سادہ انداز میں شائع کیا ہے ۔(Büyük Doğu Yaynları No:47)اشاعت نمبر47میں شائع ہوئے۔
- ریاضۃ التصوف:(Er-Riyâd-üt-Tasavufiyye) یہ بھی نجیب فضل کیسا کورت کو لکھا گیا رسالہ ہے جو 1924ء میں انہیں عبدالحکیم آرواسی کی طرف سے ارسال کیا گیا تھا۔ اسے50BD نمبر پبلی کیشنز میں شائع کیا گیا۔
- والدین رسول اللہ: ان کا یہ رسالہ (Büyük Doğu) پبلیکیشنز کی طرف سے 2015ء میں شائع کیا گیا۔
- سفر آخرت:(Sefer-i Âhiret) اسے حسین حلمی آئق نے آسان انداز میں شائع کروایا۔
- اصحابِ کرام:(Eshâb-i Kirâm) اسے حسین حلمی نے اپنی کتاب (صحابہ کرامؓ) کے شروع میں شائع کیا۔
- Keşkül
- Ecdâd-i Peygamberî
- چالیس احادیث: صوانع الافکار وسوامع الانذار
- شہادت امام حسین: اسے ابراہیم بوگالی(Ibrahim bogali)نے اپنی کتاب محمد ﷺ کے آخر میں تسہیل کرکے شائع کیا[1]۔

محمد رفعت بورکشی (Mehmet Rifat Börekçi):

(1860ء-1941ء)(1277ھ-1360ھ)

[1] . https://islamansiklopedisi.org.tr/abdulhakim-arvasi-12-7-2019,1:09PM

آپ انقرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد علی کاظم بھی عالم دین تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم انقرہ میں اور اعلی تعلیم کے لیے استنبول کا سفر کیا۔ آپ نے شیخ عاطف افندی سے تعلیم حاصل کی اور سند فراغت حاصل کی ۔1898ء کو آُپ انقرہ کی کورٹ آف اپیل میں مقرر ہوئے۔ 1911ء میں آپ کو انقرہ کا مفتی بنا دیا گیا۔1924ء کو وزارت مذہبی امور کا صدر بنایا گیا۔ 1941ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ آپ نے تحریک آزدی جو خلافت عثمانیہ کے خلاف چلی تھی کے حق میں فتوی دیا تھا۔ وہ فتوی انقرہ فتوی (Ankara Fetvası) کے نام سے شائع ہوا۔[1]

سید طٰہٰ آفندی (Seyyid Taha Efendi):

(1864ء-1928ء)(1281ھ-1347ھ)

یہ عبد الکریم آفندی کے بھائی تھے۔ یہ بھی مشہور فقیہ، علم الکلام کے ماہر اور قرآن و حدیث کے علوم میں دسترس رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے بھائی سے ہی تعلیم حاصل کی۔ بارکسلے کے مدرسہ میں پڑھاتے رہے ۔ انہیں ان کی علمی مہارت کی وجہ سے جیور (Gever (Yüksekova)) کا مفتی بنایا گیا[2]۔ وہاں لوگوں کے مسائل کے جوابات فقہ حنفی کی روشنی میں دیتے تھے۔ یہاں کچھ عرصہ رہنے کے بعد 1918ء میں وان (Vam) کا مفتی بنایا گیا۔ خلافت کے خاتمے کے بعد مختلف علاقوں میں جاتے رہے۔ موصل عراق میں ترکی زبان کے استاد رہے۔ استنبول میں مدرسہ سلیمانیہ میں بھی مدرس رہے۔ یہ ترکی کے علاوہ عربی اور فارسی میں مہارت رکھتے تھے۔ انہیں 1924 سے 1928 تک مذہبی امور کا سربراہ بھی مقرر کیا گیا۔ ان پر فالج کا حملہ ہوا اور فوت ہوئے۔ انہیں کالابا قبرستان (Kalaba mezarlığına) میں سپرد خاک کیا گیا۔ ان کے کئی لوگ مستفید ہوئے ۔ جن میں عبد الرحیم رحمی زاپسو (Abdurrahim Rahmi Zapsu)، قراز مسجد (Kirazlımescid) کے امام سید جمال آفندی اور مشہور ماہر

[1].Ankara Müftüsü Mehmet Rifat Efendi, Tarih Portalı/ 12-7-2019,1:09PM
[2] . Kadir Mısıroğlu, İslâm Yazısına Dair,(İstanbul 1993) 68-71

فلکیات (Mehmet Fatin Gökmen, Fatin Hoca)(م:1955) محمد فطین گوکمان (فطین خواجہ) شامل ہیں۔ ان کی کوئی تصنیف شائع نہ ہو سکی۔ لیکن کچھ تحریرات ان کی غیر مطبوعہ ملی ہیں۔ جن کا تعلق منطق، فلکیات اور ادب سے ہے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں [1]۔

- Edebiyatta Bânet Suad Kasidesi'ne Türkçe Şerh
- Münâzara ilminde Âdâb-ı Gelenbevî'ye Şerh
- Mantıkta Burhan-ı Gelenbevî'ye Şerh
- Mantıkta Tezhîbü't-Tehzîb
- Belâgatta Kalâidü'd-Darâir
- Astronomide Bahâî'nin Teşrîhü'l-Eflâk'ine Şerh

خليل الخالدي حنفي:

(1866ء-1941ء)(1282ھ-1360ھ)

ان کا مکمل نام خلیل جواد بن بدر بن مصطفی بن خلیل، ابو الوفاء الخالدی المقدسی حنفی ہے۔ انہوں نے اصول فقہ حنفی میں "حدود اصول الفقہ" نامی کتاب تصنیف کی۔ انہوں نے استنبول میں فقہ حنفی کی تعلیم حاصل کی۔ [2]

مصطفی صابری افندی (Mustafa Sabri Efendi):

(1869ء-1954ء)(1286ھ-1373ھ)

آپ (Tokat)(Karabacak) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے ہی علاقہ میں حاصل کی۔ پھر قیصری مدرسہ سے علوم متداولہ کی تعلیم حاصل کی۔ فراغت کے بعد فاتح مسجد کے امام منتخب ہوئے۔ پھر اپنے علاقہ سے عثمانی پارلیمنٹ کے نائب منتخب ہوئے۔ یہ مختلف سیاسی

[1] . Tevfik Demiroğlu, Seyyid Tâhâ, Sebil Mecmuası, Sayı: 16, 16 Nisan 1976, sayfa 15.

[2] ۔ السريري، ابو الطيب مولود السوسي،معجم الاصوليين، دار الكتب العلمية بيروت،ط1، 2001،ص202

نظرات سے وابستہ رہے۔ خلافت مخالف تحریک بھی چلائی۔ پھر دوسرے نظریات کے حامل ہوئے۔ 1919ء میں مدرسین کمیٹی ان کی سربراہی میں تشکیل پائی۔ انہیں سرکاری طور پر شیخ الاسلام کا عہدہ تفویض کیا گیا۔ انہوں نے مصطفی کمال پاشا کے خلاف خوب جدوجہد کی۔ جب مصطفی کمال پاشا نے ترکی پر قبضہ کرلیا تو یہ اپنے خاندان کے ساتھ مصر چلے گئے۔ وہاں جامعہ ازہر میں پڑھانا شروع کیا۔ انہوں نے مصطفی کمال کے قوانین، خلافت کے خاتمے اور تحریف قرآن پر مشتمل قرآنی ترجمے کی مخالفت کی۔ انہوں نے قومیت کے خلاف بھی زبردست تحریک چلائی۔ ان کے الفاظ نعرہ کا روپ دھار گئے۔ ایک نظم میں انہوں نے کہا، "میں نے ترک سے توبہ کی اور ترکی سے استعفی دیا"۔ ان کی تصانیف درج ذیل ہیں[1]۔

- کتاب المسائل (مسئلۃ تعدد زوجات، الرسم والتصویر، مسأۃ الطلاق، مسئلۃ العمل ورأس المال، مسئلۃ الإرث، مسئلۃ الزکوۃ، مسئلۃ الموسیقا والغناء، مسئلۃ التأمین والقمار، مسئلۃ الحجاب)

- Kitap Sorunları (SayFrekans Evlilikleri, El-Wazir Resimleri,Meseleler, Boşanma,DünyanInSorunlarveÇeitleri,El-RathlarnSorunları,El Jusuqa'nInMeseleleri,El-MusaqiqaWaghnah'InSorunlar,El-Mughmin'in Sorunlar, Sorunlar)

- کتاب (ادب عربی میں)۔(Kitaplar (Arapça Edebiyat).)
- کتاب (اہل عصر مجتہدین کا علمی مقام)(Kitap(bilginin çadabilginler))
- کتاب (متجددین کے بارے میں) (اس میں ایک رسالہ اجتہاد سے متعلق بھی ہے۔) (Kitap (failler hakkında)
- کتاب قدیم وجدید طریقہ تدریس۔(Eski antik öğretim yöntemini öğretmek)

[1]. Ahmet Şeyhun, Islamist Thinkers in the Late Ottoman Empire and Early Turkish Republic, (Netherland : Brill2014),45-49

- کتاب (الامامة الكبري في الاسلام)
- الاسلام واصول الحکم۔(İslam'ıalmak)
- کتاب صوم رمضان۔(Güne Kitab Ramazan'dr)
- کتاب (ایمان ، نماز اور روزہ سے متعلق رسالہ)(Kitaplar (nanç, Dua ve Oruç (Dergisi)
- صید الخاطر (غیر مطبوعہ)(Sedat Hatar)
- حکم لبس القبعة والبرنيطة۔(غیر مطبوعہ)(Kanun hükmü)

اوپر مذکورہ کتب ترکی زبان میں ہیں۔اس کے علاوہ عربی زبان میں بھی انہوں نے کتابیں تصنیف کیں۔

- کتاب النكير علي منكري النعمة من الدين والخلافة والامة۔
- کتاب مسئلة ترجمة القرآن۔
- کتاب موقف البشر تحت سلطان القدر۔
- کتاب قولي في المرأة ومقارنته باقوال مقلدة الغرب۔
- کتاب موقف العقل والعلم والعالم من رب العالمين وعباده المرسلين۔[1]

علی حیدر گربزلر(Ali Haydar Gürbüzler):

(1870ء-1960ء)(1288ھ-1379ھ)

یہ عثمانی دور میں ترکی میں پیدا ہوئے۔انہوں نے اپنی تعلیم Ahıska اپنے آبائی شہر ہی میں حاصل کی۔ انہوں نے فقہ، افتاء میں مہارت حاصل کی۔یہ اپنے وقت میں شہر کے سب سے ممتاز مفتی تھے۔یہ علی رضا بضاض آفندی (Ali Rıza Bezzaz Efendi) سے بیعت ہو کر نقشبندیہ سلسلہ کے شیخ

[1] ، مفرح بن سلمان القوسي،كتاب مصطفي صبري،دار القلم دمشق،ط1، 2006ءص280- 320

طریقت بنے۔ شیخ محمود آفندی نے بھی ان سے سلوک کے مراحل طے کیے۔ درج ذیل کتابوں میں ان کی حیات پر تفصیل ملتی ہے۔

- "Şenocak, İhsan. İki Devrin Ulu Hocası Ali Haydar Efendi. 2. baskı. İstanbul: Hüküm Kitap, Temmuz 2016. s. 174.
- "Ali Haydar Efendi Vefatı". 19 Mayıs 2015 tarihinde kaynağından arşivlendi. Erişim tarihi: 24 Haziran 2016.
- Şenocak, İhsan. İki Devrin Ulu Hocası Ali Haydar Efendi. 2. baskı. İstanbul: Hüküm Kitap, Temmuz 2016. s. 106.
- Cemal Bayak, TDV İslâm Ansiklopedisi, cilt: 17, sayfa: 27-28
- "Ahıskalı Ali Haydar Efendi Kimdir?". 8 Aralık 2015 tarihinde kaynağından arşivlendi. Erişim tarihi: 5 Aralık 2015."

ان کا تحریری کام سامنے نہ آسکا۔ ان کے دیے گئے فتاوی کا بھی کوئی سراغ نہ مل سکا۔

اسکیلیپ عاطف محمود خواجہ (İskilipli Mehmed Atıf Hoca):

(1875ء-1926ء)(1292ھ-1345ھ)

وہ ترکی کے شہر اوروم (Çorum) میں پیدا ہوئے۔ اپنے علاقے میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر استنبول میں مدرسۃ الفنون میں علوم دینیہ وفقہ کی کتابیں پڑھیں۔ پھر فاتح مسجد (جو کہ خود بھی ایک بڑا مدرسہ تھا) میں مدرس منتخب ہوگئے۔ وہ ترکی کی سیکولر حکومت کے سخت ناقد تھے ۔انہوں نے ترکی ہیٹ اور غیر اسلامی اقدار پر بہت سخت جرح کی۔ بعد ازاں انہیں گرفتار کر دی گیا۔ بالاخر انہیں 4 فروری 1926ء کو پھانسی کی دے کر شہید کر دیا گیا۔ ان کی ایک تصنیف ان کی یادگار ہے۔

- Medeniyet-i er'iyye ve Terakkiyat-Diniyye (تھیٹر، رقص اور مغربی ٹوپی)[1]

شیخ زاہد الکوثری (Zâhid Kevserî):

(1878ء-1952ء)(1296ھ-1371ھ)

آپ استنبول سے تین میل کے فاصلے پہ ایک گاؤں حاج حسن قرسی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مسجد فاتح مدرسہ استنبول میں تعلیم حاصل کی۔ جب کمال اتاترک کی حکومت بنی تو یہ ایک جہاز میں بیٹھ کر اسکندریہ چلے گئے۔ باقی تعلیم مصر کے کبار علماء سے حاصل کی۔ آپ عربی، ترکی، فارسی، اور جرکسی زبان مہارت سے بولتے تھے۔ آپ کو سلطنت عثمانیہ کے نائب شیخ الاسلام ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ اور آپ فقہ حنفی کے مایہ ناز فقہاء میں شمار رکھتے ہیں۔ آپ نے بہت سی کتب تالیف کیں کئی کتب پہ حاشیہ و تعلیق کا کام کیا۔ ذیل میں چند اہم کتب کے نام لکھے جاتے ہیں۔

- الفقہ و اصول الفقہ من أعمال الامام محمد زاهد الكوثري
- تأنيب الخطيب علي ماساقه في ترجمة أبي حنيفة من الاكاذيب
- الإشفاق علي أحكام الطلاق في الرد علي من يقول إن الثلاث واحدة
- الاستبصار في التحدث عن الجبر والاختيار
- تحذير الخلف من مخازي ادعياء السلف
- الترحيب بنقد التأنيب
- النكت الطريفة في التحدث عن ردود ابن ابي شيبة علي ابي حنيفه
- فقه اهل العراق وحديثهم

---

[1] . Ahmet Şeyhun, Islamist Thinkers in the Late Ottoman Empire and Early Turkish Republic, (Netherland : Brill2014), 42-43

- رفع الاشتباه عن حكم كشف الرأس ولبس النعال في الصلوة
- الافصاح عن حكم الاكراه في الطلاق والنكاح
- لمحات النظر في سيرة الامام زفر
- حسن التقاضي في سيرة الامام ابي يوسف القاضي
- الحاوي في سيرة الامام ابي جعفر الطحاوي
- الامتاع في سيرة الامامين الحسن بن زياد وصاحبه محمد بن شجاع
- بلوغ الاماني في سيرة الامام محمد بن الحسن الشيباني
- حنين المتفجع وأنين المتوجع
- التحرير الوجيز فيما يبتغيه المستجيز

اس کے علاوہ آپ نے کئی کتب پہ تعلیق وحواشی کا کام کیا ہے۔ ان میں سے بھی بعض اہم کا نام درج کیا جاتا ہے۔

- من دلالة الحائرين لموسي بن ميمون
- الانتقاء في تاريخ الائمة الفقهاء لابن عبد البر
- منية الالمعي فيما فات الزيلعي للعلامة قاسم لن قطلوبغا
- الفقه الابسط للامام ابي حنيفة
- رسالة ابي حنيفة الي عثمان البتي
- مناقب ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد بن الحسن للذهبي
- النبذ في اصول الفقه لابن حزم
- مراتب الاجماع لابن حزم ونقده لابن تيمية
- المصعد الاحمد لابن الجزري

- الفرق بين الفرق لعبد القاهر البغدادي
- تبيين كذب المفتري فيما نسب الي الامام الي الحسن الاشعري لابن عساكر [1]

آپ کی شخصیت اور علمی کمالات پہ بھی بعض لوگوں نے قلم اٹھایا۔ ان میں سے بھی چند اہم کا نام درج کیا جاتا ہے۔

- أثر الامام الكوثري في نصرة وتأييد المذاهب الفقهية السنية لصلاح محمد ابو الحاج
- الامام الكوثري وسجالاته العلمية في الصحف والمجالات مع الكشف عما لم يجمع من مقالاته لأياد احمد الغوج
- جهود الشيخ الكوثري في خدمة السنة المشرقة لاستاد ابو بكر بن الطيب
- مجمل آثار وآراء زاهد الكوثري [2]

محمد حمدی یزر(Muhammed Hamdi Yazır):

(1878ء-1942ء)(1295ھ-1361ھ)

آپ اناطولیا میں پیدا ہوئے۔ آپ ترک عالم دین، ماہر منطق، قرآن مفسر، اسلامی فقہ اور فلسفہ کے ماہر، بلا درجہ کے ذہین انسان تھے۔ ان کے والد خواجہ عثمان افندی بھی عالم دین تھے۔ ان کے نانا اسد افندی بھی بڑے عالم دین تھے۔

انہوں نے ابتدائی تعلیم آپنے آبائی علاقہ (Elmalı) میں ہی حاصل کی۔ اعلی تعلیم کے لیے استنبول آگئے۔ وہاں بایزید مدرسہ میں دینی علوم اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے اپنی تعلیم (Mekteb-i Nuvvab) میں مکمل کی۔ اور قاضی بن گئے۔ وہ عربی، فارسی، فرانسیسی زبان بھی روانی سے بولتے تھے۔ انہوں نے کئی فرانسیسی کتابیں ترکی میں ترجمہ کیں۔ آپ 1905 سے 1908 تک قاضی رہے۔ پھر شیخ الاسلام بنا دیے گئے۔ آپ مکتب ملکی، مدرسہ

---

[1] ۔ مقالات الكوثري بقلم العلامة الشيخ محمد زاهد الكوثري، طبعة المكتبة التوفيقية، ص: 555-559.
[2] . https://islamansiklopedisi.org.tr/zahid-kevseri19-8-2019,8:33AM

واعظین، سلیمانی مدرسہ میں منطق، فلسفہ اور فقہ کی تعلیم دیتے رہے۔ آپ دارالحکمۃ الاسلامیۃ کے سربراہ بھی رہے۔ ان کی تصنیفات درج ذیل ہیں۔

- Hak Dni Kur'an Dili (اتاترک کے ذریعے ترکی میں قرآن مجید کی تفسیر: جس کے بارے میں تحریف کا گمان بھی کیا جاتا ہے)[1]
- Tahlil-i Tarih-i Felsefe-Metâlib ve Mezahib-Maba'de't-Tabia ve Felsefe-i İlahiyye (Turkish translation of Histoire de la philosophie of Paul Janet and Gabriel Seailles)
- İrşadü'l Ahlâf fî Ahkâmi'l-Evkâf (A textbook on judgement of estates in mortmain for university students)
- Beyânul-Hak (various articles in the journals of Sırat-ı Müstakim and Sebilürreşad)
- Elmalılı Küçük Hamdi (Various articles in Beyânül-Hak and Sebîlürreşad (scholarly journals))
- Usûl-i Fıkıh (an unpublished book on Islamic jurisprudence)
- Sûrî mantık (an unpublished book on logic)
- Hukuk Kâmusu (an unfinished dictionary of law)
- Divan (an unfinished book)[2]

امین بن محمد حنفی:

(1880ء-1942ء)(1298ھ-1362ھ)

---

1 . Elmalılı Muhammad Hamdi Yazır, Tafsir of Qur'an (Seven Volumes) Publisher: EBUZİYA - Print date: 1935 ,5868 PAGES.

2 . https://en.wikipedia.org/wiki/Muhammed_Hamdi_Yaz%C4%B1r8-8-2019,11:00pm

ان کا مکمل نام امین بن محمد بن سلیمانی البسیونی حنفی ہے۔ انہوں نے بھی حنفی فقہ کے اصولوں سے متعلق کتاب تصنیف کی ہے۔ جس کا نام "ازنة الالتباس عن مسائل القیاس في الاصول" ہے۔[1]

جلال خوجہ (جلال الدین اوکتن)(Celâl Hoca):

(1882ء-1961ء)(1299ھ-1381ھ)

ان کا اصل نام محمود جلال الدین اوکتن ہے۔ یہ مذہبی فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ ترابزون میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد جارجیائی باشندوں کے نام سے جانے جاتے تھے۔(Baba tarafİndan Gürcüzâdeler olarak bilinen) ان کے والد کا دینی علوم میں بڑا نام تھا۔ ان کا نام صالح ذہنی آفندی تھا۔ ان کے نانا عمر فیزی آفندی بھی عالم دین تھے۔ وہ مسجد کے امام تھے ۔ جلال الدین اپنی تعلیم کے دوران اپنے نانا کی مسجد میں امامت بھی کرواتے تھے۔ انہوں نے عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ مدرسہ کی تعلیم بھی جاری رکھی۔ ترابزون کے بعد انہوں نے اپنی تعلیم استنبول میں دارالمعلم میں بھی جاری رکھی۔ اس کے بعد دارالفنون میں عربی ادب کی تعلیم بھی حاصل کی۔ اپنی قابلیت اور خوبصورت انداز تدریس کی وجہ سے انہوں جلال خواجہ کہا جانے لگا۔ انہوں نے دو سال استنبول اسلامک انسٹیٹیوٹ میں علم التوحید اور الہیات کے اسباق بھی پڑھائے۔ وہ مترجم بھی تھے انہوں نے کئی کتابوں کے ترکی، فرانسیسی اور عربی میں ترجمے بھی کیے ہیں۔ ان کے شاگردوں نے ان پر کتاب لکھی جس میں ان ساری چیزوں کی تفصیل مہیا کی گئی۔[2]

---

[1] ۔ ڈاکٹر فاروق حسن، فن اصول فقہ کی تاریخ، ص631

[2] . Celal Hoca: Hayatı ve Şahsiyeti, İstanbul 1962.

جلال خواجہ امام وخطیب اسکولوں کے افتتاح میں اپنی کوششوں کے لیے مشہور ہیں[1]۔ امام و خطیب سکول جب بنائے گے تو پہلا سکول 1370ھ / 1951ء میں استنبول میں قائم کیا گیا۔ ان سکولز میں بنیادی اسلامی تعلیمات کا بندوبست کیا گیا۔ اس پہلے قائم شدہ سکول کے پہلے مدیر جلال الدین اوکتن تھے جو جلال خواجہ کے نام سے معروف تھے[2]۔ چونکہ ان سکولز میں وضو، نماز، جنازہ وغیرہ کی عملی تعلیم فقہ حنفی کے اصولوں کے مطابق دی جاتی تھی۔ اس لیے معاشرہ میں فقہ حنفی کی ترویج میں ان شخصیات کا حصہ بھی مسلمہ ہے۔

احمد حمدی آق سیکی (Akseki,Ahmet hamdi):

(1887ء-1951ء)(1304ھ-1370ھ)

آپ Akseki'nin(Güzelsu) میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں قرآن حفظ کیا۔ پھر کراماں میں سلیمان افندی مدرسہ میں عربی، منطق، فقہ حنفی، فارسی اور تفسیر و حدیث کی کتب پڑھیں۔ پھر 1905ء میں استنبول گئے۔ وہاں فتوی کی تعلیم (Bayındırlı Mehmed Şükrü Efendi'nin) مشہور مفتی محمود سکرو آفندی سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ دار المتخصصین اور دار الفنون میں عربی ادب، علم الکلام کی کتب پڑھیں۔ 1922 میں انہیں ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن اور وزارت اوقاف میں مقرر کیا گیا۔ 1924ء میں انہیں دارالفنون میں تھیالوجی کے شعبہ میں حدیث اور تاریخ حدیث کا نگران مقرر کیا گیا۔ اس دوران انہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ اور صحیح بخاری کا ترجمہ شائع کیا۔ انہیں 1939ء میں مذہبی امور کا ڈپٹی اور 1947ء میں انہیں اسی شعبہ میں ڈائریکٹر تعینات کر دیا گیا۔ اسی ذمہ داری کے دوران 1951ء میں آپ انتقال کر گئے۔ ان کے علمی کام درج ذیل ہیں۔

---

[1] . Nahit Dinçer, 1913'ten Bu Güne İmam-Hatip Okulları Meselesi, İstanbul 1974, s. 61.

[2] ۔ الدکتور محمد صادق الحامدي, الاوقاف علي التعليم في الخلافة العثمانية والجمهور التركية،دار نشر أوتوكن،اسطنبول1998م،ص10

- Rûh ve Bekâ-yı Rûh
- Dini Dersler
- Yavrularımıza Din Dersleri
- İslam Dini Fıtridir
- Garanik Meselesi
- Mezâhibin Telfikı
- Çocuklara Armağan
- İslamda İktisat ve Tasarruf
- Tayyare ve Kuvvet
- Ahlak Dersleri
- Askere Din Dersleri
- Köylüye Din Dersleri
- Velasr Suresinin Tefsiri
- Peygamberimiz Hz. Muhammed ve Müslümanlık
- Peygamberimizin Vecizeleri
- Yeni Hutbelerim
- İslam Dini
- İslam fıtri, tabii ve umumi bir dindir
- İmam Gazali'nin Ruh Nazariyesi
- İman ve İrade Kudreti
- Tacu'l-arus Tercümesi
- İslamda ahlakın mahiyeti
- Medeni Dünyanın Dine Dönüşü
- İrade-i Cüziyye
- Akaid-i islamiye

- İbn-i Sina Felsefesi
- Namaz Surelerinin Türkçe Tercüme ve Tefsiri (Diyanet İşleri Başkanlığı Yayınları, 18. Baskı, 2006)[1]

مصطفی کروجو (Mustafa Kurucu):

(1887ء-1960ء)(1304ھ-1380ھ)

آپ قونیہ میں پیدا ہوئے۔ اپنی تعلیم والد محترم سے ہی حاصل کی۔ پھر Adliye مدرسہ میں تعلیم جاری رکھی۔ پھر قونیہ میں قائم نئے مدرسہ الاسلامیہ میں مدرس ہو گئے۔ مدرسوں کی بندش کے بعد مساجد میں امامت و درس اور وعظ کہنے کا سلسلہ شروع کیا۔ قونیا امام خطیب سکول کی بنیاد پڑ جانے کے بعد انہوں نے وہاں عربی، فقہ اور حدیث کے استاد کی حیثیت سے کام شروع کیا۔ 1960ء میں علالت کے سبب انتقال کر گئے۔[2]

حنفی عالم سلیمان ہلمی تونہان (Süleyman Hilmi Tunahan H.z):

(1888ء-1959ء)(1305ھ-1378ھ)

یہ عثمانی سلطنت میں Ferhatlar نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ اس گاؤں کو Varatlar بھی کہا جاتا ہے۔ آجکل یہ علاقہ بلغاریہ کے صوبہ رازگراڈ میں آتا ہے۔ انہوں نے ایک جامعہ کی بنیاد رکھی۔ جو سلیمانی جامعہ یا سلیمان افندی کمیونٹی کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔[3] یہ ترکی میں واقع ایک مسلم سنی حنفی جامعہ ہے۔ 1990ء کی دہائی میں ایک سروے میں یہ بات سامنے آئی کہ

---

[1] . https://islamansiklopedisi.org.tr/akseki-ahmet-hamdi. 13-7-2019,1:28 PM
[2] . http://konyaninalimvehocalari.konyacami.com/haci-veyiszade-mustafa-efendi/15-7-19, 3:19pm
[3] . Barry Rubin ,Guide to Islamist Movements,(Newyork:M.E. Sharpe2010), 410

20لاکھ سے زائد لوگ اس کمیونٹی سے منسلک ہیں۔ جرمنی اور امریکہ میں اس کی آزاد شاخیں ہیں۔[1]

سلیمانؒ کے والد کا نام شیخ عثمان ہے۔ جو خود بھی بڑے عالم تھے۔ سلیمان نے مدرسہ ستیرلی Silistre میں اپنی تعلیم مکمل کی تھی۔اس کے بعد استنبول میں مدرسہ Sahn میں اپنی تعلیم جاری رکھی۔ جہاں یہ Bafra میں پیدا ہونے والے عالم دین احمد حمدی سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔اس کے بعد سلیمانی مسجد کا مدرسہ المتخصصین میں تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔1919ء میں مدرسۃ القضاۃ لاء سے تخصص کیا۔اس کے بعد استنبول میں مدرس کی حیثیت سے کام شروع کیا۔ یہاں تک کہ خلافت کا خاتمہ ہوا اور مصطفی کمال نے مدارس بند کر دیے ۔مختلف مساجد میں ان کے دروس ہوا کرتے تھے۔ وہ ماتریدی عقائد اور حنفی فقہ سے منسلک تھے[2] اور اپنے طلبہ کو اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔ سلیمان بعد میں تصوف کی طرف مائل ہوئے نقشبندی سلسلہ کے پیر بنے۔ 1959ء میں ان کا انتقال ہوا اور روڈی قبرستان استنبول میں دفن ہوئے[3]۔

محمد حلیسی اکیول(Akyol, Mehmet Hulûsi):

(1888ء-1964ء)(1305ھ-1384ھ)

آپ Yozgatt میں پیدا ہوئے۔ آپ نے گریجویشن تک یوزگٹ میں ہی تعلیم حاصل کی۔ پھر قیصری چلے گئے۔وہاں بڑے مدرسے میں عربی اور دینی علوم کی کتب پڑھیں۔ پھر استنبول مزید اعلی تعلیم کے لیے گئے۔وہیں تین سال تک ایک مسجد کے ناظم رہے۔1920ء میں انہیں

1 . Banu Eligür, The Mobilization of Political Islam in Turkey,(London:Cambridge University Press2010)

2 . See Mustafa Ozdamar, Hadim-ul Kur'an Ustaz Suleyman Hilmi Tunahan (Kirk Kandil Yaynlari 2013).

3 .Vakkasoğlu, Vehbi,” Maneviyat Dünyamıza İz Bırakanlar’’, *Nesil Yayınları, Ekim,(2003)*

یوزگٹ کا مفتی بنا دیا گیا۔ وہیں آپ نے تدریس بھی شروع کر دی۔ آپ نے دار الخلیفہ مدرسہ میں صدر مدرس کی حیثیت سے بھی خدمات سر انجام دیں۔ آپ نے مذہبی امور کے نائب کونسلر کے طور پر اور مذہبی علوم کے بورڈ کے اسسٹنٹ کی حیثیت سے بھی خدمات دیں۔ "عظیم مفتی افندی" (Büyük Müftü Efendi) کے نام سے آپ کو شہرت ملی۔ 1964ء میں آپ کا یوزگٹ میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔[1]

عبد الرحیم رحمی زاپسو (Abdurrahim Rahmi Zapsu):

(1890ء-1958ء)(1308ھ-1378ھ)

آپ عثمانی دور کے آخری الہیات کے فارغ التحصیل ہیں۔ ان کی کئی کتابیں ہیں جن میں سے ایک اہم اور مشہور ہے۔ جس کا نام "اسلام کی عظیم تاریخ" ہے۔ شیخ سعید نورسی کی تحریک میں یہ نمایاں تھے۔ انہیں بھی بغاوت کے الزام میں جلاوطن کیا گیا۔ اس کے علاوہ ان کے مضامین جو مختلف رسالوں اور جرائد کا حصہ بنے[2]۔ اور بقول بعض وہ کتابی شکل میں الگ سے شائع ہوئے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں۔

- Garip Çocuklara Ahlâk Aşısı (Bakü 1918)
- Bir Esir Çocuğun Hatırası (Bakü 1918, manzum piyes)
- Şâfiî İlmihali (İstanbul 1334)
- Ömer Hayyam'a Hücumlar (İstanbul 1942)
- İman Kitabı (İstanbul 1948)
- Enbiyâ Tarihi (İstanbul 1948)
- Temizlik ve Ahkâmı (İstanbul 1949)
- Namaz ve Ahkâmı (İstanbul 1949)

---

[1] . Diyanet İşleri Başkanlığı arşivi, Dersiâmlar sınıfı, M. Hulûsi Akyol şahsî dosyası, nr. 1713 ve özel arşivindeki belgeler.

[2] . Abdurrahim Zapsu Abdurrahim Rahmi Zapsu, şair ve yazardı., *Musa Anter, Hatıralarım I-II*,(Avesta: 2007), s. 70.

- Ramazan Hediyesi Oruç ve Ahkâmı (İstanbul 1949)
- Cenaze ve Ahkâmı (İstanbul 1949)
- Beş Vakit Namaz (İstanbul 1951)
- Helâl ve Haram (İstanbul 1951)
- Abdest ve Gusül (İstanbul 1951)
- Din ve Kin (İstanbul 1951)
- Düşünüyorum ve Soruyorum (İstanbul 1951)
- Lisanda Nezâket Meselesi (İstanbul 1951)
- İmam ve Hatip Mektepleri (İstanbul 1952)
- Zekât ve Ahkâmı (İstanbul 1954)
- İlimden ve Edepten Mahrum Bir Papaza İlim ve Edep Dahilinde Bir Cevap (İstanbul 1954; İstanbul Tarabya Metropolidi Yakovas'ın İslâmiyet ve müslümanlar aleyhine kaleme aldığı yazılara cevaptır)
- Büyük İslâm Tarihi (I-II, İstanbul 1955-1957. Müellifin vefatıyla geniş bir plan halinde kalmış olan III. cildi ilâve edilerek 1976'da tek cilt halinde yayımlanmış bu hacimli eserde Muhammed'in hayatının Mekke devri üzerinde durulmuş, ele alınan konular tarih felsefesi, din felsefesi, içtimâiyat, ahlâkiyat, İslâm felsefesi, hikmet-i tabîiyye gibi alanların ışığında işlenmiştir)
- İslâm Yavrusunun Kitabı (İstanbul 1956)
- Metin'in Din Sorguları (İstanbul 1956)
- Hâle'nin Din Sorguları (İstanbul 1956)
- Pertev'in Din Sorguları (İstanbul 1956)
- Abdürrahim Zapsu'nun Mütefekkirlere Kur'ân-ı Kerim Tefsir Hülâsası, Ben Neyim?

- Ehl-i Sünnet ve Ehl-i Bid'at İlmî Bir Münâkaşa
- Oğluma Bir Tavsiye
- İmam Bûsırî'nin Aşkı
- Peygamberimizi Tanıyalım
- Ahlâk ve Felsefe.

مصنف چونکہ کرد علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لیے ان کے بارے میں دو آراء پائی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ حنفی تھے اور دوسری یہ کہ شافعی تھے۔ ان کی تحریرات تک رسائی نہ ہونے کی وجہ سے کسی ایک کو ترجیح دینا مشکل ہے۔ کردستان، ترکی کا ہی ایک علاقہ ہے۔ جس میں شافعیہ کی کثرت بتائی جاتی ہے۔[1]

محمد زاہد کوتکو(Mehmed Zahid Kotku):

(1897ء-1980ء)(1315ھ-1400ھ)

آپ ترکی کے شہر بورصہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد بھی عالم دین تھے لیکن وہ ان کے بچپن میں ہی انتقال کر گئے تھے۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم بورصہ میں ہی حاصل کی تھی۔ پھر محاذ جنگ پہ چلے گئے۔ واپس آگئے استنبول میں مختلف علماء کے دروس میں شریک ہو کر علم حاصل کرنا شروع کیا۔ پھر مختلف مقامات پر امامت وخطابت کی ذمہ دار نبھاتے رہے۔ پھر خلافت کے خاتمہ کے بعد اپنے علاقے بورصہ میں آگئے۔ یہاں آکر سکندر پاشا مسجد میں امام وخطیب کی حیثت سے کام شروع کیا۔ ان کے وعظ دور دور تک شہرت رکھتے تھے۔ آپ شدید بیماری میں مبتلا ہر کر 1980ء میں خالق حقیقی کو جاملے۔ سیلمانی قبرستان میں ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں حوالہ خاک کیے گئے۔ آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں۔

- Tasavvufî Ahlâk (5 Cild)

[1] . http://mufidyuksel.com/abdurrahim-rahmi-zapsu-cuneyt-zapsunun-dedesi-nun-kabri.html

- Cennet Yolları
- Mü'minlere Vaazlar (2 Cild)
- Ehl-i Sünnet Akaidi
- Ana Baba Hakları
- Hadislerle Nasihatler (2 Cild)
- Nefsin Terbiyesi
- Tezkiretü'l-Evliyâ Tercümesi
- Risâle-i Hàlidiyye Tercümesi
- Cihad
- Evrâd-ı Şerif
- Faydalı Dualar ve 32 Farz Mecmuası
- Yemek Âdâbı[3]

ان کی تقاریر سے جو کتابیں تیار کی گئیں، ان کے نام درج ذیل ہیں۔

- Zikrullah'ın Faydaları
- Özel Sohbetler
- Peygamber Efendimiz
- Tenbihler
- Ölüm
- Zulüm
- Tevbe
- İlim[1]

احمد کیہان دیدی (Ahmet Kayhan Dede):

(1898ء-1998ء)(1316ھ-1418ھ)

1 . https://www.serveryayinlari.com/mehmed-zahid-kotku/15-7-2019,3:30pm

آپ ترکی کے شہر Malatyaمیں پیدا ہوئے۔آپ نے احمد افندی اور موسی کاظم نقشبندی(1896ء-1966ء) (1314ھ -1386ھ)سے تعلیم حاصل کی ۔آپ نے اپنی زندگی کا زیادہ عرصہ انقرہ اور استنبول میں گزارا۔آپ نے ترکی زبان میں کتابیں بھی تحریر کیں۔جن میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں۔

- Âdem ve Âlem ("Man and Universe") (1989)
- Ruh ve Beden ("Spirit and Body") (1991)
- Aradığımı Buldum ("I Found What I Was Looking For") (1992)
- İrfan Okulunda Oku ("Study in the School of Wisdom") (1994)[1]

محمد احسان افندی(Mehmed Ihsan Efendi):

(1902ء-1961ء)(1320ھ-1381ھ)

آپ یوزگٹ(Yozgat'ta)میں پیدا ہوئے۔آپ نے اپنے چچا سے مذہبی علوم سیکھنا شروع کیے۔اس کے بعد اردگرد کے علاقہ میں موجود علماء کرام سے تعلیم حاصل کی۔وہاں کے مفتیان کرام سے فقہ وافتاء کی تعلیم حاصل کی۔ پھر 1924ء میں قاہرہ چلے گئے۔وہاں علمائے ازہر سے علم حاصل کیا۔اس کے بعد آپ نے کئی ممالک کے سفر کیے۔وہاں علم کی روشنی بانٹی ۔پھر قاہرہ چلے آئے۔وہاں تدرسی شروع کیے۔ آپ کو ترکی میں کئے بڑے عہدوں کی پیش کش ہوئی لیکن آپ نے انکار کردیا۔ قاہرہ میں بڑے بڑے علماء آپ کے شاگرد ہیں۔آپ کا سب سے شاندار علمی کام یہ ہے کہ آپ نے ترکی کے مخطوطات کا اشاریہ اور کیٹلاگ تیار کیا۔ جو کئی جلدوں میں شائع ہوا۔ان کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ انہوں نے موت

1 . The Biography of Ahmet Kayhan is written by Henry Bayman: The Teachings of a Perfect Master: An Islamic Saint for the Third Millennium published in 2012 by Anqa Publishing, ISBN 190593744X.

سے پہلے اپنی لکھی ہوئی تمام کاپیاں جلادی تھیں۔ آپ 1961ء میں قاہرہ میں ہی فوت ہوئے۔ اور وہیں دفن ہوئے۔[1]

حسین حلمی اشک(Hüseyn Hilmi Işık):

(1911ء-2001ء)(1329ھ-1422ھ)

آپ استنبول کے علاقہ Eyüp (ایوب) میں پیدا ہوئے۔ ملٹری سکول میں تعلیم حاصل کی۔ استنبول یونیورسٹی کے پہلے کیمیکل انجینئر بنے۔ آپ نے مجتہد عبدالکریم ارواسی سے دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے معقول، منقول، اصول اور فروع کی تعلیم حاصل کی۔ 1953ء میں آپ کو "اجازۃ المطلق لتعلیمات الدینیہ" کا سرٹیفکیٹ عطا ہوا۔ انہوں نے 144 کتب تحریر کیں۔ جن میں سے 60 عربی، 25 فارسی، 14 ترکی اور بقیہ کتب فرانسیسی، جرمن، انگریزی، روسی، بوسنیا اور البانی زبانوں میں مترجم کتب ہیں۔ ان کی چند اہم کتب کے نام درج ذیل ہیں[2]۔

- Catatan Harian Seorang Mata-Mata Kisah Penyusupan Mata-Mata Inggris Untuk Menghancurkan Islam
- İslâm Ahlâkı
- Kıyâmet ve Âhıret
- Cevâb Veremedi
- Herkese Lâzım Olan Îmân
- İngiliz Câsûsunun İ`tirâfları
- Fâideli Bilgiler
- Mektûbat Tercemesi
- Şevâhid-ün Nübüvve

---

[1]. "Kelimetü'l-üstâẕ ed-duktûr Aḥmed es-Saʿîd Süleymân", Dirâsât fi'l-edeb ve't-târîẖi't-Türkî el-Mıṣrî: 2-4 Mârs 1985 (nşr. Ahmed Fuâd Mütevellî), Kahire 1989, s. 12-14

[2]. http://freeislambooks.com/index.php/huseyin-hilmi-isik/23-7-2019,12:46pm

- Menâkıb-ı Çihâr Yâr-i Güzîn
- Hak Sözün Vesîkaları
- Eshâb-ı Kirâm
- Mahzen-ül-ulûm
- Dürr-ül me'ârif
- El-münkızü mined-dalâl
- Glauben und Islam
- İngiliz Câsûsunun İ`tirâfları

ان کی عربی کتب کے نام بھی درج ذیل ہیں۔

- الأنوار المحمدية من المواهب اللدنية
- شواهد النبوة
- الاصول الاربعة
- رسالة تورپشتي
- فتنة الوهابية والصواعق الالهية
- الفجر الصادق في الرد على منكري التوسل
- درّ المعارف
- مكاتيب شريفه
- أنيس الطالبين
- إثبات النبوة ويليه الدولة المكية بالمادة الغيبية
- التوسل بالنبي وبالصالحين
- المنقذ من الضلال ويليه إلجام العوام
- تحفهء اثني عشريه

- السعادة الأبدية فيما جاء به النقشبندية
- الناهية عن طعن امير المؤمنين معاوية
- المنحة الوهبية في ردّ الوهابية[1]

یہ بھی حنفی سکالر تھے۔ اور تصوف میں عبدالحکیم آفندی سے بیعت ہو کر سلوک کا رستہ بھی طے کیا۔ 2001ء میں فوت ہوئے۔ اور مقبرہ ایوب انصاری میں دفن ہوئے[2]۔

مصطفی عاصم کوکسال (Mustafa Asım Köksal):

(1913ء-1998ء)(1331ھ-1418ھ)

یہ قیصری میں پیدا ہوئے۔ آپ نے شروع میں دینی تعلیم حاصل نہ کی۔ 1931ء میں شیخ محمود آفندی سے بیعت ہونے کے بعد دینی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ پھر بعد میں ایک مسجد میں امامت کرنے لگے۔ انہیں بھی اجازت بیعت تھی۔ لوگ ان سے بھی اپنی اصلاح کروانے آتے تھے۔ انہوں نے باقی تعلیم خود کے مطالعے سے حاصل کی۔ انہوں نے بھی کئی یادگار تحریریں چھوڑی ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔

- İslâm Tarihi – Hz. Muhammed Aleyhisselam ve İslamiyet (18 cilt)
- Hz. Hüseyin ve Kerbela Faciası
- Peygamberler Tarihi
- Gençlere Din Kılavuzu
- Tevbe
- Reddiye (Caetani'nin İslam tarihine reddiye)
- Peygamberler (manzum)
- Peygamberimiz (manzum bir siret)
- Sohbetler

1. https://www.goodreads.com/author/list/16771555.Huseyin_Hilmi_Isik
2. http://huseyinhilmiisik.com/englife.htm 23-7-2019,12:26pm

- Armağan
- Ezanlar
- Bir Amerikalının 23 Sorusuna Cevap
- Türkçe Ezan Meselesi
- Şeyh Bedreddin (basılmamıştır)
- Şeyh Ahmet Kuddisi hayatı, mesleği, üstün kişiliği ve eserleri
- İslâm İlmihâli [1]

طاہر بشکیک(Tahir Büyükkörükçü):

(1925ء-2011ء)(1344ھ-1432ھ)

قونیہ میں پیدا ہوئے۔ وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی ۔ شیخ مصطفی کرکو(Mustafa Kurucu'dan) سے علم حدیث حاصل کیا۔ محمود سمیع (Mustafa Kurucu'dan) سے روحانی درس لیا۔ پھر ایک مسجد میں امام و مبلغ کی حیثیت سے خدمات سر انجام دیں۔ 1965ء میں انہیں قونیہ کا مفتی بنایا گیا۔ سات سال وہ مفتی کی حیثیت سے قونیہ میں مسائل کے جوابات دیتے رہے۔ 1973ء میں ریٹائر ہوئے۔ پھر 2000ء تک تبلیغ سے وابستہ رہے۔ انہیں ایک تحریر کی وجہ سے گیارہ ماہ قید کی سزا دی گئی۔ اس تحریر میں "اسلامی اصولوں کی واپسی اور اسلامی ریاست کے قیام کی درخواست" تھی۔ 86 سال کی عمر میں آپ قونیہ میں ہی فوت ہوئے۔ آپ کی تحریریں درج ذیل ہیں۔

- Hakîkî Vechesiyle Mevlâna ve Mesnevî
- İslâm'da edeb
- Mevlânâ ve Mesnevî gözüyle Peygamber Efendimiz
- Mübarek Ramazan ve oruç

[1] . Şimşek, Ahmet (ed.) Türk Tarihçileri , Ankara: Pegem akademi.(Ankra:Ekim 2017). s. 125

- Müslüman Peygamberini tanımalısın[1]

الاستاد الدکتور صباح الدین زعیم:

(1926ء/1344ھ سے تاحال)

1926ء میں سلطنت عثمانیہ کی حدود میں شامل Stip Town of Macedonia میں پیدا ہوئے۔ 1934ء میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ استنبول میں آگئے۔ ترکی زبان اور اسلامک اکنامکس میں مہارت رکھتے ہیں۔[2] یہ استنبول یونیورسٹی میں معاشی علوم کے استاد ہیں۔ پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں۔ اسلامی بینک جدہ میں ترکی کے نمائندہ کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ ترکی میں اسلامی شخصیات میں یہ معروف حیثیت کے حامل ہیں۔ ترکی میں اوقاف لکے سرکاری نظام میں اصلاحات کے حوالے سے ان کا نام لیا جاتا ہے۔ ترکی میں جامعہ صباح الدین زعیم کے نام پر ایک یونیورسٹی قائم کی گئی جس میں پی ایچ ڈی تک کی تعلیم ہے۔ اور طلبہ کو وظائف اور رہائش یونیورسٹی کی طرف سے بلا معاوضہ دی جاتی ہے۔ اس یونیورسٹی میں وقف کی تعلیم حنفی اصولوں کے مطابق اور ساتھ ساتھ مختلف اسلامی شعبوں میں معیاری تحقیق کروائی جاتی ہے۔[3]

شیخ محمود آفندی استنما اوغلو (Mahmut Ustaosmanoğlu):

(1929ء/1347ھ سے تاحال)

آپ ترابزون میں پیدا ہوئے۔ دس سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔ پھر مدرسہ کی تعلیم حکومتی ارکان سے چھپ کر حاصل کی۔ 16 سال کی عمر میں اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ طریقت کے امام بنے۔ آپ کے لاکھوں مرید ہیں۔ آپ نے ابھی ترکی میں قدیم وجدید کے امتزاج

---

1. https://tr.wikipedia.org/wiki/Tahir_.13-7-2019, 10:07PM
2. "Who is Prof. Dr. Sabahattin Zaim? - İstanbul Sabahattin Zaim Üniversitesi". Izu.edu.tr. Retrieved 29 December 2017.23-7-2019, 11:34pm
3. یلماز أوزتونا، تاریخ ترکیا الکبیر، دار نشر اوتوکن، استنبول 1978م، ص38

سے مضبوط بنیادوں پہ دینی و مذہبی علوم کے حصول کے لیے مدارس بنائے ہیں۔ جہاں اسلامی علوم کے ساتھ فقہ حنفی کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ تبلیغی جماعت کے ساتھ آپ کا گہرا رشتہ ہے۔ رجب طیب اردگان بھی آپ سے گہری عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ کے شاگردوں نے فقہ حنفی میں مسائل کا حل آپ کی رہنمائی میں بتانا شروع کیا ہے۔ آپ کی چند اہم تالیفات درج ذیل ہیں۔ [1]

- Ruhul Furkan Tefsiri (Henüz 18. cilde kadar yazılmıştır ve 54 cilt olması beklenmektedir) (Açıklamalı Kur'an tefsiri)
- Sohbetler (6 Cilt) (Kendi yapmış olduğu sohbetler)
- Risale-i Kudsiyye (2 Cilt) (Yanyalı Mustafa İsmet Garibullah'ın eserinin tercüme ve izahı)
- Umre Sohbetleri
- Fatiha Tefsiri
- Âyete'l Kürsî ve Amene'r-Rasûlü Tefsiri
- Kur'an-ı Kerim'in Faziletleri ve Okuma Âdabı
- Efendi Babam Buyurdu ki
- Kurânı Mübîn ve Kelime Mânalı Meâli Âlîsi
- Kuranı Mecid ve Tefsirli Meali Alisi
- Efendi Hazretlerimizin Hatm-i Hâce Sohbetleri
- İrşadül Müridin
- Mahmud Efendi Hazretlerinden Duâlar
- Asrın Müceddidi Mahmud Efendi Hazretleri ile Huzur İkliminde İrşad Umresi 2011
- Uluslararası İnsanlığa Hizmet Sempozyumu Ödül Töreni

- Tembihat
- Mektubatı Mahmudiyye

بکر تپال اوغلو(Bekir Topaloğlu):

(1932ء-2016ء)(1351ھ-1437ھ)

یہ ترابزون میں پیدا ہوئے۔ وہاں کی روایت کے مطابق ابتدائی دس تک انہوں نے عربی زبان، فقہ، حدیث، الہیات اور منطق کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ پھر امام خطیب سکول میں پڑھا۔ پھر استنبول اسلامک انسٹیٹیوٹ میں تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے " نظریہ اسلامی میں اور فلسفہ کے ہاں اللہ کا وجود"(İslâm Kelâmcıları ve Filozoflarına Göre Allah'ın Varlığı) پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ یہ بی ترکش اسلامی انسائیکلوپیڈیا کے مصنفین میں شامل ہیں۔ انہوں نے 162 مضامین کی تیاری میں کردار ادا کیا۔ انہوں نے ماتریدی کی کتاب التوحید پر تحقیقی کام کیا۔ یہ 2016ء میں فوت ہوئے اور استنبول میں ہی اپنے خاندانی قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔ ان کی علمی و تحقیقی کام کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- Arapça Dilbilgisi Sarf-Nahiv
- İslâm'da Kadın (İstanbul 1965, 1992)
- İslâm Kelâmcıları ve Filozoflarına Göre Allah'ın Varlığı -İsbât-ı Vâcib- (Ankara 1971, 2012)
- Nesillerin El Kitabı (İstanbul 1976, 2010)
- Kelâm İlmi: Giriş (İstanbul 1981, 2013)
- Kitâbü't-Tevhîd -Açıklamalı Tercüme- (İstanbul 2002, 2015)
- Kelâm Araştırmaları Üzerine Düşünceler (İstanbul 2004)

- ve Kelâm Terimleri Sözlüğü (İlyas Çelebi ile birlikte, İstanbul 2010, 2013)başlıca eserleridir.
- Insan,Kainat ve Otesi
- Ebû Mansûr el-Mâtürîdî'nin Te'vîlâtü'l-Kur'ân adlı tefsirinin I. cildinin ve II. (İstanbul 2017)
- İslâm Kelâmcıları ve Filozoflarına Göre Allah'ın Varlığı[1]

سلیمان اتش(Süleyman Ateş):

(1933ء/1352ھ سے تاحال)

یہ ترکی کے شہر Elazig میں پیدا ہوئے۔ انقرہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ دس سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔ عربی کی تعلیم بھی حاصل کی۔ مصر میں الازھر یونیورسٹی میں بھی تعلیم حاصل کی۔ یہ دو مساجد میں امام و خطیب بھی رہے۔ یہ religious affair in turkey directorate کے صدر بھی رہے۔ انھوں سے 107 کتابیں اور 1000 سے زائد مضامین لکھے۔ ان کی مشہور کتابوں میں قرآن مجید کا ترجمہ اور اس کی جدید تشریح بھی شامل ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف قرآن نے 33 جلدوں میں ان کی تفسیر شائع کی۔ (The Holy Quran and Turkish Translation of the Quran and Modern Interpretation of The Quran)

ان کی اپنی ویب سائٹ ہے جس میں وہ لوگوں کے سوالوں کے جوابات دیتے ہیں۔[2]

خیر الدین کرامان(Hayrettin Karaman) :

(1934ء/1353ھ سے تاحال)

---

1 . https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/bekir-topaloglu. 14-7-2019,11:00pm

2 . Suleyman-ates.com SüleymanAteş. /https://en.wikipedia.org/wiki/S%C3%BCleyman_Ate%C5%9F 14-7-2019,11:00pm

اوروم (Çorum) کے شہر میں پیدا ہوئے۔ اسلامی قانون کی تعلیم حاصل کی۔ رسمی طریقہ سے ہٹ کر پرانے طرز تعلیم سے بھی استفادہ کیا۔[1] جدید ترکی میں مشہور اسلامی سکالر کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ استنبول میں ہائر اسلامک انسٹیٹیوٹ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری "ابتداء سے چوتھی صدی تک اسلامی قانون میں اجتہاد" پر مقالہ لکھ کر حاصل کی۔ اسی ادارے میں پروفیسر اور الٰہیات فیکلٹی کے ڈین بھی رہے۔ اپنی قومی زبان کے علاوہ عربی، فرانسیسی اور فارسی زبان میں مہارت رکھتے ہیں۔ کثیر التصانیف حنفی سکالر ہیں۔ ان کی بعض اہم کتابوں کے اردو نام درج ذیل ہیں۔

- Arapça Sarf-Nahiv ve Arapça Metinler (Ders Kitabı, Bekir Topaloğlu ile birlikte, 1964)
- Fıkıh Usûlü (ders kitabı, 1965)
- Hadis Usûlü (ders kitabı, 1965)
- Arapça-Türkçe Yeni Kâmus (Bekir Topaloğlu ile birlikte, 1966)
- İslam Hukukunda İçtihad (tez, 1975)
- Günlük Hayatımızda Haramlar Helâller (1979, İz Yayıncılık, 2007)
- Anahatlarıyla İslam Hukuku (I. 1984; II, 1985; III, 1986)
- İslam'da Kadın ve Aile (I, 1993; II, 1994)
- İslamlaşmanın Önündeki Engeller (1995)
- Gerçek İslam'da Birlik (İz Yayıncılık, 1996)
- İnsan Hakları (1996)
- Yeni Gelişmeler Karşısında İslâm Hukuku (genişletilmiş 4. baskı, İz Yayıncılık, 1998)

1 . Russell Powell, Shariʿa in the Secular State:Evolving Perceptions of Law and Religion in Turkey, (phd thesis)(Washington:University of Washington 2014),68

- Her Şeye Rağmen (söyleşiler, 2001, 2004 İz Yayıncılık)
- Hayatımızdaki İslâm (1, 2002, 2003; 2, 2006 İz Yayıncılık)
- Dert Söyletir (şiirler, İz Yayıncılık 2002, 2004)
- İmam-ı Rabbani ve İslâm Tasavvufu (İz Yayıncılık, 2003)
- Bir Varmış Bir Yokmuş -Hayatım ve Hatıralar- (İz Yayıncılık, 2008)
- Türkçe Yeni Kamus (Bekir Topaloğlu ile birlikte, 1966)
- Mukayeseli İslam Hukuku (1974, 1982, İz Yayıncılık, 1991)
- İslam Hukuku Tarihi (1975, İz Yayıncılık)
- İslam Hukukunda İctihad (1975)
- İslam'ın Işığında Günümüzün Meseleleri (1975, 1988, İz Yayıncılık, 1992)
- İslam'da İşçi-İşveren Münasebetleri (1981)
- İslam'da Kadın ve Aile (1993)
- Laik Düzende Dini Yaşamak (İz Yayıncılık, 1997)
- Dinlerarası Diyalog Nedir? (Ufuk Kitap, 2005)
- Polemik değil, diyalog (Ufuk Kitapları, Prof. Dr. Hayrettin Karaman, Faruk Tuncer, Ömer Faruk Harman[1]

اس کے علاوہ کئی چھوٹی بڑی کتب، رسائل وجرائد میں مضامین اور ڈان اخبار ترکی میں ایک صفحہ متعینہ اور اپنی ویب سائٹ چلارہے ہیں[2]۔

[1] . "Cübbeli Ahmet Hoca Hayrettin Karaman'a demediğini bırakmadı". İNTERNET HABER. 30 Aralık 2017 tarihinde kaynağından arşivlendi. Erişim tarihi: 2017-12-30.,24-7-2019,12:29am

[2] . Hayrettin Karaman'ın resmî Web sitesi.

فصل دوم: جدید ترکی (1938ء-2015ء/1357ھ-1436ھ) کے مشہور علمائے

احناف

اس فصل میں 1938ء/1357ھ سے لے کر 2015ء/1436ھ تک کے ان محققین اہل علم کا تعارف لکھا جائے گا۔ جنہوں نے فقہ حنفی کے حوالے سے کوئی علمی یا عملی کام کیا ہو۔

طیار علی تکلاج(Tayyar Altikulaç):

(1938ء/1357ھ سے تاحال)

انہوں نے امام خطیب سکول سے ابتدائی اور استنبول انسٹیٹیوٹ آف اسلامک ہائر سٹڈی سے گریجویشن کیا۔ انہوں نے شہاب الدین ابو الشامی المقدسی اور مرشد الوجیز میں تقابلی مطالعہ پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ یہ بھی "ترکش انسائیکلوپیڈیا آف اسلام "(TVD Islamic Encyclopedia) کے مصنفین میں سے ہیں۔ یہ تفسیر سائنسی کمیٹی کے چیئرمین بھی رہے۔ اور مذہبی امور کے صدر بھی رہے۔ اسلامی ریسرچ سنٹر ترکی کے مذہبی فاؤنڈیشن(ISAM) کے صدر بھی رہے۔ ان کا علمی کام:

- (The Holy Quran and Turkish Translation of the Quran and Modern Interpretation of The Quran)
- Maʻrifetü'l-kurrâi'l-kibâr ale't-tabakât ve'l-âsâr li'z-Zehebî (tahkikli neşir, İstanbul 1995)
- Hz. Osman'a İzafe Edilen Mushaf-ı Şerîf (Topkapı Sarayı Müzesi nüshası) (İstanbul: IRCICA 2007)
- Hz. Osman'a Nispet Edilen Mushaf-ı Şerîf (Türk ve İslâm Eserleri Müzesi nüshası) (İstanbul: İSAM 2007)

- Hz. Osman'a Nispet Edilen Mushaf-ı Şerîf(Kahire el-Meşhedü'l-Hüseynî nüshası) (İstanbul: IRCICA 2009)
- Hz. Ali'ye Nisbet Edilen Mushaf-ı Şerîf(San'a nüshası) (İstanbul: IRCICA 2011)
- Mushaf-ı Şerîf(Kahire İslâm Sanatları Müzesi nüshası) (İstanbul: IRCICA 2014)
- Mushaf-ı Şerîf(Paris Bibliothèque Nationale nüshası) (İstanbul: IRCICA 2015)
- Günümüze Ulaşan Mesâhif-i Kadîme: İlk Mushaflar Üzerine Bir İnceleme (İstanbul: IRCICA 2015)
- Mushaf-ı Şerîf(Tübingen nüshası) (İstanbul: IRCICA 2016) başlıca eserleridir. Ayrıca hatıralarını Zorlukları Aşarken (İstanbul 2011) adıyla kitaplaştırmıştır.[1]

محمد اسد توشان(Mahmud Esad Coşan):

(1938ء-2001ء)(1357ھ-1421ھ)

آپ ترکی میں استنبول کے علاقے (Çanakkale's Ayvacık) میں پیدا ہوئے۔استنبول یونویرسٹی سے فارسی ، عربی اور دینی تعلیم حاصل کی ۔انقرہ یونیورسٹی میں لیکچرر مقرر ہوئے۔پندرھویں صدی کے ایک شاعر حاتم محمد(Hatipoğlu Muhammad) پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی ۔1982ء میں وہ مکمل پروفیسر ہو گئے۔اس کے ساتھ ساتھ آپ خالدیہ نقشبندیہ کے شیخ زاہد کوتکو سے حدیث کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔1997ء میں آپ اسٹریلیا گئے ۔ اور وفات تک یورپ کے مختلف شہروں میں ارشاد و اصلاح کا کام کرتے رہے۔آپ اور آپ کے داماد اسٹریلیا میں ایک کار حادثے میں فوت ہوئے ۔ آپ کا جنازہ

---

1 . https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/tayyar-altikulac13-8-2019,12:13AM

استنبول ترکی میں ہوا۔اور فاتح مسجد کے ساتھ احاطے میں سپرد خاک ہوئے۔آپ کی تصنیفا
ت کافی ہیں۔ان میں سے بعض کے نام درج کیے جاتے ہیں۔

- İslâm Dergisi Başmakaleleri (Editorials of Magazine of Islam)
- Kadın ve Aile Dergisi Başmakaleleri (Editorials of Magazine of Women and Family)
- İlim Sanat ve Panzehir Dergileri Başmakaleleri (Editorials of Magazines of Science&Art and Antidote)
- İdeal Yol (Ideal Way)
- Dilimiz ve Kültürümüz (Our Language and Culture)
- Tarihi ve Tasavvufi Şahsiyetler (Historical and Mystical Figures)
- Mehmed Zahid Kotku (Mehmed Zahid Kotku)
- İstanbul'un Fethi ve Fatih (The Conquest of Istanbul and Conqueror)
- Hatiboğlu Muhammed ve Eserleri (Hatipoglu Muhammad and His Works)
- Matbaaci Ibrâhîm-i Müteferrika ve Risâle-i Islâmiye (1982) (The Printer Ibrahim-i Muteferriqa and Risale-i Islamiyye)
- Haji Bektashi Veli ve Maqàlat (Hadji Baktash Veli and his Work Maqalat)
- Gayemiz (1987) (Our Aim)
- İslâm Çağrısı (1990) (The Message of Islam)
- Yeni Ufuklar (1992) (New Horizons)
- Çocuklarla Basbasa (Amongst Children)
- Basarinin Prensipleri (The principles of success)
- Türk Dili ve Kültürü (Turkish Language and Culture)

- Islâm'da Nefis Terbiyesi ve Tasavvufa Giriş (1992) (The Purification of Self in Islam and introduction to Sufism) [1]

سلیمان الوداغ(Süleyman Uludağ):

(1940ء/1359ھ سے تاحال)

انہوں نے بھی امام خطیب سکول میں تعلیم حاصل کی۔ ان کا ڈاکٹریٹ کا مقالہ "اسلام کے لحاظ سے موسیقی اور سماع" کے عنوان پر تھا۔ یہ بھی "ترکش انسائیکلوپیڈیا آف اسلام "(TVD Islamic Encyclopedia) کے مصنفین میں شامل ہیں۔ انہوں نے 232 مضامین اس انسائیکلو پیڈیا کے لیے تیار کیے۔ ان کی علمی و تحقیقی کام درج ذیل ہیں۔

ترجمہ کا کام

- Kuşeyrî Risalesi
- Keşfü'l-Mahcûb/Hakikat Bilgisi, , Hucvîrî)
- "Mukaddime" I-II, (İbn Haldun)
- Taarruf/Doğuş Devrinde Tasavvuf, (Kelabazi)
- Tezkiretü'l-Evliyâ, (Feridüddin Attar)
- Şifâü's-Sâil/Tasavvufun Mahiyeti
- Faysalü't-Tefrika/İslâm'da Müsamaha
- Esrâru't-Tevhîd/Tevhidin Sırları
- İbn Haldun Üzerine Araştırmalar (Satı Husrı)
- Kelâm İlmi ve İslâm Akâidi
- Felsefe-Din İlişkileri, (İbni Rüşd)
- Evliyâ Menkıbeleri, (M. Kara ile ortak)
- İslâm'da Tenkit ve Tartışma Usulü, (M. Kara ile ortak)

[1] . https://en.wikipedia.org/wiki/Mahmud_Esad_Co%C5%9Fan14-7-19,4:00PM

تالیفات

- İslâm'da Faiz Meselesine Yeni Bir Bakış
- İslâm-Siyaset İlişkileri
- İslâm Düşüncesinin Yapısı
- İslâm'da Emir ve Yasakların Hikmetleri
- İslâm Açısından Müzik ve Sema
- İslâm'da Mürşid ve İrşad Faaliyeti
- İslâm'da İnanç Konuları ve İtikadî Mezhepler
- İbni Arabi
- Bayezid Bistâmî
- Fahreddin Râzî
- İbn Haldun
- Tasavvuf ve Tarihi, (S. Eraydın, M. Demirci, K. Yaylalı ile ortak)
- Tasavvuf Terimleri Sözlüğü
- Sûfî Gözüyle Kadın
- Tasavvuf ve İnsan
- Dört Kapı, Kırk Eşik
- İran'a ve Turan'a Seyahat
- Tasavvuf Kültüründe Keşif ve Keramet

درسی کتب

- Kelâm Dersleri, 1969
- Akâid ve Kelâm, 1981 (Fuat Kavukçu ile ortak)
- İslâm'da İnanç Konuları ve İtikadî Mezhepler, 1992

مضامین اور انسائیکلوپیڈیا کے مضامین

- "Kâşânî", "Gazâlî", "Hallâc-ı Mansûr", "Kuşeyrî", "Hucvirî" maddeleri, TDV İslam Ansiklopedisi
- "İbn Teymiye", İbn Teymiye Külliyâtı, c. I, 1986
- "İbn Teymiye'de Mantık Meselesi", İslâmî Araştırmalar, 1987-4
- "Tasavvuf Karşıtı Akımlar ve İbn Teymiye'nin Tasavvuf Felsefesi", İslâmiyât, 1999-3.[1]

محمد یاسر کاندمیر (M. Yaşar Kandemir):

(1941ء/1360ھ سے تاحال)

ان کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے۔ کچھ دستاویز میں ان کی تاریخ پیدائش 1939ء بھی درج ہے۔ انہوں نے امام خطیب سکول میں ابتدائی تعلیم، اور اس کے بعد اسلامک انسٹیٹیوٹ استنبول یونیورسٹی میں اعلی تعلیم حاصل کی۔ یہ فقہ اور حدیث کے علوم میں مہارت رکھتے ہیں۔ انہوں نے "ترکش انسائیکلوپیڈیا آف اسلام" کی تیاری میں اہم خدمات انجام دی ہیں۔ یہ استنبول میں حدیث کے ذریعے قرآنی ترجمہ کے لیے قائم ادارے میں بھی مترجم کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان کی چند اہم تصانیف یہ ہیں۔

- Hikayelerle Çocuklara 40 Hadis
- Şifa-i Şerif Şerhi (Lüks Termo Deri Kapak, 3 Cilt)
- Mutlu Bir Yuva İçin
- Elhamdülillah Müslümanım
- Özlenen Gencin Örnek Ahlakı (Karton Kapak)
- Genç Siyer Serisi
- Peygamberleri Öğrenelim (Karton Kapak)

1 . https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/suleyman-uludag. 14-7-2019,11:00pm

- Hadis Karşıtları Ne Yapmak İstiyor?
- Gönül Doktoru
- El-Edebü'l Müfred (2 Cilt Takım, Termo Deri, Ivory Kağıt)
- El-Edebü'l Müfred; (2 Cilt Takım, Kuşe Kapak, Ivory Kağıt)
- Gençler için Peygamberimizin Hayatı
- Sahabeden 101 Hatıra[1]

محمد عاکف الدین (Mehmet Akif Aydin):

(1948ء/1367ھ سے تاحال)

انہوں نے استنبول اسلامی انسٹیٹیوٹ، میں فیکلٹی آف لاء سے گریجویشن کیا۔ انہوں نے اٹھارویں، انیسیوں اور بیسویں صدی میں عثمانی قوانین اور ترک قوانین میں پیشرفت وارتقاء کے حوالے سے مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ انہوں نے "ترکش انسائیکلوپیڈیا آف اسلام" (TVD Islamic Encyclopedia) کے چالیس مضامین جو فقہ حنفی اور دوسرے کئی موضوعات سے متعلق ہیں، پر تحقیقی کام کیا۔ اس وقت یہ استنبول میڈیپول یونیورسٹی آف لاء کے ڈین بھی ہیں۔ ان کے درج ذیل مقالے شائع ہو چکے ہیں۔

- İslâm Osmanlı Aile Hukuku (İstanbul 1985)
- İslâm Osmanlı Hukuku Araştırmaları (İstanbul 1995)
- Türk Hukuk Tarihi (II. bs., İstanbul 2013)
- Kadı Sicillerinde İstanbul (İstanbul 2011)
- isimli kitapları ve çok sayıda makalesi vardır.
- Ayrıca F. Gedikli, M. Akman, E. B. Ekinci ve M. Kenanoğlu ile birlikte Sarkis Karakoç'un Külliyât-ı Kavanîn (2 c., Ankara 2006) adlı eserinin

---

1 . https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/m-yasar-kandemir13-8-2019,12:13AM

yayınını gerçekleştirmiş, İstanbul Kadı Sicilleri (40 c.) ve Antik Çağdan XXI.[1]

عمر فاروق حرمان(Ömer Faruk Harman):

(1950ء/1369ھ سے تاحال)

یہ بھی امام خطیب سکول سے تعلیم پانے کے بعد اسلامک انسٹیٹیوٹ استنبول میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔یہ بھی "ترکش انسائیکلوپیڈیا آف اسلام "(TVD Islamic Encyclopedia) کے مصنفین میں شامل ہیں۔اس میں 92 مضامین ان کے قلم سے نکلے ہیں۔یہ پیرس میں مذہبی امور کے سربراہ بھی رہے۔اس وقت ابن خلدون یونیورسٹی میں اسلامی سائنسز کی فیکلٹی میں تاریخ مذاہب کے ممبر ہیں۔ادارہ مذہبی امور ترکی کے صدر بھی رہے۔ان کے علمی و تحقیقی کام کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- "Metin Muhteva ve Kaynak Açısından Yahudi Kutsal Kitapları" (yayımlanmamış doçentlik takdim tezi, 1988)
- "Metin Muhteva ve Kaynak Açısından Barnaba İncili" (yayımlanmamış profesörlük takdim tezi, 1994)
- Türkiye'de Misyonerlik Faaliyetleri (ed. Ö. Faruk Harman, İstanbul 2004)
- "L'administration des cultes en Turquie" (L'administration des cultes dans les pays de l'Union Europeenne, ed. B. Basdevant-Gaudemet, Leuven 2008 içinde, s. 197-205)
- "Bir Disiplin Olarak Dinler Tarihi'nin Ortaya Çıkışı (Doğu-Batı)" (Türkiye'de Dinler Tarihi: Dünü, Bugünü, Geleceği, Ankara 2010 içinde, s. 23-48) ve Kudüs'ün Gizemli Tarihi (İstanbul 2016)

1 . https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/mehmet-akif-aydin13-8-2019,12:13AM

- (İSAM) tarafından yayımlanan İlmihal I: İman ve İbadetler (İstanbul 1998, 2017) ve İlmihal II: İslâm ve Toplum (İstanbul 1999, 2017) [1]

مصطفیٰ (Mustafa Çağrici):

(1950ء/1369ھ سے تاحال)

انہوں نے قیصری میں قرآن مجید حفظ کیا۔ امام خطیب سکول سے تعلیم حاصل کی۔ استنبول اسلامک ہائر انسٹی ٹیوٹ سے گریجویشن کیا۔ "غزالی کے مطابق اسلامی اخلاقیات: نظری و عملی کی حیثیت میں" پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی۔ انہوں نے بطور امام و خطیبِ استنبول اور بطور مفتی استنبول کام کیا۔ "ترکش انسائیکلو پیڈیا آف اسلام" (TVD Islamic Encyclopedia) کے مصنف کے طور پر بھی کام کیا۔ اس کے لیے 172 مضامین لکھے۔ ان کے علمی و تحقیقی کام کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- Kur'an Yolu Türkçe Meâl ve Tefsir
- Hz. Muhammed Tarihin Akışını Değiştiren Peygamber
- İslam Düşüncesinde Ahlak
- Anahatlarıyla İslam Ahlakı
- İslam Düşüncesinde Ahlak
- Gazzali
- Kur'an'ın Geliş Ortamında Ahlak ve İnsan İlişkileri Gazzali'ye Göre İslam Ahlakı [2]

ابراہیم کافی ڈونمز (Ibrahim Kâfi Dönmez):

(1951ء/1370ھ سے تاحال)

---

1 . https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/omer-faruk-harman. 14-7-2019,11:00pm

2 . https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/mustafa-cagrici. 14-7-2019,11:00pm

آپ ازمیر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے استنبول انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز اور استنبول یونیورسٹی آف لاء سے 1976ء میں گریجویشن کیا۔ آپ نے "اسلامی قانون (فقہ) میں ماخذ کا تصور اور مصدر کے تصور سے متعلق اسلامی وکلاء کے طریق کار میں فرق" پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ آپ "اسلامی تعاون بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی" کے رکن بھی رہے۔ آپ نے مصنف، مدیر اور فقہ سائنس کمیٹی کے چیئر مین کی حیثیت سے 39 مضامین "ترکش انسائیکلو پیڈیا آف اسلام" (TVD Islamic Encyclopedia) میں تحریر کیے۔ وہ مذہبی فاؤنڈیشن ترکی کے رکن بھی رہے۔ ان کے علمی کام کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- Fıkıh Usulü İncelemeleri (İstanbul 2014)
- Fıkıh ve Fıkıh Tarihi İncelemeleri (Ankara 2015)
- Dirâsât Fıkhiyye ve Usûliyye (baskida) adlı kitaplarının yanı sıra Zekiyyüddin Şa'bân'dan İslâm Hukuk İlminin Esasları (Usûlü'l-Fıkh) (Ankara 1990, 2017)
- İslâm'da İnanç İbadet ve Günlük Yaşayış Ansiklopedisi (I-IV, 1997, 2006)
- Türkiye Diyanet Vakfı tarafından yayımlanan Kur'ân-ı Kerîm ve Açıklamalı Meali (1993'ten bu yana çok sayıda baskısı yapıldı)
- Türkçe Meâl ve Tefsir (2003'ten bu yana çok sayıda baskısı yapıldı) adlı tefsiri ve Kur'an Yolu Meâli (Ankara 2014) [1]

نوری اوزجان (Nuri Özcan):

(1951ء/1370ھ سے تاحال)

1 . https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/ibrahim-kafi-donmez. 13-8-2019,3:00pm

انہوں نے امام خطیب سکول سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد استنبول ہائر اسلامک انسٹی ٹیوٹ میں اعلی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے عربی، فارسی اور ادب کے شعبہ میں بھی مہارت حاصل کی۔ مرمرہ یونیورسٹی کے تھیالوجی ڈیپارٹمنٹ سے بھی تعلیم حاصل کی۔ "عثمانیوں میں مذہبی سماع" کے موضوع پہ مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کیا۔ انہوں نے بھی "ترکش انسائیکلوپیڈیا آف اسلام "(TVD Islamic Encyclopedia) میں بھی مصنف، مدیر اور مسلم سائنس کمیٹی کے سربراہ کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ اس انسائیکلوپیڈیا میں 234 مضامین آپ کے قلم کے مرہون منت ہیں۔ ان کا علمی کادرج ذیل ہیں۔

- Son Peygamber Hz. Muhammed (ed. Casim Avcı, İstanbul 2007)
- İstanbul Ezanları: İstanbul Azans (ed. Yusuf Çağlar, İstanbul 2010)
- Mûsikî Dünyamızın Dâvûdu Buhûrîzâde Mustafa Itrî (haz. Mustafa İsmet Uzun, İstanbul 2013)
- Makamlarla Türk Din Mûsikîsi Eğitim Seti (haz. Ubeydullah Sezikli, İstanbul 2013)
- gibi derleme kitaplarda ve Anadolu Üniversitesi Açıköğretim Fakültesi'nin İslâm Sanatları Tarihi (Eskişehir 2011) [1]

یاسر نوری اوزترک (Yaşar Nuri Öztürk):

(1951ء-2016ء)(1370ھ-1437ھ)

آپ ترک یونیورسٹی میں اسلامی الہیات کے پروفیسر اور سابقہ ترک پارلیمنٹ ممبر تھے۔ انہوں نے نیو یارک بیری ٹاؤن کے مذہبی ڈیپارٹمنٹ میں اسلامی فکر کی تعلیم دی۔ انہوں نے ترکی، امریکہ، یورپ، مشرق وسطی اور بلقان میں کئی کانفرسوں میں لیکچرز دیے۔ انہوں نے خود کو سیکولر جمہوری حکومتوں کے آگے اسلام کا نمائندہ بنا کر اسلام کے

[1] . https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/nuri-ozcan. 14-7-2019,11:00pm

لیے جدوجہد کی[1]۔ان کی کتابیں تحقیقی اور ادبی دونوں رنگوں کو سمیٹے ہوئے ہوتی تھیں۔ان کی 30 کے قریب ترکی، جرمنی اور انگریزی میں کتابیں شائع ہوئیں۔ان کی بعض کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔

- Islam and Europe, (Die Zeit, February 20, 2003)
- "Islam and Democracy," ["Desperately Seeking Europe," London (Archetype Publications), 2003
- Europa Leidenschaftlich Gesucht, München-Zürich, (Piper Verlag) 2003
- İslam-Batı İlişkileri ve Bunun KEİ Ülkelerindeki Yansımaları" (Chelovecheskiy Faktor: Obschestvo i Vlast, 2004-4)
- Back to the Qur'an" movement. Öztürk's role and contributions to this movement
- Turkish translation of Elmalılı Muhammed Hamdi Yazır's Qur'anic exegesis-Hakk Dīni Kur'an Dili originally
- Kur'an Penceresinden Kurtuluş Savaşı'na Bir Bakış[2]

علی براق اوغلو (Ali Bardakoglu):

(1952ء/1371ھ سے تاحال)

انہوں نے استنبول یونیورسٹی آف اسلامک اسٹڈیز اور استنبول لاء سکول سے گریجویشن کیا۔انہوں نے اتاترک یونیورسٹی میں فیکلٹی آف اسلامک سائنس میں ڈاکٹریٹ کی۔وہ کچھ عرصہ ٹرینی جج کی حیثیت سے، اور کئی یونیورسٹیوں میں اسلامی اور مذہبی علوم کی بین الاقوامی

---

1 . Öztürk, Yaşar Nuri, En-el Hak İsyanı (The Anal Haq Rebellion) – Hallâc-ı Mansûr(Darağacında Miraç - Miraç on Gallows), Vol 1 and 2, (Yeni Boyut, 2011).

2 . TheMrYesilgoz Haber (26 June 2016). "Gülgün Feyman Budak İle Nasıl Yani?-26 Haziran 2016-Doğu Perinçek&Mustafa Tahir Öztürk-Tek Parça" – via YouTube.

فیکلٹیوں میں تعلیم دیتے رہے۔2003ء سے 2010ء تک وہ مذہبی امور کے صدر بھی رہے۔انہوں نے "ترکش انسائیکلوپیڈیا آف اسلام "(TVD Islamic Encyclopedia) میں بھی نمایاں خدمات دیں۔اس پروجیکٹ میں وہ فقہ سائنس کمیٹی کے چیئرمین رہے۔خود ان کے فقہ کے حوالے سے 60 مضامین اس انسائیکلوپیڈیا کی زینت بنے۔ترکی اسلامی تحقیق اور مذہبی ادارہ کے اشتراک سے قائم ہونے والا ادارہ(ISAM) کے مینیجمنٹ بورڈ کے رکن بھی رہے۔انہوں نے استنبول میں 2012ء میں قرآن ریسرچ سنٹر (KURAMER) قائم کیا۔انہوں نے فقہ (اسلامی قانون) امیگریشن کے قانون اور اسلامی قانون کے طریقہ کار اور جدید معاشرتی قوانین پر مختلف رسائل وجرائد میں تحریریں لکھیں۔ان کے بعض تحقیقی کام:

- İslam'ı Doğru Anlıyor Muyuz?
- 21. Yüzyıl Türkiye'sinde Din ve Diyanet (2 Kitap)
- İslam Işığında Müslümanlığımızla Yüzleşme
- Religion And Society
- İslam Düşüncesinde Yeni Arayışlar - 1[1]

مولانا بیرام علی اوزترک:(Bayram Ali Öztürk Cinayeti):

(1952ء-2006ء)(1371ھ-1427ھ)

آپ اپنے سلسلہ اسلماعیلیہ نقشبندیہ میں مکتوباتی بیرام خواجہ(Mektubatçı Bayram Hoca) کے نام سے مشہور تھے۔آپ نے امام خطیب سکول سے گریجویشن کی۔پھر اضروم ہائر انسٹیٹیوٹ سے اعلی تعلیم حاصل کی۔اور"Giritli Sırrı Paşa ve Tefsir İlmindeki Yeri" یعنی عظیم سری پاشا اور ان کی عقلی تفسیر کا مقام پر اپنا مقالہ لکھا۔انہیں مطالعہ کتب کا بہت شوق تھا۔ان کی لائبریری میں 20ہزار سے زائد کتب تھیں۔وہ عثمانی ترکی، عربی، فارسی

[1]. https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/ali-bardakoglu. 13-8-2019,3:00pm

، فرانسیسی اور انگریزی زبانیں جانتے تھے۔ آپ شیخ محمود آفندی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ ان ہی کی مسجد اسماعیلیہ مسجد استنبول میں امام و مبلغ تھے۔ آپ کو 2006ء میں اسی مسجد میں چھریوں کے وار کر کے شہید کیا گیا۔[1]

اسماعیل کارا(ismail Kara):

(1955ء/1374ھ سے تاحال)

آپ نے امام خطیب سکول سے 1973ء میں تعلیم مکمل کی۔ پھر استنبول اسلامک انسٹیٹیوٹ سے اعلی تعلیم حاصل کی۔ آپ کی مہارت اسلامک فائنانس اور تاریخ میں ہے[2]۔ آپ کا علمی کام درج ذیل ہے۔

- Nurettin Topçu'nun Bütün Eserleri (Ezel Erverdi ile birlikte yayına hazılamıştır)
- Türkiye'de İslâmcılık Düşüncesi (I, 1986; II, 1987; III, 1994).
- Hüseyin Kâzım Kadri'nin Ziya Gökalp'ın Tenkidi (1989) (yayına hazırlık)
- Mızraklı İlmihal'i (1989) (yayına hazırlık)
- Meşrutiyetten Cumhuriyete Hatıralarım - Hüseyin Kazım Kadri (1991, yayına hazırlamıştır)
- İstanbul'dan Ben de Geçtim - Selim Nüzhet Gerçek (Ali Birinci ile yayına hazırlamıştır)
- Amel Defteri (1998, 2. Baskı 2015)
- Biraz Yakın Tarih Biraz Uzak Hurafe (1998, 2. Baskı 2017)
- Şeyhefendinin Rüyasındaki Türkiye (1998)

---

1 . "Bayram Ali Öztürk Hocanın Hayatı". ismailaga.org.tr. 2 Eylül 2016. 16 Ağustos 2016 tarihinde kaynağından arşivlendi. Erişim tarihi: 27 Şubat 2017.retrived 14-7-2019,12:18am

2 . https://www.biyografya.com/biyografi/18192.13-8-2019,3:00pm

- Bir Felsefe Dili Kurmak: Modern Felsefe ve Bilim Terimlerinin Türkiye'ye Girişi (2001)
- Güneyce-Rize Sözlüğü-Bir Doğu Karadeniz Köyünün Hafızası ve Nâtıkası (2001)
- İslâm Siyasî Düşüncesinde Değişme ve Süreklilik-Hilafet Risâleleri (6 C. 2002)
- Din İle Modernleşme Arasında: Çağdaş Türk Düşüncesinin Meseleleri (2003)
- Sözü Dilde Hayali Gözde (2006)
- Aramakla Bulunmaz (2006)
- Cumhuriyet Türkiyesi'nde Bir Mesele Olarak İslâm I(2008)
- İlim Bilmez Tarih Hatırlamaz (2011)
- Kutuz Hoca'nın Hatıraları (2000, Genişletilmiş 4. Baskı 2015)
- Hanya/Girit Mevlevihanesi-Şeyh Ailesi Müştemilatı Vakfiyesi Mübadelesi (2006)
- İlim Bilmez Tarih Hatırlamaz-Şerh ve Haşiye Meselesine Dair Birkaç Not (2011)
- Nurettin Topçu-Hayatı ve Bibliyografyası (2013)
- Saz ü Söz Arasında, Cinuçen Tanrıkorur'un Hatıraları (3. Baskı, yayına hazırlamıştır)
- Kabe Yollarında & Surre Alayı Hatıraları - Ahmed Salahaddin Bey (2015, Yusuf Çağlar ile yayına hazırlamıştır)
- Mahya & Müslüman İstanbul'a Mahsus Bir Gelenek (2016)

- Cumhuriyet Türkiyesi'nde Bir Mesele Olarak İslâm II (2016)[1]

سیف الدین(Seyfettin Ersahin):

(1960ء/1379ھ سے تاحال)

یہ انقرہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے امام خطیب سکول سے تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے مانچسٹر یونیورسٹی انگلینڈ سے "عثمان علماء اور محمود دوم کی اصلاحات" پر مقالہ لکھ کر ماسٹر کی ڈگری حاصل کی۔ "سوویت یونین کے عہد میں ترکستان کا مذہبی ڈھانچہ" پر مقالہ لکھ کر انہوں نے انقرہ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ یہ بھی وزارت مذہبی امور کے ادارہ سے منسلک رہے۔ ان کے مقالات کئی ریسرچ جنرل کی زینت بنے ہیں۔ یہ کئی اہم کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کے بعض علمی کام درج ذیل ہیں۔

- Islam Tarihini Anlama Kilavuzu Ciltli
- ngiliz ve Alman Oryantalistlerin Hz. Muhammed Tasavvuru
- Türkistan'da İslam ve Müslümanlar : Sovyet dönemi
- The official interpretation of Islam under the Soviet regime : a base for understanding of contemporary Central Asian Islam
- Islamic support on the westernization policy in the Ottoman empire : making Mahmud II a reformer Caliph-Sultan by Islamic virtue tradition [2]

علی ارباز(Ali Erbaş):

(1961ء/1380ھ سے تاحال)

انہوں نے امام خطیب سکول اور پھر مرمرہ یونیورسٹی کی تھیالوجی فیکلٹی سے تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے "قرآن مجید میں تکرار اور اس کا فلسفہ" (Kur'an'daki Tekrarlar ve

1 . UnluBilim Adamlari(Turkiye Unluleri Ansiklopedisi,C.2,2013. Encyclopedia of Turkey's Famous People (2003)

2 . http://cv.ankara.edu.tr/ersahins@ankara.edu.tr. 12.7.2019. 11:15pm

(Sırları) کے عنوان پہ اپنا تحقیقی مقالہ تحریر کیا۔انہوں نے استنبول میں "فاتح مفتی دفتر" سے وابستہ مساجد میں امام کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔وہ سکاریہ sakarya یونیورسٹی میں مذہبی شعبہ کے ڈین بھی رہے۔انہوں نے پیرس میں مختلف یونیورسٹیوں کی لائبریریوں میں جا کر "مذہب اور مذہبی علوم کی تاریخ" پر تحقیق کی۔وہ مذہبی امور کے جنرل ڈائریکٹوریٹ کے تعلیمی ڈائریکٹر بھی رہے۔اس وقت وہ ترکی مذہبی امور فاؤنڈیشن کے سربراہ کے طور پر کام کر رہے ہیں۔یہ بھی "ترکش انسائیکلو پیڈیا آف اسلام "(TVD Islamic Encyclopedia) کے مصنفین میں شامل ہیں۔ان کے بعض علمی کام درج ذیل ہیں۔

- Melekler Alemi: İlahi Dinlerde Melek İnancı (İstanbul 1998, 2012)
- Hıristiyan Ayinleri: Sakramentler (İstanbul 1998)
- Hıristiyanlıkta İbadet (İstanbul 2003), Hristiyanlık (İstanbul 2004)
- Hristiyanlık'ta Reform ve Protestanlık Tarihi (İstanbul 2004; Ankara 2016)
- ve Yaşayan Dünya Dinleri (Anadolu Üniversitesi Yayınları: Eskişehir 2010)
- (yazarı: Mircea Eliade, İstanbul 1997)
- İslâm'la Yüzleşen Batı (yazarı: Michel Lelong, İstanbul 2006)
- Guy Testas ve Jean Testas, İstanbul 2003) [1]

احمد محمود اونلو(Ahmet Mahmut Ünlü):

(1965ء/1384ھ سے تا حال)

1 . https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/ali-erbas. 13-8-2019,3:00pm

ان کو جوبیلی احمد خواجہ (Cübbeli Ahmet Hoca) کے نام سے بھی پہچانا جاتا ہے۔ یہ ترک عالم دین ہیں۔ فقہ حنفی سے گہری مناسبت رکھتے ہیں۔ نقشبندی سلسلہ تصوف سے مضبوط تعلق ہے۔اسماعیلیہ تقشبندی سلسلہ کے پیر طریقت محمود آفندی کے مرید ہیں۔ حافظ اور مسجد کے امام ہیں۔وہاں کی عوام ان سے بہت متاثر ہے۔لوگوں کو دین کی طرف لانے میں ان کا بہت بڑا کردار ہے۔ انہوں نے بہت زیادہ علمی کام کیے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے رسائل کی تعداد70 سے زیادہ ہے[1]۔ان میں سے جو فقہ سے متعلق ہیں۔وہ درج ذیل ہیں۔

- Her Bir Uzuv Organ Icin Okunmasi Münasip Olan Sifa Ayetleri
- Ezan-I Muhammedi Risalesi
- Istigfar Risalesi - Kopie
- Korunmus Sir Kutulu
- Saban-I Serif Risalesi
- Tasavvuf Risalesi
- Bedir Ehli Ile Tevessül Ve Istigaseler
- Secere-I Nebeviyye RisalesiDinin Direği Müminin Miraci Namaz
- Kurban Risalesi
- Receb-I Şerif Risalesi
- Kuran-I Hakim Risalesi
- Abdest Risalesi
- Tadil-I Erkan Risalesi: Namaz Mesaili - 5
- Dualarim 1. Cilt[2]

1 . http://www.cubbeliahmethoca.tv/biyografi.php. 14-7-2019,11:00pm
2 . Ahmet Mahmut Ünlü kimdir?". www.biyografi.info. Retrieved 12.7.2019. 11:15pm

اکرام بہورا اقنج (Ekrem Buğra Ekinci):

(1966ء/1386ء) سے تاحال)

آپ ترک تاریخ اور اسلامی قانون کے ماہرین میں شمار ہوتے ہیں۔ اس وقت آپ مرمرہ یونیورسٹی میں فیکلٹی آف لاء کے رکن ہیں۔ انہوں نے عثمانی عدالتوں میں رائج قوانین پہ تحقیقی مقالہ لکھ کر اسلامی قانون میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ آپ 1992 سے 1993 تک عمان کی یونیورسٹی آف اردن میں محقق رہے۔ انگریزی اور عربی زبان میں مہارت رکھتا ہے۔ آپ کی تصانیف ومقالاجات کی تعداد کافی ہے۔ ان میں سے چند اہم درج ذیل ہیں۔

- Ateş İstidâsı-İslâm-Osmanlı Hukukunda Mahkeme Kararlarının Kontrolü (Appeal in Ottoman Law), Filiz Kitabevi, Istanbul 2001, XVI+293 p.
- İslâm Hukuku ve Önceki Şeriatler (Islamic Law and the Laws of Previous Religions), Arı Sanat Yayınevi, Istanbul 2003, 336 p.
- Osmanlı Mahkemeleri (Ottoman Courts), Arı Sanat Yayınevi, Istanbul 2004, 383
- İslâm Hukukunda Değişmenin Sınırı (The Fundamentals of Change in Islamic Law), Arı Sanat Yayınevi, Istanbul 2005, 152 p.
- İslâm Hukuku (Islamic Law), Arı Sanat Yayınevi, Istanbul 2006, 216 p.
- İslâm Hukuku Tarihi (A History of Islamic Law), Arı Sanat Yayınevi, İstanbul 2006, 296 P.
- Karakoç Serkiz-Külliyât-ı Kavânîn Fihrist-i Târihî, Mehmet Akif Aydın, Mehmet Akman, Fethi Gedikli ve Macit Kenanoğlu ile beraber. 2 Volumes. Türk Tarih Kurumu, Ankara 2006. Volume 1: XII+584 p.; Volume 2.: 1022 p.

- Ahmed Cevdet Paşa ve Mecelle (Ahmed Cevdet Pasha and Mejelle), with Ahmet Şimşirgil, KTB Yayınları, Istanbul 2008, 176 p.
- Osmanlı Hukuku (Ottoman Law), Arı Sanat Yayınevi, Istanbul 2008, 600 p.
- Hukukun Serüveni (A Story of Law), Arı Sanat Yayınevi, Istanbul 2011

ان میں سے کچھ مکمل کتابیں اور کچھ تحقیقی مضامین ہیں جو رسالوں اور جرائد کی زینت بنے ہیں ۔ آپ حنفی محقق ہیں۔[1]

یسین آخطے(Yasin Aktay):

(1966ء/1385ھ سے تاحال)

یہ ترکی کے شہر Siirt میں پیدا ہوئے۔ سوشیالوجی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ینی آفاق ترکی اخبار کے کالم نگار ہیں۔ انہوں نے حکومت سے چھپ کر پرانی طرز کے بچے کھچے لوگوں سے دینی تعلیم حاصل کی۔[2] یہ بھی مشہور اسلامسٹ ہیں۔ ان کی اہم کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔

- Ahmet Çiğdem'den (İngilizce'den) Çeviri, Akıl Ve Toplumun Özgürleşimi: Jürgen Habermas Üzerine Bir Çalışma, 975-7726-06-0, 135, Ankara, Vadi Yayınları, 1992
- Erol Göka ve Abdullah Topçuoğlu ile birlikte, Önce Söz Vardı: Yorumsamacılık Üzerine Bir Deneme, 975-7726-33-8, 302, Ankara, Vadi Yayınları, 1996

---

1 . E.B. Ekinci, Osmanlı Hukuku, (Istabul:Arı Sanat Yayınevi, İstanbul 2008), 4.

2 . Russell Powell, Shariʿa in the Secular State:Evolving Perceptions of Law and Religion in Turkey, (Washington: University of Washington2014),68

- Abdullah Topçuoğlu ile birlikte, derleme Postmodernizm ve İslam, Küreselleşme Ve Oryantalizm, 975-7726-50-8, 352, Ankara, Vadi Yayınları, 1996
- Bryan S. Turner'dan çeviri, Max Weber ve İslam: Eleştirel Bir Yaklaşım, 975-7726-03-6, 325, Ankara, Vadi Yayınları, 1997
- Body, Text, Identity: Islamist Discourse Of Authenticity In Modern Turkey, 404, ANKARA, (Doktora Tezi) ODTÜ, Sosyal Bilimler Enstitüsü, Sosyoloji Bölümü, 1997
- M. Emin Köktaş'la birlikte, Din Sosyolojisi, 975-7726-48-6, 349, Ankara, Vadi Yayınları, 1998
- Türk Dininin Sosyolojik İmkanı, 975-470-759-6, 252, İstanbul, İletişim Yayınları, 1999
- Muhammed Arkoun'dan (Arapça'dan) çeviri, Cemalettin Erdemci ile birlikte, Tarih, Felsefe, Siyaset Üzerine Konuşmalar, 975-6768-11-8, 194, Ankara, Vadi Yayınları, 2000
- Ira M. Lapidus'tan Çeviri, İslam Toplumları Tarihi, 975-470-957-2, 783, İstanbul, İletişim Yayınları, 2002
- (Kitap Bölümü) Diaspora and Stability, John Esposito, M. Hakan Yavuz, Turkish Islam And The Secular State, 975-6571-68-3, 280, ABD, New York, Syracuse University Press, 2003
- Modern Türkiye'de Siyasi Düşünce, 6. Cilt-İslamcılık, Editör, 975-05-0253-1, 1112, İstanbul, İletişim Yayınları, 2004[1]

[1] . http://www.milliyet.com.tr/1-kasim-2015-secimleri-26-donem-gundem-2141340, 25-7-2019 12:00 Am

احسن یلماز(Ihsan Yilmaz):

(1970ء/1390ھ سے تاحال)

آپ آسٹریلیا میں Alfred Deakin یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ آپ نے ترکی(Boğaziçi University) میں بیچلر تک، اور لندن میں پی ایچ ڈی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے فقہ کے حوالے سے بہت کام کیا۔ آپ کی چند کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔

- Islam and Peacebuilding: Gulen Movement Initiatives
- The Muslim World and Politics in Transition: Creative Contributions of the Gülen Movement
- The Islamic School of Law: Evolution, Devolution, and Progress (Harvard Series in Islamic Law)
- Kemalizmden Erdoganizme
- Muslim Laws, Politics and Society in Modern Nation States: Dynamic Legal Pluralisms in England, Turkey and Pakistan
- European Muslims, Civility and Public Life: Perspectives On and From the Gülen Movement

اس کے علاوہ انہوں نے فقہ حنفی کے حوالے سے کافی آرٹیکل لکھے ہیں۔ جو کئی ریسرچ جرنلز کا حصہ بنے ہیں۔ ان کے کئی آرٹیکل کا حوالہ باب نمبر دو میں آیا ہے۔ اس لیے یہاں دھرانے سے اجتناب کیا گیا ہے۔ مصنف فتح اللہ گولن کو صحیح نمائندہ اسلام سمجھتے ہوئے اس کی تحریک سے وابستہ ہیں۔ اس لیے کئی اہم مواقع پہ انہوں نے فقہ حنفی کے اصولوں کو ترجیح نہ دی۔[1]

[1] . https://www.deakin.edu.au/about-deakin/people/ihsan-yilmaz13-8-2019,12:13AM

احمد ازدمیر (Ahmet Özdemir):

ان کی تاریخ پیدائش معلوم نہ ہو سکی ۔ یہ کستامونو یونیورسٹی ترکی (Kastamonu Universitesi ilahiyat) میں الہیات فیکلٹی کے فقہ انسٹیٹیوٹ سے وابستہ ہیں۔ انہوں نے فقہ حنفی کے حوالے سے کافی تحقیقی مقالے تحریر کیے ہیں۔ ذیل میں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

- İslam Devletler Hukukunda Uluslararası Kamu Düzeninin Savaş Yoluyla Sağlanması
- Günümüzde İslâm Dünyasındaki Şiddet ve Saldırıların Meşruiyet Sorunu
- İmam Ebû Yûsuf'un Fukahâ Tabakâtındaki Yeri
- Zekat ve Vergi Mükellefiyetinde Fırsat Eşitliği ve Adaletin Sağlanması
- İslam Hukukunda Uluslararası Kamu Düzeni ve Savaş hukuku
- Kur'an'da Yer Alan Fıkhî İlke ve Konular
- Fıkıh Mezheplerinin Daru'l-Harb İle İlişkilerde Savaşı Esas Almalarının Sebepleri ve Günümüz Açısından Tahlili
- İslâm Hukukunda Unutmanın Edâ Ehliyeti Üzerindeki Etkileri
- Umre Yolculuğunun Önemi ve Sağlayacağı Kazanımlar
- Yolculukta Namazın Vasıta Üzerinde Kılınması
- Terör Eylemleri Yapanların Referans Aldıkları Fıkhî Bilgilerin İslam Hukukunun Genel İlkeleri Bağlamında Tespiti ve Değerlendirilmesi
- Fıkıh Okumalarına Giriş (1.Bölüm)
- Hz. Peygamber'in Fıkhî Hükümlerindeki Usûl ve İlkeler
- Hadislerin Rehberliğinde Kardeşlik Hukuku
- Uluslararası İlişkiler Alanında İslâm Hukukunun Temel İlkeleri -Eman Akdi Örneği Üzerinden Bir Değerlendirme
- Fıkıh Eğitiminin Yeniden Yapılanması

- Resûl-ü Ekrem'in Ashab-ı Güzin'i Eğitimi Örnekliğinde İdeal Öğretmen İdeal Öğrenci
- Kamerî Ayların Tespitindeki İhtilafın Sebepleri ve Çözüm Önerileri
- Akitlerde İrade Beyanı
- Çağımızda İfta usulü[1]

UNIVERSITY OF HARIPUR

[1] . https://scholar.google.com.tr/citations?user=y6sPhuUAAAAJ&hl=tr. 13-7-2019,1:28 PM

خاتمہ / خلاصہ بحث:

مذکورہ مقالہ "جدید ترکی (1923ء-2015ء/1341ھ-1436ھ) میں فقہ حنفی کا فروغ و ارتقاء" ریسرچ تھیسس ہے۔ اس میں مذکورہ زمانہ میں ترکی کے اندر چاروں فقہی مذاہب میں سے فقہ حنفی کی ترویج وترقی کی حدود کو دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مزکورہ مقالہ تین ابواب اور ہر باب کی مزید دو ذیلی فصلوں پر مشتمل ہے۔

پہلا باب "جدید ترکی (1923ء-2015ء/1341ھ-1436ھ) کے سیاسی و مذہبی حالات" کے عنوان سے ہے۔ اس باب میں مذکورہ زمانہ کے اندر ترکی کے سیاسی و مذہبی حالات کا مطالعہ کیا گیاہے۔ اس باب کی مزید دو ذیلی فصلیں ہیں۔

پہلی فصل "جدید ترکی (1923ء-2015ء/1341ھ-1436ھ) کے سیاسی حالات" کے عنوان سے ہے۔ اس فصل میں ترکی کا تعارف، ترکی کا تاریخی پس منظر، سلطنت سلجوقیہ، سلاجقہ روم، سلطنت عثمانیہ، خلافت عثمانیہ، خلافت عثمانیہ کا خاتمہ اور جمہوریہ ترکی کا قیام، جمہوریہ ترکی میں اصلاحات، جمہوریہ ترکی کے وزرائے اعظم، جمہوریہ ترکی کے صدور، 1923ء سے 1938ءتک کے سیاسی حالات، پھر 1938ء - 1950ءتک کے سیاسی حالات، 1960ء کے بعد کے سیاسی حالات اور آخر میں عدالت وترقی پارٹی کی سیاسی پوزیشن اور ملک میں ان کی طرف سے لائی گئی تبدیلیوں پر بحث کی گئی ہے۔

دوسری فصل "جدید ترکی (1923ء-2015ء/1341ھ-1436ھ) کے مذہبی حالات" کے عنوان سے ہے۔ اس فصل میں 1923ء—1950ءتک کے عرصہ میں ملک کے مذہبی حالات، پھر صوفی تحاریک کی وجہ سے ملک کے مذہبی حالات، 1950ء کے انتخابات کے بعد کے مذہبی حالات، 1970ء اور اس کے بعد کے مذہبی حالات پر بحث کی گئی ہے۔

دوسرا باب " جدید ترکی (1923ء-2015ء/1341ھ-1436ھ) میں فقہ حنفی کا فروغ و ارتقاء" کے عنوان کے تحت ہے۔اس کی مزید دو فصلیں ہیں۔

پہلی فصل "جدید ترکی(1923ء-2015/1341ھ-1436ھ)میں فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء میں اداروں کا کردار" کے عنوان سے ہے۔اس فصل میں ترکی کی مذہبی وزارت کے تحت کام کرنے والا ادارہ "نظامت مذہبی (Diyanet)" ، ترکش اسلامی انسائیکلو پیڈیا "Türkiye Diyanet Vakfı Islam Ansiklopedisi" ، دیانت کے صدور ، امام و خطیب سکولز، یونیورسٹیز میں اسلامی تعلیم جیسے امور پر تحقیقی بحث کی کوشش کی گئی ہے۔

دوسری فصل "جدید ترکی (1923ء-2015/1341ھ-1436ھ) میں فقہ حنفی کے فروغ وارتقاء میں شخصیات کا کردار" کے عنوان کے تحت ہے۔اس فصل میں سلجوق ریاست میں حنفی قاضی، فقہی قانونی دستاویز موسوم بمجلۃ الاحکام العدلیۃ، پروفیسرز کے مقالاجات، حنفیت کے فروغ و ارتقاء میں تحاریک تصوف اور صوفیاء کا کردار اور اسلامی سیاسی پارٹیوں کا اس حوالے سے کردار پر بحث کی گئی ہے۔

تیسرا باب "جدید ترکی (1923ء-2015/1341ھ-1436ھ)میں علمائے احناف کے تراجم" کے عنوان سے ہے۔اس باب کی مزید دو فصلیں ہیں۔

پہلی فصل "جدید ترکی(1923ء-1938ء/1341ھ-1357ھ)میں حنفی علماء کے تراجم" کے عنواان کے تحت ہے۔ اس فصل میں حنفی فقہاء و علماء پر لکھی گئی تراجم وطبقات کی کتب کا تعارف، جدید ترکی میں علماء و پروفیسرز کی موجودگی، اور تقریباً25 مشہور شخصیات کے تراجم ہیں جنہوں نے فقہ حنفی کے حوالے سے کوئی علمی و عملی کام کیاہے اس فصل میں عبدالحکیم آرواسی، شیخ زاہد الکوثری، مصطفی صابری آفندی، حسین حلمی اور خیر الدین کرامان جیسی معروف علمی شخصیات کا تذکرہ بھی شامل ہے۔

دوسری فصل "جدید ترکی (1938ء-2015ء/1357ھ-1436ھ) میں علمائے احناف کے تراجم" کے عنوان سے ہے۔اس میں بھی تقریباً25 کے قریب معروف علمی شخصیات کا تعارف موجود ہے۔ جن میں طیار علی تکلاج، محمد اسد توشان، سلیمان الوداغ، علی براق اوغلو، احمد محمود اونلواور احمد ازدمیر شامل ہیں۔

UNIVERSITY OF HARIPUR

نتائج:

اس مقالہ میں جدید ترکی (1923ء-2015/ 1341ھ-1436ھ) کے سیاسی و مذہبی حالات، اس زمانہ میں ترکی میں فقہ حنفی کے فروغ و ارتقاء اور اسی زمانہ کے علمائے احناف کے تراجم کو سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ انسانی اور خاص کر طالب علمی بساط کے مطابق پوری کوشش کی گئی ہے کہ تحقیق کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہے۔ تحقیق کے بعد جو امور بطور نتیجہ کے سامنے آئے ہیں، وہ درج ذیل ہیں۔

- خلافت کے خاتمے کے بعد جدید ترکی میں سیاسی عدم استحکام رہا۔ اور ایک طرح کی جبری حکومت کا نظام رائج رہا۔
- چار بار فوجی مارشل لاء کا نظام مسلط رہا۔ ایک بار1960ء، دوسری بار 1971ء میں، تیسری بار1980ء میں اور چوتھی بار1997ء میں۔ لیکن اب کی بار 2015ء میں عوام نے اس نظام کو مسترد کر کے جمہوری نظام کو برقرار رکھنے میں جمہوری منتخب حکومت کا ساتھ دیا۔
- مذہبی حالات پہلے بہت نازک تھے۔ اب ترکی اس معاملے میں بھی استحکام کی طرف لوٹ آیا ہے۔
- فقہ حنفی کے فروغ و ارتقاء میں اصلاً اسی عنوان کے تحت تو کچھ خاطر خواہ کام نہیں ہوا۔ لیکن ضمنی طور پر اہل تحقیق نے اپنے مقالات، ارٹیکلز اور مضامین میں فقہ حنفی کے قوانین کو بیان بھی کیا ہے اور ان سے معاشرتی فوائد و شرعی سہولیات بھی سمیٹنے کی کوشش کی ہے ۔ جس کی بدولت فقہ حنفی کے ارتقائی مراحل طے ہوئے ہیں۔ اور اسے فروغ حاصل ہوا ہے۔
- فقہ حنفی کے حوالے سے 75 کے قریب اہل تحقیق کے تراجم اس مقالہ کی بدولت سامنے آسکے ہیں ۔

سفارشات:

- ابتدائی جمہوری دور میں سیکولرازم کو جبراً نافذ کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن اب عوام کو ان کے حقوق اور ان کی مرضی کا نظام بنانے کی بتدریج اجازت دی جارہی ہے۔ اس چیز کو پاکستان میں بھی اپنانے کی ضرورت ہے
- اب ترکی واپس اپنی عظمت رفتہ کی طرف لوٹ رہا ہے۔ ترکی اس وقت دنیا کی ایک مضبوط معاشی قوت کے ساتھ ساتھ ایک اہم اسلامی ریاست کا درجہ دھار چکا ہے۔ اس لیے ترکی کے ساتھ سرکاری طور پر اسلامی علوم وفنون میں باہمی تعاون کا مضبوط سلسلہ شروع کرنے کی ضرورت ہے۔
- ترکی کے اندر غیر رسمی دینی ادارے ختم کر دیے گئے تھے۔ اب چند روحانی شیوخ کی بدولت یہ نظام دوبارہ شروع کیا گیا ہے۔ جس کے مثبت نتائج سامنے آرہے ہیں۔ اس لیے ترکی کی حکومت کو بھی اور باقی اسلامی ممالک کو بھی تعلیمی اداروں کی روح ختم کرنے کی کوششوں کو ترک کر کے ایسی ترتیب پہ دینی تعلیمی ادارے قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کی بدولت عوام کو صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے ملت اسلامیہ کی رہنمائی کرنے والی قیادت میسر آسکے۔
- ترکی کے اندر اسلامی تعلیمات سرکاری اداروں کے تابع ہو کر دی جاتی ہیں۔ جس کے کچھ فوائد بہر حال ضرور ہیں۔ لیکن ایک نقصان ہے کہ ترکی میں راسخ العمل علماء کی کمی نظر آتی ہے۔ اس لیے ہر اسلامی ملک اپنی مسلم قوم کو یہ اجازت ضرور دے کہ وہ قدیم ترتیب کو بھی اپنے دینی تعلیمی اداروں میں ساتھ لے کر چلیں۔ تاکہ جدید تقاضوں کو حل کرنے میں اصلی اسلامی تعلیمات سے انحراف لازم نہ آئے۔

- ترکی کے اندر علمی و تحقیقی کام جدید اسلوب پہ استوار ہے۔ جو کہ ایک اچھی بات ہے۔ لیکن تحقیق میں جدت کے ساتھ جب تک قدیم علوم سے مضبوط وابستگی نہ ہو تو تحقیق خاطر خواہ نتائج کی حامل نہیں ہوتی۔ اسی طرح کی کیفیت سے ترکی دوچار ہے۔ اہل پاکستان ایسی صورت حال میں ترکی کو مطلوبہ استعداد کے حامل افراد مہیا کر کے ان کو اس مشکل سے نکالنے میں مدد کر سکتے ہیں۔
- مذکورہ مقالہ میں تحقیقی عمل کے دوران شدید مشکلات کا سامنا رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ مذکورہ موضوع پر اردو، عربی اور انگریزی زبانوں میں مواد کی کم دستیابی کے ساتھ ترکی زبان میں موجود مواد تک عدم رسائی کا مسئلہ در پیش رہا۔ پھر چند کتابیں جو ترکی زبان میں دستیاب ہو پائیں۔ ان کے ترجمہ کا مسئلہ بھی شامل حال رہا اس لیے اس بات کو بھی سفارشات کا حصہ بنایا جاتا ہے کہ ایسے موضوعات پہ تحقیق کنندہ کے لیے ایسے وسائل بروئے کار لائے جائیں۔ جنکی بدولت دوسرے ممالک کے مواد کی دستیابی بھی ممکن ہو سکے۔ اس ملک کی زبان سیکھنے کے حوالے سے بھی پیش رفت کی جا سکے۔ اور سب سے اہم یہ کہ اس ملک میں جا کر صحیح اصولی بنیادوں پہ جدید اسلوب کو سامنے رکھ کر تحقیق کی جا سکے۔ تاکہ مزید اچھے نتائج سامنے آسکیں۔

جامعہ ہری پور
UNIVERSITY OF HARIPUR

مصادر و مراجع (اردو / عربی کتابیں)

1. القرآن الکریم۔
2. ابن قُطلُوبغا، زين الدين قاسم بن قُطلُوبغا السودوني الحنفي (المتوفى: 879هـ)، تاج التراجم، دار القلم – دمشق، ط1، 1992۔
3. ابراهيم الرئيس، عناصر تراجم الرواة عند المحدثين، مكتبة العلمية مصر، ط1، 2007ء۔
4. ابن ابي يعلى، ابو الحسين، محمد بن محمد (م 526ھ) طبقات الحنابلة، دار المعرفة بيروت، مجلدات 2، 1998۔
5. ابن الأثير، أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد الشيباني، عز الدين (المتوفى: 630هـ)، الكامل في التاريخ، دار الكتاب العربي، بيروت – لبنان، ط1، 1997ء۔
6. ابن الأثير، أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد الشيباني، عز الدين (المتوفى: 630هـ)، الكامل في التاريخ، دار الكتاب العربي، بيروت – لبنان، ط1، 1997ء۔
7. ابن العماد العكري، عبد الحي بن أحمد بن محمد الحنبلي، (المتوفى: 1089هـ)، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، ط1، 1986ء۔
8. ابن النديم، محمد بن إسحاق بن محمد الوراق البغدادي المعتزلي الشيعي (المتوفى: 438هـ)، الفهرست، دار المعرفة بيروت – لبنان، ط2، 1997ء۔
9. ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد بن محمد، ولي الدين الحضرمي الإشبيلي (المتوفى: 808هـ)، ديوان المبتدأ والخبر في تاريخ العرب والبربر ومن عاصرهم من ذوي الشأن الأكبر (تاريخ ابن خلدون)، دار الفكر، بيروت، ط2، 1998ء۔
10. ابن سعد، محمد بن محمد بن منيع بالولاء البصری البغدادی (م: 230ھ)، الطبقات الكبرى، دار الكتب العلمیه بیروت، ط1، 1990ء
11. ابن عبد البر، يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري القرطبي (المتوفى: 463هـ)، الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي حنيفة رضي الله عنهم، دار الكتب العلمية – بيروت۔
12. ابن عبد البر، يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر القرطبي (المتوفى: 463هـ)، الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي حنيفة رضي الله عنهم، دار الكتب العلمية – بيروت۔
13. ابن عبد البر، يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر (المتوفى: 463هـ)، جامع بيان العلم وفضله، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، 1414هـ – 1994م۔

14. ابن قطلُوبغا، زين الدين قاسم بن قُطلُوبغا السودوني (نسبة إلى معتق أبيه سودون الشيخوني) الجمالي الحنفي (المتوفى: 879هـ)، تاج التراجم، دار القلم – دمشق، ط1، 1992ء۔
15. ابن قيم، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين الجوزية (المتوفى: 751هـ)، إعلام الموقعين عن رب العالمين، دار الكتب العلمية – بيروت، ط1، 1991ء۔
16. ابن كثير، اسماعيل بن عمر بن كثير (م774ه)، البداية والنهاية، دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، ط1، 1997۔
17. ابن نجيم المصري، زين الدين بن إبراهيم بن محمد، (المتوفى: 970هـ)، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ر دار الكتاب الإسلامي، ط2۔
18. أبو القاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانى (المتوفى: 502هـ)، المفردات في غريب القرآن، دار القلم، الدار الشامية – دمشق بيروت، 1412۔
19. أبو جعفر الطبري، محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، (المتوفى: 310هـ)، تاريخ الطبري = تاريخ الرسل والملوك، وصلة تاريخ الطبري، دار التراث – بيروت، ط الثانية 1387هـ
20. أبو حامد محمد بن محمد الغزالي الطوسي (المتوفى: 505هـ)، المستصفى، دار الكتب العلمية، ط1، 1999ء
21. أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير الأزدي السِّجِستاني (المتوفى: 275هـ)، سنن أبي داود، المكتبة العصرية، صيدا – بيروت،
22. أبواسحاق أبراهيم بن علي الشيرازي، طبقات الفقهاء، دار الرشد العربي بيروت، ط1، 1970ء۔
23. احمد عبد العزيز محمود، تركيا في القرن العشرين، المكتب الجامعي الحدث، ط1، 2012۔
24. الأزدي، أبوزكريا يحيى بن إبراهيم بن أحمد بن محمد أبو بكر السلماسي (المتوفى: 550هـ)، منازل الأئمة الأربعة أبي حنيفة ومالك والشافعي وأحمد، مكتبة الملك فهد الوطنية، ط1، 2002ء۔
25. اسعد سالم تيم، علم طبقات المحدثين، مكتبة الرشد، 1415ه۔
26. الاشقر وعمر سليمان، تاريخ الفقه الاسلامي، مكتبة الفلاح الكويت، ط1، 1982ء۔
27. الافريقي، ابن منظور، محمد بن مكرم بن علي (م711ھ)، لسان العرب، ط3، 1414ھ۔
28. الآقطوغاني، يونس وهبي ياور، حركة التجديد في تقنين الفقه الاسلامي (مجلة الاحكام العدلية وقوانين ملا قا الإسلامية كمثال تجريبي، دار الكتب العلمية بيروت، 1971ء۔

29. امام أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241ه-)، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، ط1، 2001ء۔

30. امام الحرمين، ابو المعالي عبدالملك الجويني، مغيث الحق في ترجيع القول الحق، المكتبة العصرية بيروت، ط1، 2003۔

31. الآمدي، سيد الدين علي بن أبي علي بن محمد الثعلبي (المتوفى: 631ه-)، الإحكام في أصول الأحكام، المكتب الإسلامي، بيروت۔

32. انور الجندي، يقظة الاسلام في تركيا، دار الانصار القاهرة، 1999ء۔

33. البابانی، إسماعيل بن محمد أمين بن مير سليم البغدادي (المتوفى: 1399ه-)، إيضاح المكنون في الذيل على كشف الظنون، دار إحياء التراث العربي، بيروت۔

34. باشا احمد تيمور، نظرة تاريخية في حدوث المذاهب الفقهية الاربعة وانتشارها عند جمهور المسلمينن، مصر، ط1، 1398ھ۔

35. البخاري، محمد بن إسماعيل، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري۔

36. مسلم بن الحجاج النيسابوري (المتوفى: 261ه-)، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم = صحيح مسلم۔

37. بدر ابراهيم احمد فراج، دور الدولة العثمانية في نشر المذهب الحنفي في افريقا، مكتبة علمية مصر، 1422ھ۔

38. البرت حوراني، الفكر العربي في عصر النهضة، دار النهار بيروت، 1977ء۔

39. البزار، أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي (المتوفى: 292ه-)، مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة، ط1، 1998-2009ء۔

40. البغا، د محمد حسن، التقنين في مجلة الاحكام العدلية، مجلة جامعة دمشق للعلوم الاقتصادية والقانونية - المجلد 25 - العدد الثاني - 2009ء۔

41. تاريخ الترک في آسيا الوسطي، بارتولد، ترجمه احمد سعيد، الهيئة المصرية للعامة اللكتب، 1996۔

42. الترمذي، محمد بن عيسى، (المتوفى: 279ه-)، سنن الترمذي، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، ط2، 1975۔

43. التفتازاني، سعد الدين مسعود بن عمر (المتوفى: 793ه-)، شرح التلويح على التوضيح، مكتبة صبيح بمصر۔

44. ثروت صولت، ترکی اور ترک اسلامک پبلیکیشنز لاہور، 1989ء۔
45. الثعالبي، محمد بن الحسن بن العربيّ بن محمد الحجوي الجعفري الفاسي (المتوفى: 1376ھ)، الفكر السامي في تاريخ الفقه الإسلامي، دار الكتب العلمية - بيروت - لبنان، ط1، 1995ء۔
46. جمال الدين عطيه، النظر العامة للشريعة الاسلامية، مكتبة للنشر والتوزيع القاهره مصر، 2005۔
47. جمال عبد الهادي، علي أحمد لين وقاء، (م 1937ء) أخطاء يجب أن تصحح في التاريخ: الدولة العثمانية، دار الوفاء للنشر، 1995۔
48. حاجي خليفة، مصطفى بن عبد الله كاتب جلبي القسطنطيني (المتوفى: 1067ھ)، كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، مكتبة المثنى - بغداد، 1941ء۔
49. حرب، عبد الحميد، المعالم الرئيسية التاريخية والفكرية لحزب السلامة، جواد الشرق القاهره مصر، 2005ء۔
50. الحرستاني، محمود شاكر، خراسان، دار الكتب بيروت، ط1، 1978ء۔
51. حسين بسلي وومر اوزباي، رجب طيب اردوغان، قصة زعيم، ترجمة طارق عبد الجليل، الدار العربية لبنان، 2011۔
52. الحمداني المصري، ياسر بن احمد بن محمود (ولد 1974ء) حياة التابعين، دار الحرمين مصر 2008ء۔
53. الحوالي، سفر عبد الرحمن، العلمانية - نشأتها وتطورها واثارها في الحياة الاسلامية المعاصرة، دار الهجرة، 1402ھ۔
54. حوي، د. احمد سعيد، المدخل الي مذهب الامام ابي حنيفه نعمان، دار الاندلس الخضراء جده، ط1، 2002ء۔
55. خليفه بن خياط، ابو عمرو خليفه الشيباني (م 240ھ)، طبقات خليفه بن خياط، دار الفكر بيروت، 1993ء۔
56. د. ناصر الطريفي، تاريخ الفقه الإسلامي، مكتبة التوبة، الرياض، ط2، 1418ھ - /1997م۔
57. د علي بدوي، أبحاث في تاريخ الشرائع، بمجلة القانون والاقتصاد العدد الخامس مِن السنة الاولي۔
58. د محمد يوسف موسي، المدخل لدراسة الفقه الاسلامي، دار الفكر العربي القاهرة، ط1، 2009ء۔
59. د محمد يوسف موسي، محاضرات الفقه الاسلامي (فقه الصحابة والتابعين) طبع دار الهناء بالقاهرة، 1954ء۔
60. د. علي جمعة، المدخل لدراسة الشريعة الاسلامية، المعهد العالمي القاهرة، ط1، 1996ء۔
61. د. محمد حجي، انبعاث الفقه وتطبيق الشريعة الاسلامية، دار الاحياء بيروت، 1999ء۔
62. د. وهبة الزحيلي، موسوعة الفقه الاسلامي والقضايا المعاصرة، دار الفكر دمشق، ط3، 2012۔
63. الدارمي، أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد، التميمي السمرقندي (المتوفى: 255ھ)، مسند الدارمي المعروف ب- (سنن الدارمي)، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، ط2002، 1ء۔

64. الدکتور عني حسون، تاریخ الدولة العثمانیة، المکتب الاسلامي، المصریة، ط1998ء۔
65. دکتور محمد الدسوقي ودکتور امینة الجابر، مقدمة في دراسة الفقة الاسلامي، دار الثقافة قطر، ط2، 1999ء۔
66. الدکتور محمد صادق الحامدي، الاوقاف علي التعلیم في الخلافة العثمانیة والجمهور الترکیة، دار نشر أوتوکن، اسطنبول1998م۔
67. دھیش، ڈاکٹر عبد اللطیف، قیام الدولة العثمانیه، مکتبه اسلامیه بیروت، ط1، 2011،
68. دھیلة اکرام بنت عمر تیقنا تین، یھود الدونمة واثرھم علی الدولة العثمانیة، اکادمیة جزائر، جامعة الجزائر،
69. ڈاکٹر جولیس گرمانس، ترکوں کی اسلامی خدمات، انجمن ترقی اردو اورنگ آباد، 1932،
70. ڈاکٹر عبید اللہ فلاحی، جدید ترکی میں اسلامی بیداری، (بحوالہ: گزٹ، ترکی)
71. ڈاکٹر فاروق حسن، فن اصول فقہ کی تاریخ عہد رسالت سے عصر حاضر تک (ڈاکٹریٹ مقالہ)، دارالاشاعت کراچی، 2001ء۔
72. ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر، جدید ترکی، قرطاس کراچی، 2001ء۔
73. ڈاکٹر رفیع الدین احمد صدیقی، وسط ایشیا میں فقہ حنفی کا ارتقاء، ادارہ مطالعات ممالک اسلامیہ میرپور آزاد کشمیر ط2، 2013۔
74. الذھبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز (م748ھ)، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار المعرفة للطباعة والنشر بیروت، 1963ء۔
75. الذھبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز (م748ھ)، تذکرة الحفاظ، دار الکتب العلمیة بیروت، 1988ء۔
76. الذھبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز (م748ھ)، معرفة القراء الکبار علی الطبقات والاعصار، دار الکتب العلمیه بیروت، 1997ء۔
77. الذھبي، شمس الدین محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز (المتوفی: 748ھـ)، مناقب الإمام أبي حنیفة وصاحبیه، لجنة إحیاء المعارف النعمانیة، حیدر آباد الدکن بالھند، ط3، 1408ھ۔
78. الذھبي، شمس الدین محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز (المتوفی: 748ھـ)، سیر أعلام النبلاء، دار الحدیث- القاھرة، ط2006ء۔
79. الذھبي، محمد بن احمد بن عثمان، التاریخ الإسلام (حوادث ووفیات)، دار الکتاب العربي، ط1990۔
80. رایموند لیفشیز، ترجمة: عبیة عودة، تکایا الدراویش، ھیئة ابو ظھبي للثقافة والتراث، ط1، 2011ء۔

81. رحمانی، خالد سیف اللہ، فقہ اسلامی، تدوین و تعارف، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، انڈیا، 2008ء۔
82. رضا هلال، السیف والهلال ترکیا من اتاتورک الي اربکان، دار الشروق المصرية، 2001ء۔
83. رمضان علي السيد الشرنباصي، المدخل لدراسة الفقه الاسلامي، مطبعة الصيانة مصر، ط2، 1403۔
84. روبير مانتران، مترجم: بشير السباعي، اتجاه القوميين السياسية العثمانية، دار الفكر للدراسات والنشر والتوزيع، القاهرة، 1993ء۔
85. الزرقا، مصطفي احمد، المدخل الفقهي العام، دار القلم دمشق، ط1، 1998۔
86. الزركلي، خير الدين بن محمود بن محمد بن علي بن فارس، الدمشقي (المتوفى: 1396هـ)، الأعلام، دار العلم للملايين، ط15۔
87. زكي محمد مجاهد، الاعلام الشرقية في المائة الربعة عشرة الهجرية، منشورات دار العرب الاسلامي بيروت، ط2، 1994م۔
88. زياد ابوغنية، جوانب المضيئة في تاريخ العثمانيين الاتراک، دار الفرقان للنشر والتوزيع، 2007ء۔
89. زيدان، عبد الكريم، المدخل لدراسة الشريعة الاسلامية، دار عمر بن خطاب اسكندرية، 2001ء۔
90. سبط ابن الجوزی، یوسف بن قزأوغلي، مرآة الزمان في تاريخ الأعيان، دار الكتب الإسلامي القاهره، ط2، 1992۔
91. السبكی، تقی الدين، تاج الدين عبد الوهاب (م 771ھ)، طبقات الشافعيه الكبرى، هجر للطباعة والنشر والتوزيع بيروت، ط2، 1413ھ۔
92. سيتان، سمير ذياب، تركيا في عهد رجب اردغان، الجنادرية الاردن، 2012، ص150-164
93. السريري، ابو الطيب مولود السوسي، معجم الاصوليين، دار الكتب العلمية بيروت، ط1، 2001۔
94. السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر، (المتوفى: 911هـ)، نظم العقيان في أعيان الأعيان، المكتبة العلمية -بيروت۔
95. السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين (المتوفى: 911هـ)، تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة، دار الكتب العلمية ببيروت، ط1، 1990۔
96. شلبي، محمد مصطفي، المدخل في الفقه الاسلامي، الدار الجامعية بيروت، ط10، 1985ء۔
97. الشناوی، عبد العزيز محمد، الدولة العثمانية دولة اسلامية مفتري عليها، مكتبة الانجلو المصرية، القاهرة 1980ء۔
98. شوقي ابو خليل، نهاوند فتح الفتوح، دار التربية، ط2، 1928۔

99. الشوكاني، محمد بن علي بن محمد بن عبد الله اليمني (المتوفى: 1250ه-)، إرشاد الفحول إلي تحقيق الحق من علم الأصول، دار الكتاب العربي، دمشق، ط1، 1999ء۔

100. الصلابي، علي محمد محمد، الدولة العثمانية عوامل النهوض واسباب السقوط، دار النشر والتوضيح بيروت، 1990ء۔

101. الصَّيْمَري، الحسين بن علي بن محمد بن جعفر، الحنفي (المتوفى: 436ه-)، أخبار أبي حنيفة وأصحابه، عالم الكتب – بيروت، ط2، 1985۔

102. ضابط تركي سابق، ترجمة: عبد الله عبد الرحمن، الرجل الصنم مصطفي كمال اتاتورك، حياة رجل و دولة، الاهلية للنشر والتوزيع عمان، ط1، 2013۔

103. الطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي (المتوفى: 360ه-)، المعجم الأوسط، دار الحرمين – القاهرة۔

104. طحان، مصطفي محمد، الحركة الاسلامية الحديثية في تركيا، القاهرة مصر، 2007۔

105. عبد الحي لكهنوى (1304ھ)، فوائد البهيه في تراجم الحنفيه، لكنو، 1993ء۔

106. عدنان كاتبي، علم التراجم ومكانه في حياتنا، دار النشر للسوريه، ط2003ء۔

107. عزالدين ابن الاثير، على بن ابى الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيبانى الجزرى (م:630ھ)، أسد الغابة، دار الفكر بيروت، 1989ء۔

108. العسقلاني، أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر (المتوفى: 852ه-) الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة، مجلس دائرة المعارف العثمانية –صيدر اباد/ الهند، ط2، 1972ء۔

109. عصام محمد شباره، السلاطين في المشرق العربي، دار النهضه العربيه بيروت، ط1، 1994۔

110. علي حسن عبد القادر، نظرة عامة في تاريخ الفقه الاسلامي، مكتبة القاهرة الحديثة، ط2، 1956۔

111. على، عبد الحليم محمود، التراجع الحضارى فى العالم الاسلامى، دار الوفاء، 2011ء۔

112. العمري، عبد العزيز بن ابراهيم، الفتوح الاسلامية عبر العصور، دار اشبيلية رياض، ط2011۔

113. العودة، سليمان بن حمد بن عبد الله (و1375ھ)، كيف دخل التتر بلاد المسلمين، دار طيبة، ط الثالثة 1422ه– 2001م۔

114. عبايده هاجرة، حركة التقنين الفقهي و اثرها علي الفقه الاسلامي، مقالة للماجستير بالجامعة الجزائر كلية العلوم الاسلامية في السنة 2016–2017ء۔

115. غزالي، عبد الحليم، الاسلاميون الجدد والعلمانية الاصولية في تركيا، مكتبة الفاروق الدولية القاهرة، 2007۔

116. فاروق بن یوسف البحريني، طبقات الرواۃ عن الإمام الزھري ممن لہ روایۃ في الكتب الستۃ، كلیۃ الحدیث الشریف بالجامعۃ الاسلامیہ مدینۃ المنورہ، ط1، 1411ھ۔

117. الفرفور عبد اللطیف صالح، تاریخ الفقۃ الاسلامي، دار ابن کثیر مصر، ط1، 2003ء۔

118. فلاحی، ڈاکٹر عبید اللہ، جدید ترکی میں اسلامی بیداری، اسلامک پبلیکیشنز لاہور، 1999ء۔

119. قاضی عیاض مالکی، ابو الفضل عیاض بن موسی (544ھ)، ترتیب المدارک و تقریب المسالک، مطبعۃ فضالۃ المحمدیہ المغرب، ط1، عدد الاجزاء 8، 1983ء۔

120. قام باصدارہ مرکز الملک فیصل، خزانۃ التراث - فھرس مخطوطات، نبذۃ: فھارس المخطوطات الإسلامیۃ في المکتبات والخزانات ومراکز المخطوطات في العالم تشتمل علی معلومات عن أماکن وجود المخطوطات وأرقام حفظھا في المکتبات والخزائن العالمیۃ۔

121. القرماني، احمد بن یوسف (م1019ھ)، تاریخ سلطان آل عثمان، مکتبۃ ملک فھد الوطنیۃ، ط1، 1985۔

122. لارڈ ایورسلے، ترکی سلطنت، ط لندن 1924، The Turkish Empire By Lord Eversley

123. مالک بن أنس بن مالک بن عامر الأصبحي المدني (المتوفی: 179ھ)، الموطأ، مؤسسۃ زاید بن سلطان آل نھیان للأعمال الخیریۃ والإنسانیۃ- أبو ظبي -الإمارات، ط2004، 1ء۔

124. مبرۃ الآل والاصحاب، أعلام الحنفیۃ، مکتبۃ الوطنیۃ الکویت، ط1، 2011ء۔

125. المجتمع کویت، شمارہ 28، 1119 ربیع الثانی، 1415ھ، 1994ء، صف 22، نجم الدین اربکان کا انٹرویو

126. مجلۃ الاجتھاد عدد 3، ربیع 1989 خالد زیادۃ- دورۃ الکتاب والاداریین في علمنۃ الدولۃ العثمانیۃ۔

127. مجموعۃ من المؤلفین، نقلا عن: موسوعۃ سفیر للتاریخ الإسلامي، الموسوعۃ الموجزۃ في التاریخ الإسلامي، نقلھا وأعدھا للشاملۃ / أبو سعید المصري۔

128. مجھول - من أھل القرن السابع الھجري، تعریب: محمد سعید جمال الدین، أخبار سلاجقۃ الروم = مختصر سلجوقنامہ- تعریب، الناشر: المرکز القومي للترجمۃ، القاھرۃ، الطبعۃ: الثانیۃ، 2007م۔

129. المحامي، محمد فرید بک، تاریخ الدولۃ العلیۃ العثمانیۃ، دار النفاس بیروت، ط1، 1981۔

130. محمد الخضري بک، تاریخ التشریع الاسلامي، دار الفکر بیروت، ط8، 1967ء۔

131. محمد انیس، الدولۃ العثمانیۃ الشرق العربي، مکتبۃ الانجلو المصریۃ، ط1، 1993۔

132. محمد بن الحسن الحجوي، الفکر السامي في تاریخ الفقہ الاسلامي، ط1، مکتبۃ دار التراث القاھرۃ، 1396ھ۔

133. محمد بن الیخ خلیفة بن احمد النبهانی الطائی، التحفة النبهانية في تاريخ الجزيرة العربية، داراحياء العلوم بيروت، ط1، 1986۔

134. محمد حرب، دكتور، العثمانيون في التاريخ و الحضارة، المركز المصري للدراسات العثمانية و بحوث العالم التركي القاهرة، 1994۔

135. محمد ذاهد جول، التعليم الديني في تركيا... بين الماضي والحاضر، مجلة وفاق المدارس العربية باكستان (العربي)، العدد الثالث، السنة الاولي، رجب-شعبان-رمضان 1439ه / نيسان- أيار- حزيران 2018م۔

136. محمد عبده، أيعيد التاريخ نفسه، الناشر المنتدي الاسلامي، ط 1991۔

137. محمد علي السايس الأستاذ بالأزهر الشريف، تاريخ الفقة الاسلامي، المكتبة العصرية للطباعة والنشر مصر، 2002ء۔

138. محمد فريد بك بن احمد فريد پاشا (1338ھ) تاريخ الدولة العلية العثمانية، دار النفائس لبنان، ط الاولی 1981۔

139. محمد محمد حسين، الاتجاهات الوطنية في الادب المعاصر، دار الفكر للنشر والتوضيح بيروت، 1968۔

140. محمد مطيع الحافظ، ونزار اباظة، تاريخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الهجری، دار الفكر دمشق، ط1، 1412ھ۔

141. محمد موشد عابدين، الدر الثمين في نسب السادة الطاهرين، دار النعمان دمشق، ط1، 1422ھ۔

142. محمد بن يوسف صالحه دمشقي شافعي (942ه)، عقود الجمان في مناقب الامام ابي حنيفة النعمان، دار البشائر الاسلامية بيروت، ط2018، 2ء۔

143. محمود أفندي الحمزاوي حياته وآثاره، محمد وائل الحنبلي، رسالة تخرج في معهد الفتح الاسلامي عام 1421ھ۔

144. محمود شاكر، موسوعة الفتوحات الاسلامية، دار اسامة للنشر والتوزيع عمان، ط1، 2002۔

145. محمود محمد علي، بحوث في الفقه الاسلامي، دار الكتاب الجامعي القاهرة، 1978ء۔

146. مدثر جمال، مولانا، علمائے ماتریدیہ کی چند اہم اعتقادی تصانیف، ماہنامہ وفاق المدارس العربیہ ملتان، شمارہ 10، شوال المکرم 1440ھ، جون 2019۔

147. مدكور، محمد سلام، المدخل للفقه الاسلامي تاريخه ومصادرة ونظرياته العامة، دارالكتب الحديث القاهرة، ط2، 1996ء۔

148. المزی، یوسف بن عبد الرحمن، جمال الدين ابن الزکی الکلبی (م 742)، تهذيب الكمال فی اسماء الرجال، مؤسسة الرسالة بيروت، 1980ء۔

149. مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261ه-)، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، دار إحياء التراث العربي- بيروت۔

150. المصري، جميل عبد الله محمد، حاضر العالم الاسلامي وقضايا المعاصرة، الجامعة الاسلامية المدينة، 1986ء۔

151. مصطفى، احمد عبد الرحيم، في اصول التاريخ العثماني، دار الشروق مصر، ط1986۔

152. مصطفى كامل، المسئلة الشرقية، مؤسسة هنداوي للتعليم والثقافة القاهرة، مصر، 2012ء۔

153. مصنف مبرة الآل والاصحاب، أعلام الحنفية، مكتبة الوطنية الكويت، ط1، 2011ء۔

154. مفتی ابولبابہ شاہ منصور، ترک نادان سے ترک دانا تک، السعید پبلشر کراچی۔

155. مفرح بن سلمان القوسي، كتاب مصطفي صبري، دار القلم دمشق، ط1، 2006ء۔

156. مقالات الكوثري بقلم العلامة الشيخ محمد زاهد الكوثري، طبعة المكتبة التوفيقية۔

157. الملا علي القاري، بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين (المتوفى: 1014هـ)، مناقب الامام الاعظم، دائرة الشؤون الإسلامية الإمارات العربية المتحدة، ط3، 2011ء۔

158. مناع القطان، تاريخ التشريع الاسلامي التشريع والفقه، مكتبة المعارف الرياض، ط2، 1996ء۔

159. موفق بني المرجع، صحوة الرجل المريض، مؤسسة صقر الخليج للطباعة الكويت، 1983۔

160. مولانا محمد نجیب سنبھلی قاسمی، امام ابو حنیفہ حیات اور کارنامے، ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ 12، جلد:96، صفر 1434ھ / دسمبر 2012ء۔

161. ندوی، ابوالحسن، علی میاں، تاریخ دعوت وعزیمت، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، 1403ھ، جلد سوم (تذکرہ صوفیاء ہندوستان)۔

162. نزار قازان، احداث ومشاهير عالمية، سلاطين بني عثمان، دار الفكر البناني البيروت، ط1، 1992۔

163. نعمانی، شبلی، علامہ (م:1914ء) سیرۃ النعمان، ندوۃ العلماء لکھنؤ، 1936ء۔

164. نعمانی، عبد الرشید، مولانا، امام ابو حنیفہ کی تابعیت اور صحابہ سے ان کی روایت، مکتبہ صفدریہ دیوبندی، 1989۔

165. النعيمي، احمد نوري، النظام السياسي في تركيا، دار زهران للنشر والتوزيع عمان، 2011۔

166. نور الدين، محمد، (2003) ، تركيا ..إلى أين؟ حزب العدالة والتنمية(الإسلامي)في السلطة، مجلة المستقبل العربي، العدد28 ۔

167. هشام يسري العربي، جغرافية المذاهب الفقهية، دادالبصائر القاهرة، ط1، 1426ه-/2005م۔

168. الهيثمي، أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان (المتوفى: 807هـ)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، مكتبة القدسي، القاهرة، 1994۔

169. واصل، نصر فريد محمد، المدخل الوسيط لدراسة الشرعية الاسلامية والفقة والتشريع، مكتبة التوفيقية، 2000ء۔

170. وھبي سليمان غاوجي، ابوحنيفة النعمان امام الائمة الفقهاء، دار القلم دمشق، ط4، 1987ء۔

171. الياس دردور، تاريخ الفقه الاسلامي، دار ابن حزم بيروت، ط1، 2010ء۔

172. اليعقوبي، أحمد بن إسحاق (أبي يعقوب) بن جعفر (المتوفى: بعد 292ھ)، البلدان، دار الكتب العلمية، بيروت، ط 1422ھ۔

173. يلماز أوزتونا، تاريخ تركيا الكبير، دار نشر اوتوكن، استنبول 1978م۔

English books Refrences

1. ("History of Paper Money"by Central Bank of the Republic of Turkey)

2. "Kelimetü'l-üstâẕ ed-duktûr Aḥmed es-Saʿîd Süleymân", Dirâsât fi'l-edeb ve't-târîḫi't-Türkî el-Mıṣrî: 2-4 Mârs 1985 (nşr. Ahmed Fuâd Mütevellî), Kahire 1989.
3. A Realist , Ataturk's Reforms: Realization of an utopia: (paper presented to Seminar on Nehru and Ataturk, New Delhi, 26 November 1981.
4. Abdurrahim Zapsu Abdurrahim Rahmi Zapsu, şair ve yazardı., Musa Anter, Hatıralarım I-II, Avesta, 2007, ISBN 9757112739.
5. Ahmed Emin Yalman, Turkey in my Time, University of Oklahoma press:1st edition 1956.
6. Ahmet Şeyhun, Islamist Thinkers in the Late Ottoman Empire and Early Turkish Republic, BRILL (2014).
7. Akbulut, O., Usal, Z. O. (2008). Parental Religious Rights vs. Compulsory Religious Education in turkey.
8. Ali Carkoglu- Binnaz Toprak, Translated by: Cigdern Aksoy Fromm, Religion, Society And Politics In A Changing Turkey,Tesev Publication, Karkoy Istanbul.
9. Ambassador Eric Edelman and Team,Turkey transformed:The Origins and Evolution of Authoritarianism and Islamization Under the AKP, Biparatisan policy center, October 2015.
10. Angel Rabasa&F.stephen larrabee, "the Rise of Political Islam in Turkey". RAND National Defence Research Institute2008.
11. Angel Rabasa: F. Stephen Larrabee, The Rise of Political Islam in Turkey, Published 2008 by the RAND Corporation, Santra Monica, CA 90407-2138.

12. Arnolod Leder, Party Compitition in Rural Turkey, Agent of Change or Defender of Traditional rule, Middle Eastern Studies, Vol 15(1979).

13. Asyraf ab rahman Terengganu, Nooraihan Ali, Modernization of Turkey under Kamal Ataturk,(Article) , Asian Social Science- January2015, Vol. 11, No. 4;2015 ISSN 1911-2017 published by Canadian Center of Science and Education.

14. Banu Eligür (2010), The Mobilization of Political Islam in Turkey, Cambridge University Press.

15. Barry Rubin (2010), Guide to Islamist Movements, M.E. Sharpe.

16. Beatrice Hendrich,Introduction – Beyond State Islam: Religiosity and Spirituality in Contemporary Turkey, Contemporary Sufism and the Quest for Spirituality, European journal of Turkish studies ,13. 2011_ ejts/4527

17. Behar, Cem. 1991. "Polygyny in Istanbul, 1885–1926", Middle Eastern Studies, 27(3).

18. Bernard Lewis, The Emergence of Modern Turkey, London: Oxford University Press 1956.

19. Binnaz Sayari (Toprak), Islam and Political Development in Turkey, Burl , Leiden 1981.

20. Branon Wheeler, Applying the Canon in Islam: The Authorization and Maintenance of Interpretive Reasoning in Ḥanafī Scholarship, SUNY Press, 1996.

21. Bruce Master, The Arab of the Ottoman Empire,(1516-1918), Cambridge university press,new York, first published 2013.

22. Bulent Gokay (22 November 2006). Soviet Eastern Policy and Turkey, 1920-1991: Soviet Foreign Policy, Turkey and Communism. Routledge. ISBN 978-1-134-27549-6.

23. Calo, Zachary R. (2005), Pluralism, Secularism and the European Court of Human Rights, Journal of Law and Religion, Vol. 26, Calo Final Document.

24. Çavdar, Tevfik (1996). "Birinci Bölüm". Türkiye'nin Demokrasi Tarihi 1950-1995 (in Turkish) (2nd ed2000.)

25. Celal Hoca: Hayatı ve Şahsiyeti, İstanbul 1962.

26. Coulson, Noel J. A History of Islamic Law. Edinburgh: Edinburgh University Press, 1994.

27. D. Ali Arslan, "The Evaluation of Parliamentary Democcracy in Turkey and Turkish Political Elites", GaziosmanpaÞa University, Turkey,2005.

28. David McDowall, A modern history of the Kurds, I.B.Tauris, 2002, ISBN 978-1-85043-416-0.

29. Dieter Nohlen, Florian Grotz & Christof Hartmann (2001) Elections in Asia: A data handbook, Volume I, p238-271 ISBN 0-19-924958-X

30. Diyanet İşleri Başkanlığı arşivi, Dersiâmlar sınıfı, M. Hulûsi Akyol şahsî dosyası, nr. 1713 ve özel arşivindeki belgeler.

31. E.B. Ekinci, Osmanlı Hukuku, Arı Sanat Yayınevi, İstanbul 2008.

32. ElmalılıMuhammadHamdi Yazır, Tafsir of Qur'an (Seven Volumes) Publisher: EBUZİYA - Print date: 1935 - Size: 16,5 X 24 cm - 5868 Pages.

33. Eralp, A. (1990), "The Politics of Turkish Development Strategies", in A. Finkel and N. Sirman (eds.), Turkish State, Turkish Society, Routledge,

London, pp. 219-258; Pamuk, S. (1981), "Political Economy of Industrialization in Turkey", MERIP Reports.

34. Ernest Phillips, Hitler's last Hope: A factual survey of the Middle East warzone and Turkey's vital strategic position, 1942.

35. Frank Tachau, Mary-Jo D. Good, The Anatomy of Political and Social Change: Turkish Parties, Parliaments, and Elections,. Comparative Politics, Vol. 5, No. 4 (Jul., 1973)Published by: Ph.D. Program in Political Science of the City University of New York

36. George Lenczowski, The middle East in World Affairs, Ithaca: Cornell University Press.1952.

37. George Lenczowski, The middle East in World Affairs, p 115.

38. Giuli ALASANIA & Nani GELOVANI, Islam and Religious education in Turkey, IBSU Scientific Journal, 5(2): 35-50, ISSN: 1512-3731 print / 2233-3002 online. 2001.

39. Glen Yeadon (2008). The Nazi Hydra in America: Suppressed History of a Century: Wall Street and the Rise of the Fourth Reich. Lulu.com. ISBN 978-0-930852-43-6.

40. Gözaydın, İştar (2009). Diyanet: Türkiye Cumhuriyeti'nde Dinin Tanzimi (Diyanet: Arranging Religion in the Turkish Republic). İstanbul: İletişim Yayınları.

41. Gözler, K. (2016). Türk Anayasa Hukukuna Giriş. Ekin Kitabevi Yayınları. (and) Hekimoğlu, M. (2009). Anayasa Hukukunda Karşılaştırmalı Demokratik Hükümet Sistemleri ve Türkiye. Ankara Detay Dağıtıcılık.

42. Graham, William (1993). "Traditionalism in Islam: An essay in interpretation". Journal of Interdisciplinary History. 23 (3).

43. Harold Courtenay Armstrong , " Grey Wolf, Mustafa Kemal: An intimate Study of a Dictator, Routledge 711 third Avenue, New York NY 10017, 1932 Arthur Baker Ltd.

44. Hayrettin Karaman'ın resmî Web sitesi.

45. History & Culture of Turkey: From Anatolian Civilization to Modern Republic A guide created by Chatham students for Chatham students for our 2010-2011 Global Focus.

46. History Of The Ottoman Empire And Modern Turkey Volume II: Reform, Revolution, and Republic: The Rise of Modern Turkey, 1808-1975, Stanford J. Shaw Professor of History University of California, Los Angeles, Cambridge University Press

47. Howard A. Reed, "Turkey's new Imam-hatip schools," Die Welt des Islams 4(2-3), 1955; Gotthard Jäschke, "Vom Islam in der heutigen Türkei," Die Welt des Islams 18, 1977, 1-18; Howard A. Reed, 'The faculty of divinity at Ankara', The Muslim World 46, 1956.1957: Günter Seufert, 'The Faculties of Divinity in the current tug-of-war', Les annales de l'autre islam 6, 1999

48. Ihsan Yilmaz, Potential Impact of the AKP's Unofficial Islamist Law on the Radicalization of the Turkish Muslim Youth in the West, in Theological and Sociological Perspectives on Terrorism and Violent Extremism. Fethi Mansouri and Zuleyha Keskin (eds). Singapur: Palgrave. 2018

49. Ihsan Yilmaz, Semi-Official Turkish Muslim Legal Pluralism: Encounters between Secular Official Law and Unofficial Shari'A, in A. Possamai et al. (eds.), The Sociology of Shari'a: Case Studies from around the World, Boundaries of Religious Freedom: Regulating Religion in Diverse Societies (2015)

50. ilir, F. (2013). Hükümet Sistemi Tartışmaları Bağlamında Hükümet Sistemimiz ve Partili Cumhurbaşkanı. Yeni Türkiye.

51. Ilter Turan. , The Recruitment of Cabinet Ministers as a Political Process: Turkey, 1946-1979, International Journal of Middle East Studies, Vol. 18, No. 4 (Nov., 1986),Cambridge University Press.

52. in Turkey. Understanding Sikhism, the Research Journal, 9(2).

53. Ismet Giritli, " Some Aspects of new Turkish Constitution", The Middle East Journal, Vol. 16, No. 1, winter, 1962.

54. Istar Gozaydin & Ahmet Erdi Ozturk, The Management of Religion in Turkey, Turkey institute, november 2014.

55. John Lawton, A Conference in Istanbul , Aramco World Arab and Islamic Sultures and Connection, July/August 1976 Vol. 27, No. 4.

56. John M. VanderLippe (1 February 2012). Politics of Turkish Democracy, The: Ismet Inonu and the Formation of the Multi-Party System, 1938-1950. SUNY Press. p. 41. ISBN 978-0-7914-8337-4.

57. Jurisprudence and Law – Islam Reorienting the Veil, University of North Carolina (2009).

58. Kadir Mısıroğlu, İslâm Yazısına Dair, 68-71; 2.b, İstanbul 1993.

59. Kemal H. Karpat, The Turkish Election of 1957, Journal Article: The Western Political Quarterly, University of Utah, Vol. 111114, No. 2 (Jun.1961).

60. Kemal Kirisci and Ilke Toygur, Turkey's New presidential System and A Changing west: Implication for Turkish Foregin policy and Turkey west realations, The New Geopolitics< Europe 2019.

61. Kilavuz, M. A. (2009). Adult Religious Education at the Qur'anic Courses in Modern Turkey. The Journal of International Social Research, 2(6).

62. Kisaichi, Masatoshi (2011). Popular Movements and Democratization in the Islamic World. Routledge. p.130-167. ISBN 978-0415665896.

63. Library of cogress ,Federal Research Division, Country Profile: Turkey august 2008.

64. Makdisi, George (April–June 1989), "Scholasticism and Humanism in Classical Islam and the Christian West", Journal of the American Oriental Society, 109 (2): 175–182 [175–77]. doi:10.2307/604423, JSTOR 604423.

65. Martin van Bruinessen, Comparing the Governance of islam in TURKEY and Indonesia, (Diyanet and the Ministry of Religious Affairs, S. Rajaratnam school of international studies Singapore, may 2018.

66. Muhammad Qasim Zaman (2007). The Ulama in Contemporary Islam: Custodians of Change. Princeton University Press. p. 1. ISBN 978-0-691-13070-5.

67. Nahit Dinçer, 1913'ten Bu Güne İmam-Hatip Okulları Meselesi, İstanbul 1974.

68.nalcik, Halil. 1973. "Learning, the Medrese, and the Ulemas." In the Ottoman Empire: The Classical Age 1300–1600. New York: Praeger.

69.Ocal, M. (2007). From the Past to the Present: Imam and Preacher Schools in Turkey – An ongoing Quarrel. Religious Education, 102(2), 2002.

70.Orga Irfan Margarete, "Ataturrk", London Press, 1962.

71.Öztürk, Yaşar Nuri, En-el Hak İsyanı (The Anal Haq Rebellion) – Hallâc-ı Mansûr(Darağacında Miraç - Miraç on Gallows), Vol 1 and 2, Yeni Boyut, 2011.

72.Paul stirling, Religioud change in Republican Turkey , Vol. 12, No. 4 (Autumn, 1985).

73.Qualification: Doctor of Philosophy, University of London, 1999 Bachelor of Arts, Bogazici University, Turkey 1994

74.Russell Powell, Shariʿa in the Secular State:Evolving Perceptions of Law and Religion in Turkey, (phd thesis) University of Washington 2014.

75.S Amjad Ali, The Muslim world Today, National Hujra Counsel, Islamabad 1985.

76. Mustafa Ozdamar, Hadim-ul Kur'an Ustaz Suleyman Hilmi Tunahan (Kirk Kandil Yaynlari 2013).

77.Selim Deringil (7 June 2004). Turkish Foreign Policy During the Second World War: An 'Active' Neutrality. Cambridge University Press. ISBN 978-0-521-52329-5.

78.Serra Cremer, A. Turkey Between the Ottoman Empire and the European Union: Shifting Political Authority Through the Constitutional Reform, Fordham International Law Journal. Volume 35, Issue 1, 2016.

79. Sherwood, W.B. (1955). "The Rise of the Justice Party in Turkey". World Politics, Vol. 20, No. 1 (Oct., 1967).
80. Siegbert Uhlig (2005), "Hanafism" in Encyclopaedia Aethiopica: D-Ha, Vol 2, Otto Harrassowitz Verlag, ISBN 978-3447052382.
81. Şimşek, Ahmet (ed.) (Ekim 2017). Türk Tarihçileri (2. bas.). Ankara: Pegem akademi. s. 125. doi:10.14527/9786053187370. ISBN 978-605-318-737-0.
82. Somel, S. (2001). The modernization of public education in the Ottoman Empire, 1839-1908 : Islamization, autocracy, and discipline (p. xviii, 414). Brill.
83. Tevfik Demiroğlu, Seyyid Tâhâ, Sebil Mecmuası, Sayı: 16, 16 Nisan 1976.
84. The Biography of Ahmet Kayhan is written by Henry Bayman: The Teachings of a Perfect Master: An Islamic Saint for the Third Millennium published in 2012 by Anqa Publishing, ISBN 190593744X.
85. The making of modern Turkey ,Feroz Ahmad, Taylor & Francis e-Library, 2003, ISBN 0-203-41804-2 Master e-book ISBN
86. TheMrYesilgoz Haber (26 June 2016). "Gülgün Feyman Budak İle Nasıl Yani?-26 Haziran 2016-Doğu Perinçek&Mustafa Tahir Öztürk-Tek Parça" – via YouTube.
87. Thijl sunnier&Nico Landman&Heleen van der linden&nazli Bilgili&Alper Bilgili, “Diyanet: The Turkish Directorate for Religious Affairs in a Changing environment”, VU University Amsterdam, Utrech University,Netherlands. January 2011.

88. Thijl sunnier&Nico Landman&Heleen van der linden&nazli Bilgili&Alper Bilgili, "Diyanet: The Turkish Directorate for Religious Affairs in a Changing environment".
89. Touraj Atabaki, The State and the Subaltern: Modernization, Society and the State in Turkey.
90. Türk İstiklal Harbi, Edition VI, İstiklal Harbinde Ayaklanmalar, T. C. Genelkurmay Harp Tarihi Başkanlığı Resmî Yayınları, 1974.
91. Turkey, 1978-2008", Journal of Family Issues, 35(12): 1707–1724.
92. Yilmaz, Ihsan. 2014c. "Islamic Family Law in Secular Turkish Courts".
93. Elisa Guinchi (ed) Adjudicating Family Law in Muslim Courts: Cases from the Contemporary Muslim,World. London: Routledge.
94. Turkey. International Journal on Minority and Group Rights, 15(4).
95. Tursan, Huri, "Democratisation in Turkey: the Role of Political Parties." Bruxelles,PIE-Peter Lang, 2004.
96. Umut Azak, « Secularism in Turkey as a Nationalist Search for Vernacular Islam », Revue des mondes musulmans et de la Méditerranée [Online], 124 | November 2008, Online since 09 December 2011, connection on 03 August 2019.
97. UnluBilim Adamlari(Turkiye Unluleri Ansiklopedisi,C.2,2013. Encyclopedia of Turkey's Famous People (2003).
98. Vakkasoğlu, Vehbi (2003) Maneviyat Dünyamıza İz Bırakanlar, Nesil Yayınları, Ekim, ISBN 9758499440
99. Weismann, Itzchak (2007) The Naqshbandiyya. Orthodoxy and Activism in a Worldwide Sufi Tradition, London, Routledge.

100. Werner Ende, Udo Steinbach, "islam in the World Today: A handbook of Politics, Religion, Culture and Society", Cornell University Press, 2010.

101. Yasushi Hazama, Electoral Volatility in turkey,Bilkent University Ankara,march 2004,Turkey 1988, The General Directorate of Press and information of the Republic of Turkey(ed.) Teoman Fehim,1988.

102. Yavuz, M. Hakan (2009). Secularism and Muslim Democracy in Turkey. Cambridge University Press.

103. Yilmaz, Ihsan, Legal Instrumentalisation, Social Engineering and Islamic Law in Turkey and Pakistan (November 5, 2018).

104. Yilmaz, Ihsan. 2012b. "Towards a Muslim Secularism? An Islamic 'Twin Tolerations' Understanding of Religion in the Public Sphere", Turkish Journal of Politics, ISSN :2146-1988, Vol. 3, No. 2, Dec. 2012.

105. Yilmaz, Ihsan. 2005d. "State, Law, Civil Society and Islam in Contemporary Turkey", Muslim World, (95).

106. Yilmaz, Ihsan. 2005c. "Ijtihad and Tajdid by Conduct: The Gulen Movement", in Hakan M. Yavuz and John L. Esposito (eds) Turkish Islam and the Secular State: The Gulen Movement, Syracuse University Press, July 2003.

107. Yasa, Ibrahim. 1957. Hasanoglan: Socio-Economic Structure of a Turkish Village. Ankara: Public Administration Institute.

108. Yuksel-Kaptanoğlu İlknur and Banu Akadli Ergocmen. 2014. "Early Marriage: Trends in".

109. Yurdagul, M. (2007). Institutions of Religious Instructions and Problems of Religious Education.

Links Refrences

1. "Bayram Ali Öztürk Hocanın Hayatı". ismailaga.org.tr. 2 Eylül 2016. 16 Ağustos 2016 tarihinde kaynağından arşivlendi. Erişim tarihi: 27 Şubat 2017.retrived 14-7-2019,12:18am
2. "Cübbeli Ahmet Hoca Hayrettin Karaman'a demediğini bırakmadı". İNTERNET HABER. 30 Aralık 2017 tarihinde kaynağından arşivlendi. Erişim tarihi: 2017-12-30.,24-7-2019,12:29am
3. "Who is Prof. Dr. Sabahattin Zaim? - İstanbul Sabahattin Zaim Üniversitesi". Izu.edu.tr. Retrieved 29 December 2017.23-7-2019, 11:34pm
4. Ahmet Mahmut Ünlü kimdir?". www.biyografi.info. Retrieved 12.7.2019. 11:15pm
5. Ankara Müftüsü Mehmet Rifat Efendi, Tarih Portalı/ https://tr.wikipedia.org/wiki/Mehmet_Rifat_B%C3%B6rek%C3%A7i 12-7-2019,1:09PM
6. https://www.chatham.edu/academics/globalfocus/archives/turkey_1011/_pdf/history_culture.pdf on 12-10-2018.
7. http://cv.ankara.edu.tr/ersahins@ankara.edu.tr. 12.7.2019. 11:15pm
8. http://freeislambooks.com/index.php/huseyin-hilmi-isik/23-7-2019,12:46pm
9. http://huseyinhilmiisik.com/englife.htm 23-7-2019,12:26pm
10. http://konyaninalimvehocalari.konyacami.com/haci-veyiszade-mustafa-efendi/15-7-19, 3:19pm
11. http://mufidyuksel.com/abdurrahim-rahmi-zapsu-cuneyt-zapsunun-dedesi-nun-kabri.html

12. http://mufidyuksel.com/abdurrahim-rahmi-zapsu-cuneyt-zapsunun-dedesi-nun-kabri.html
13. http://www.cubbeliahmethoca.tv/biyografi.php. 14-7-2019,11:00pm
14. http://www.hakikatkitabevi.com/default.htm (in English) (in Turkish)20-7-2019,1:56am
15. http://www.milliyet.com.tr/1-kasim-2015-secimleri-26-donem-gundem-2141340, 25-7-2019 12:00 Am
16. http://www.ysk.gov.tr/doc/dosyalar/docs/Mahalli/1994/Buyuksehir/Pdf/1994Mahalli-Buyuksehir-istanbul.pdf 23-6-2019 , 11:00 pm
17. https://en.wikipedia.org/wiki/List_of_presidents_of_Turkey on date 13-6-2019, 11:00 pm
18. https://en.wikipedia.org/wiki/Mahmud_Esad_Co%C5%9Fan14-7-19,4:00PM
19. https://en.wikipedia.org/wiki/Muhammed_Hamdi_Yaz%C4%B1r8-8-2019,11:00pm
20. https://en.wikipedia.org/wiki/Prime_Minister_of_Turkey on date 12-6-2019 11:00 pm
21. https://ihvanlar.net/,20-7-2019, 11:48pm.
22. https://islamansiklopedisi.org.tr/
23. https://islamansiklopedisi.org.tr/abdulhakim-arvasi
24. https://islamansiklopedisi.org.tr/akseki-ahmet-hamdi. 13-7-2019,1:28 PM
25. https://islamansiklopedisi.org.tr/hakkinda/ilim-dali--fikih
26. https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/ali-bardakoglu. 13-8-2019,3:00pm

27. https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/ali-erbas. 13-8-2019,3:00pm
28. https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/bekir-topaloglu. 14-7-2019,11:00pm
29. https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/ibrahim-kafi-donmez. 13-8-2019,3:00pm
30. https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/mehmet-akif-aydin13-8-2019,12:13AM
31. https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/mustafa-cagrici. 14-7-2019,11:00pm
32. https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/m-yasar-kandemir13-8-2019,12:13AM
33. https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/nuri-ozcan. 14-7-2019,11:00pm
34. https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/omer-faruk-harman. 14-7-2019,11:00pm
35. https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/suleyman-uludag. 14-7-2019,11:00pm
36. https://islamansiklopedisi.org.tr/muellif/tayyar-altikulac13-8-2019,12:13AM
37. https://islamansiklopedisi.org.tr/zahid-kevseri19-8-2019,8:33AM
38. https://scholar.google.com.tr/citations?user=y6sPhuUAAAAJ&hl=tr. 13-7-2019,1:28 PM
39. https://tr.wikipedia.org/wiki/Tahir_B%C3%BCy%C3%BCkk%C3%B6r%C3%BCk%C3%A7%C3%BC .13-7-2019, 10:07PM
40. https://www.biyografya.com/biyografi/18192.13-8-2019,3:00pm

41. https://www.deakin.edu.au/about-deakin/people/ihsan-yilmaz13-8-2019,12:13AM
42. https://www.feqhweb.com/vb/t6732.html 16-8-2019,11:53pm
43. https://www.researchgate.net/publication/289129665.
44. https://www.serveryayinlari.com/mehmed-zahid-kotku/15-7-2019,3:30pm
45. https://www.loc.gov/rr/frd/cs/profiles/Turkey.pdf on 10-10-2018
46. https://www.academia.edu/2529075/Religious_practices_in_the_Turco Iranian_world_continuity_and_change.
47. https://en.wikipedia.org/wiki/S%C3%BCleyman_Ate%C5%9F 14-7-2019,11:00pm
48. http//hdl.handle.net/1814/22578
49. http://journals.openedition.org/remmm/6025
50. SSRN: https://ssrn.com/abstract=3278478 or http://dx.doi.org/10.2139/ssrn.3278478.